نواب عزیز جنگ بہادر مؤلف

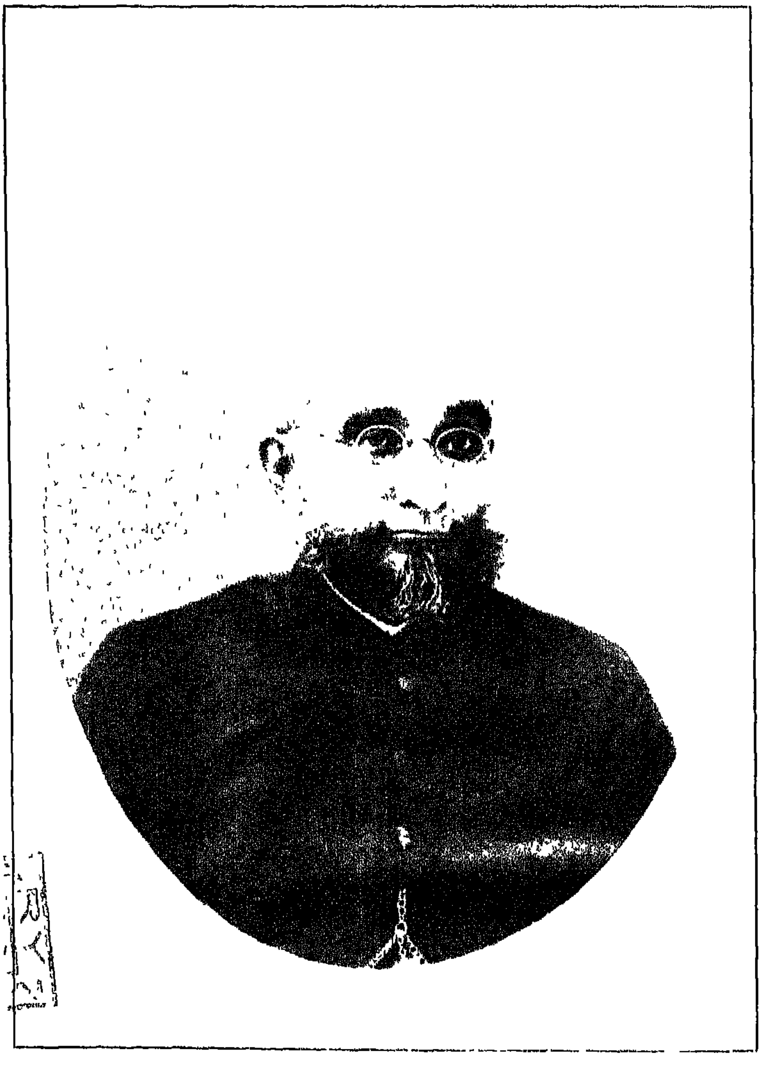

۱۳۱۷ ف

غرائب الجمل

هٰذا کتاب محکم فی حقائق الفن الاکمل

(۱۸۲۹ نوروز)

یہ کارآمد کتاب دو ابواب پر شامل ہے (۱۳۱۴ بنگلہ) پہلا باب متضمّن

باصول فن و قوانین اہل جمل (۱۹۶۴ سمت) دوسرا باب

منقسم پر اقسام و دقائق عمل (۱۳۲۵ ہجری)

لشمس العلماء احمد عبد العزیز النوائط عزیز جنگ بہادر

اسکی رجسٹری بموجب احکام نافذ ہو چکی ہے

(۱۳۲۶ ہجری) بدون اجازت مولف کسی اور کو اسکے چھاپنے کا

حق نہو گا (۱۳۲۶ ہجری) بلا اجازت کے اسکا ترجمہ بھی ناجائز ہوگا

(۱۳۲۶ ہجری)

قد طبع باهتمام عزیزٍ فی عزیز المطابع

بحیدرآباد

۱۳۳۷ محمدی

اعزاز ڈڈیکیشن

ہماری اس تالیف کو یہہ اعزاز مایۂ افتخار و ناز ہے
کہ حضرت آقای ولی نعمت ۔ قدر قدرت ۔ قوی شوکت
اعلیٰ حضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی
آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر
فتح جنگ جی ۔ سی ۔ یس ۔ آئی ۔ جی ۔ سی ۔ بی
فرمانروائے سلطنت آصفیہ حیدرآباد دکن صانہ اللہ
عن الشرور والفتن نے کمال شفقت [illegible]
سے اجازت عطا فرمائی کہ ہم اِس کتاب کو
حضرت کے نام نامی سے معنون کریں دام اللہ اقبالہم واجلالہم ابداً

(نمک پروردہ دولت فدوی عزیز جنگ مؤلف)

فہرست مضامین کتاب غرائب الجمل

نمبر بیان	ابواب			نمبر صفحات
۱	۲			۳
	دیباچہ			
۱	حمد و نعت			۲
۲	سبب تالیف			۴
۳	شکریہ آقاے ولی نعمت			۱۰
۴	فہرست کتب مستندہ			۱۲
	پہلا باب علم یعنی اصول فن جمل کے متعلق			
	پہلی فصل متعلق بمراتب ابتدائی			
۱	جمل کی تعریف			۱۶
۲	فن جمل کی تاریخ			〃
۳	غایت جمل کا بیان			۲۲
	دوسری فصل متعلق بموضوع جمل			
۱	حروف واعداد جمل کا بیان	۱	عربی زبان کے متعلق	۲۴
〃	〃	۲	فارسیون اور ہندیون کا جمل	۳۱
〃	〃	۳	زبان سنسکرت کا جمل	۳۲
〃	〃	۴	رومیون کا جمل	۳۴
۲	الفاظ جمل کا بیان		بیان عام	۳۵

۲	الفاظ جمل کا بیان	۱	ابجد آدم علیہ السلام	۳۷
〃	〃	۲	ابجد نوحی	۳۹
〃	〃	۳	ابجد ترفع وتنزل	۴۲
〃	〃	۴	ابجد سبعہ	۴۶
〃	〃	۵	ابجد عناصر	۵۱
〃	〃	۶	ابجد سبیعی	۵۲
〃	〃	۷	ابجد ابدان	۵۵
۳	اختلاف مذاہب کا بیان	۰	مشارقہ ومغاربہ کا اختلاف عام	۵۶
〃	〃	۱	س کے عدد مین اختلاف	۵۷
〃	〃	۲	ص کے عدد مین اختلاف	〃
〃	〃	۳	ش کے عدد مین اختلاف	〃
〃	〃	۴	ض کے عدد مین اختلاف	〃
〃	〃	۵	ظ کے عدد مین اختلاف	〃
〃	〃	۶	غ کے عدد مین [illegible]	〃
۴	اقسام جمل کا بیان	۰	بیان عام	۶۱
〃	〃	۱	جمل اصغر	۶۲
〃	〃	۲	جمل صغیر یعنی زبر	۶۶
〃	〃	۳	جمل وسیط یعنی بینات	۷۰
〃	〃	۴	جمل کبیر یعنی زبر و بینات	۷۳

″	″	۵	جمل اکبر		۷۷
۵	قواعد وضوابط جمل کا بیان	۱	قاعدہ عام		۸۰
″	″	۲	قواعد خاص	الف	۸۲
″	″	″	″	ب	۹۱
″	″	″	″	ت	۹۴
″	″	″	″	از ث تا ق	۱۱۴
″	″	″	″	ک	″
″	″	″	″	ل	۱۱۹
″	″	″	″	م-ن	۱۲۰
″	″	″	″	و	۱۲۲
″	″	″	″	ہ	″
″	″	″	″	ہمزہ	۱۲۳
″	″	″	″	ی	۱۴۰
″	″	″	″	حروف مشدّدہ	۱۴۱

دوسرا باب عمل یعنی فروع جمل کے متعلق

پہلی فصل تاریخ کے متعلق

۱	تاریخ کی تعریف		۱۴۳
۲	تاریخ کے اقسام	بیان عام	۱۵۰
″	″	(الف) باعتبار حقیقت	۱۵۱

۲	تاریخ کے اقسام	(۱) صوری	۱۵۱
〃	〃	(۲) معنوی	۱۵۳
〃	〃	(۳) صوری ومعنوی	〃
〃	〃	(ب) باعتبار لفظ	۱۵۷
〃	〃	(۱) تاریخ مفرد	〃
〃	〃	(۲) تاریخ مرکّب	〃
〃	〃	(ج) باعتبار کلام	۱۵۸
〃	〃	(۱) تاریخ منثور	〃
〃	〃	(۲) تاریخ منظوم	〃
〃	〃	(د) باعتبار مادّہ تاریخ	۱۵۹
〃	〃	(۱) تاریخ مستقل	〃
〃	〃	(۲) تاریخ غیرمستقل جس میں تعمیہ وتخرجہ کا بیان ہے	〃
〃	〃	(ه) باعتبار تصنیف	[illegible]
〃	〃	(۱) تاریخ مصنّفہ مورخ	〃
〃	〃	(۲) تصنیف غیر	〃
〃	〃	(و) باعتبار بیان	۱۷۳
۳	محاسن تاریخ۔ بیان عام	(الف) نظم کو نثر پر ترجیح ہے	۱۷۵
〃	〃	(ب) سالم مصرع میں مادّہ اَولیٰ ہے	۱۷۶

〃	〃	(ج) مادّہ میں صاحب واقعہ یا تقریب	۱۷۷
〃	〃	〃 کا نام اور واقعات درج ہوں	〃
〃	〃	(د) مبتدا سے خبر قریب ہو	۱۸۰
〃	〃	(ہ) مادّہ بدون تدخلہ وتخرجہ ہو	〃
〃	〃	(و) بھرتی کے الفاظ نہ ہوں	۱۸۱
〃	〃	(ز) سنہ کی خصوصیت	۱۸۲
۳	صنائع وبدائع تاریخ کا بیان	بیان عام	〃
〃	〃	(۱) صنعت عامۃ الورود	۱۸۳
〃	〃	(۲) صنعت خاصۃ الوجود	۱۸۶
〃	〃	(۳) صنعت مقطّعہ ترتیبی	۱۹۱
〃	〃	(۴) صنعت تجمّع	۱۹۲
〃	〃	(۵) صنعت تضاعف	۱۹۳
〃	〃	(۶) صنعت تناصف	۱۹۴
〃	〃	(۷) صنعت تضارب	۱۹۵
〃	〃	(۸) صنعت اعجام	۱۹۶
〃	〃	(۹) صنعت اہمال	۱۹۷
〃	〃	(۱۰) صنعت مسروری ملفوظی ومکتوبی	۱۹۹
〃	〃	(۱۱) صنعت تحریک	〃
〃	〃	(۱۲) صنعت تسکین	۲۰۰

۴	〃	(۱۳) صنعت مفرد و مرکّبہ	۲۰۱
〃	〃	(۱۴) صنعت تعریب	۲۰۲
〃	〃	(۱۵) صنعت ازدواج	۲۰۳
〃	〃	(۱۶) صنعت معکوس	۲۰۱
〃	〃	(۱۷) صنعت مسمّا	〃
	〃	(۱۸) صنعت ترصیع	۲۰۰
〃	〃	(۱۹) صنعت ذو تاریخین	۲۰۸
〃	〃	(۲۰) صنعت مراتب	۲۱۰
〃	〃	(۲۱) صنعت واحد	〃
〃	〃	(۲۲) صنعت عملی	۲۱۹
〃	〃	(۲۳) صنعت تکثیر	۲۲۰
〃	〃	(۲۴) صنعت تنقیط	۲۲۱
〃	〃	(۲۵) صنعت سلب نقط	۲۲۳
〃	〃	(۲۶) صنعت [illegible] طلسم	~~۲۲[illegible]~~
〃	〃	(۲۷) صنعت مجمع الاقسام	۲۱۶
〃	〃	(۲۸) مجمع الصنائع	۲۱۰
〃	〃	(۲۹) صنعت بسط ۔ بیان عام	۲۲۹
〃	〃	〃 (الف) بسط عددی	۲۳۰
〃	〃	〃 〃 (۱) بسط عددی حرفی	〃

〃	〃	〃 〃 (۳) بسط عددی ترکیبی	۲۳۳
〃	〃	(ب) بسط الحروف	۲۳۵
〃	〃	(ج) بسط المربّی ومثقّوی	۲۳۸
〃	〃	(د) بسط نغریزی	۲۴۱
〃	〃	(ھ) بسط ترفّع عددی	۲۴۳
〃	〃	(و) بسط ترفّع حرفی	۲۴۵
〃	〃	(ز) بسط ترفّع طبعی	۲۴۶
〃	〃	(ح) بسط ترفّع بالطبع	۲۴۸
〃	〃	(ط) بسط ترفّع اوتار	۲۴۹
〃	〃	(ی) بسط ترفّع ازواج	۲۵۱
〃	〃	(ک) بسط تنزّل عددی	۲۵۳
〃	〃	(ل) بسط تنزّل حرفی	۲۵۷
〃	〃	(م) بسط تنزّل طبعی	۲۵۸
〃	〃	(ن) بسط تنزّل بالطّبع	۲۵۹
〃	〃	(س) بسط تنزّل اوتار	۲۶۱
〃	〃	(ع) بسط تنزّل ازواج	〃
〃	〃	(ف) بسط تواخی	۲۶۴
〃	〃	(ص) بسط تجمّع	۲۶۶
〃	〃	(ق) بسط تضاعف	۲۶۹

〃	〃	(ر) بسط تناصف	۲۷۰
〃	〃	(ش) بسط تنصیف	۲۷۱
〃	〃	(ت) بسط تضارب	۲۷۴
〃	〃	(ث) بسط تکسّر	۲۷۶
〃	〃	(خ) بسط تقوّی ضرب باطن در باطن	۲۷۹
〃	〃	(ذ) بسط تقوّی۔ ضرب ظاہر در ظاہر	۲۸۱
〃	〃	(ض) بسط تقوّی۔ ضرب باطن در ظاہر	۲۸۴
〃	〃	(ظ) بسط تمازج	۲۸۶
〃	〃	(غ) بسط مداخل اربعہ	۲۸۸
〃		دوسری فصل ترقیم کے متعلق	
۱		عرب وعجم اور ہند کا طریقہ	۲۹۴
۲		سنسکرت کا عمل	۲۹۷

خاتمۂ کتاب ہذا

حصۂ اوّل تاریخ سنین کے بیان میں

۱	بیان عام	۲۹۸
۲	(۱) سنۂ آدمی کا بیان	۳۰۰
۳	(۲) سنۂ براہیمی کا بیان	۳۰۱
۴	(۳) سنۂ داؤدی کا بیان	〃
۵	(۴) سنۂ موسوی کا بیان	۳۰۲

۶	(۵) سنۂ عیسوی کا بیان	۳۰۲
۷	(۶) سنۂ محمدی کا بیان	۳۰۳
۸	(۷) سنۂ ہجری کا بیان	۳۰۵
۹	(۸) سنۂ مہدوی کا بیان	۳۰۷
۱۰	(۹) سنۂ ترکی کا بیان	۳۰۹
۱۱	(۱۰) سنۂ فصلی کا بیان	۳۱۰
۱۲	(۱۱) سنۂ الٰہی کا بیان	۳۱۳
۱۳	(۱۲) سنۂ جلالی کا بیان	〃
۱۴	(۱۳) سنۂ بنگلہ کا بیان	〃
۱۵	(۱۴) سنۂ فارسی و یزدجردی کا بیان	۳۱۵
۱۶	(۱۵) سنۂ ساکا وسمبت کا بیان	〃
۱۷	(۱۶) سنۂ رومی کا بیان	۳۱۶
۱۸	(۱۷) سنۂ نوروز کا بیان	〃

دوسرا حصہ۔ متقدمین و متاخرین و معاصرین کا تاریخی کلام

۱	بیان عام	۳۱۸
۲	(الف) قصائد نعتیہ تاریخی	۳۲۱
۳	(ب) تواریخ ولادت	۳۲۴
۴	(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی	۳۳۲
۵	(د) تواریخ تقریب ختان	۳۳۳

۶	(ه) تواریخ شادی کدخدائی	۳۳۳
۷	(و) تواریخ سالگرہ و جوبلی	۳۴۲
۸	(ز) تواریخ غسل صحّت	۳۴۴
۹	(ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی	۳۴۶
۱۰	(ط) تواریخ فتوح	۳۴۹
۱۱	(ی) تواریخ وزارت	۳۵۰
۱۲	(ک) تواریخ خطابات	۳۵۶
۱۳	(ل) تواریخ جانشینی و تقرر خدمت	۳۵۸
۱۴	(م) تواریخ خیر مقدم	۳۵۹
۱۵	(ن) تواریخ شکار	۳۶۲
۱۶	(س) تواریخ تالیف و تصنیف و طبع	〃
۱۷	(ع) تواریخ بنا و تعمیر	۳۶۸
۱۸	(ف) تواریخ سزا	۳۷۳
۱۹	(ص) تواریخ فراغ حج	〃
۲۰	(ق) تواریخ رہائی از قید	۳۷۴
۲۱	(ر) تواریخ وفات	〃
۱	فرہنگ کتاب ہذا	۳۸۹
۲	تواریخ تالیف و طبع کتاب ہذا	۳۹۵
۳	ریویوز	۳۹۹

۱۳۱۷ ف

غرائب الجمل

هذا کتاب محکم فی حقائق الفن الاکمل

(۱۸۲۹ نوروز)

یہ کارآمد کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے (۱۳۱۴ بنگلہ) پہلا باب متضمن

باصول فن وقوانین اہل جمل (۱۹۶۴ سمّت) دوسرا باب

منقسم باقسام دقائق عمل (۱۳۲۵ ہجری)

لشمس العلما احمد عبد العزیز النواب عزیز جنگ بہادر

۱۳۲۵

اسکی رجسٹری بموجب احکام نافذہ ہوچکی ہے

(۱۳۲۶ ہجری) بدون اجازت مؤلف کسی اور کو اسکے چھاپنے کا

حق نہوگا (۱۳۲۶ ہجری) بلا اجازت کے اسکا ترجمہ بھی ناجائز ہوگا

(۱۳۲۶ ہجری)

قد طبع باهتمام عزیز فی عزیز المطابع

حیدرآباد

۱۳۳۷ محمدے

ابتدی الکلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۳۲۵ ہجری

جُمَلُ الحمدِ لِلّٰہِ النَّبیلِ واضِعِ الجُمَلِ ۔ تَعَالیٰ شانُہٗ

۱۳۲۵ ہجری

وَجَلیلُ بُرھانُہٗ عَزَّ وَجَلَّ ۔ وَالصَّلوٰۃُ دَائِمًا عَلیٰ

۱۳ ۲۵ ہجری ۱۳ ۱۷

اَلنَّبِیِّ سَیِّدِ المُرسَلِینَ ۔ وَعَلیٰ آلِہٖ العَوالیٰ وَ

فصلی ۱۳ ۱۷

خُلَفَائِہٖ وَصَحبِہٖ اَجمَعِینَ ۔ وَشُکرًا لِوَلیِّ النِّعمَۃِ

فصلی ۱۳ ۳۶

العُلیَا ۔ اَلَّذِی اَعطیٰ المُؤلِّفَ نَوالاً اَحسَنَ العَطا

محمدی ۱۳ ۳۶ محمدی

إنّ حكمه يطرح العددَ كالجملِ الاصغرِ ويرفعُ

۱۹۰۸ عیسوی

مراتبَ الواقی والمدارجَ كالبسطِ والجملِ الاكبرِ

۱۹۰۸ عیسوی

ذاتُهُ مصباحٌ ومشرقٌ ووسيطٌ - وسماطُهُ

۱۹۶۴ سمت

المرضیُّ بألوانِ النّعمةِ بسيطٌ - نظامُ مُلكِهِ اشرفُ

۱۸۲۹ ۱۹۶۴ سمت

وقويمٌ - فوقعَ خطابُهُ عديمَ البدلِ فی احسنِ تقويمٍ

نوروز ۱۸۲۹ نوروز

ضاعفَ اللهُ قوامَهُ واقبالَهُ - ومدّ ظلالَهُ

۱۳۱۴ بنگلہ ۱۳۱۴

وكبّرَ اجلالَهُ - باحسانِهِ المجدّدِ وفضلِهِ

بنگلہ ۱۳۱۵

القديمِ - وبحرمةِ سلطانِ الانبياءِ نبيّنا

فصلی ہند ۱۳۱۵

الكريمِ -

فصلی ہند

اما بعد ۔ بندۂ ہیچمدان احمد عبد العزیز ولاؔ تخلص بن جناب مولوی حاجی محمد نظام الدین مغفور نایطی ۔ شافعی مدراسی جسکو سرکار نظام نے اسکے خدماتکے صلہ مین وظیفۂ حسن خدمت اور خطاب خان بہادر عزیز جنگ سے سرفرازی بخشی ہے ۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا نے اس کے مشاغل علمی کے اعتراف مین خطاب شمس العلما کا اعزاز عطا فرمایا ہے ۔ طالبین و شائقین فن جمل کی خدمت مین بادب عرض پرداز ہے کہ اگرچہ ہندوستان نے اس فن لطیف کو متقدمین عجم سے لیا ہے ۔ اور عجم نے عرب سے ۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے کہ نہ زبان فارسی مین اس فن کی کوئی مبسوط کتاب پائی جاتی ہے ۔ اور نہ زبان اردو مین کوئی جامع رسالہ عربون کے پاس جو کچھہ ذخیرہ اس فن کا رہا ہوگا وہ آج زمانہ سے معدوم ہے بلاد عرب اور مصر وغیرہ کے مطابع اپنی فہرستون مین اس فن پر صفر لکھتے ہین ۔ اور شاہی اور پبلک کتب خانون مین کسی کتاب کا پتا نہین چلتا ۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ عربون کے لٹریچر مین اس فن کا ذخیرہ ضرور رہا ہوگا اور ممکن ہے کہ اب بھی موجود ہو لیکن یا تو زمانہ کی بے قدری نے اسکو پردۂ خفا مین جگہ دی ہے یا لیل و نہار کی گردش نے اسکو صفحۂ روزگار سے مٹا دیا ہے ۔ جو کچھہ اسکی بو باس باقی رہ گئی ہے وہ صرف بعض بزرگون کی احتیاط اور دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ انہون نے اپنی لاثانی تصانیف مین کہین کہین ۔ کچھہ نہ کچھہ اس کا ذکر ضمناً کر دیا ہے ۔ جن مین بعض حضرات نے اختصار کے ساتھہ کہین کچھہ قواعد بھی لکھدئے ہین ۔ اور بعض نے کسی موقع پر بعض اصطلاحات کی تعریف کر دی ہے ۔ اور بعض نے کسی بحث کے ضمن مین اختلاف مذاہب جمل سے بحث کی ہے ۔ غرض خال خال جو کچھہ ہے وہ ایسا مختصر ہے کہ گویا کچھہ نہین ہے ۔

اور جس قدر بھی ہے وہ انہین کا صدقہ ہے ۔

فارسی کے بعض متقدمین نے اگرچہ اس فن مین عملی طور پر قدم رکھا ہے ۔ اور متاخرین کے تاریخی کلام سے اونکی اعلی دلچسپی کا اندازہ معلوم ہوتا ہے لیکن علمی ذخیرہ کی حفاظت مین انہون نے کچھہ نہین کیا ۔ ہماری معلومات کی حد تک ہم کہہ سکتے ہین کہ علماء عرب نے تو فنون غیر کے ضمن مین کچھہ نہ کچھہ اس کا ضمنی تذکرہ کر کے اصول فن کو بچا لیا ہے ۔ لیکن فارسیون نے یا تو اس کو معمولی چیز سمجھہ کر چھوڑ دیا یا زحمت پسندی سے کنارہ کیا آفرین ہے ہمارے ہندوستان جنت نشان پر کہ اسنے عجمیون سے زیادہ اس کی قدر اور حفاظت کی ۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی متعدد تصانیف مین اس فن کے متعلق عرب کی پیروی کی ہے یعنی خال خال مضامین کو اپنے مختلف تصانیف مین ضمناً بیان کیا ہے ۔ اور جلال لکھنوی نے سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین ایک مستقل رسالہ افادۂ تاریخ کے نام سے لکھا جو ۳۳ صفحہ پر شامل ہے اور چھپ چکا ہے ۔ پھر منشی انوار حسین سہسوانی نے فارسی زبان مین ایک اچھی کتاب لکھی جو ملخص تسلیم سے موسوم ہے ۔ یہ کتاب سنہ [illegible] ہجری مین تالیف ہوئی ۔ اور سنہ [illegible] ہجری مین چھپی ہم کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امیر مینائی مرحوم نے بھی اس کے متعلق کوئی کتاب لکھی تھی جس کے مبیضہ کی نوبت نہین آئی جو آپ کے صاحبزادہ کی حفاظت مین ہے ۔

ہمارے استاد مولانا نجم الدین حسن مغفور مدراسی فضل تخلص نے بھی ایک جامع رسالہ کی بنیاد قائم کی تھی ۔ اور اوسکو معدن الجواہر سے موسوم کیا تھا لیکن اس کے مقالۂ اوّل متعلق بہ حقیقت حروف کو ختم فرما کر مقالۂ دوم متعلق بہ فن جمل کو نصف سے زیادہ لکھنے نہ پائے تھے کہ دنیا سے چل بسے ۔ اون کی ادھوری محنت بھی آج اون اوّل الذکر دونون

کتابون سے فائق ہے ۔ غرض اہل ہند و دکن نے اس کے متعلق معمیون کے مقابلہ مین اگرچہ بہت کچھہ کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھہ ہوا ہے اوسکے سوا اور بہت کچھہ درکار ہے

جلال لکھنوی کا رسالہ بیشک مفید رسالہ ہے اور بیچارے مؤلف نے جہانتک اونکو ذخیرہ مل سکا اوس کے ذریعہ سے اچھی کتاب لکھی ہے جو مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے لیکن اس کے اختصار کی وجہ سے اکثر چیزین اس مین قابل اضافہ ہین نیز اسکی تخصیص صرف تاریخگوئی سے ہے ۔ لائق مولف نے اصول فن سے قطع نظر فرمائی ہے ۔

ملخص تسلیم ۔ مؤلفۂ منشی انوار حسین سہسوانی بہ نسبت کتاب اول الذکر کیقدر مبسوط ہے اور منشی صاحب نے اصول فن کے بیان کی بہت کچھہ کوشش کی ہے لیکن اس وجہ سے کہ غالباً اونکو عربی کتابون کا ذخیرہ بہت کم ملا ہے وہ اپنے مقصد مین کم کامیاب ہوے ہین ۔ اگر یہ کتاب زبان فارسی مین نہ ہوتی تو بلاشک اس سے ہندستان کو بہت نفع پہونچتا اور اب بھی جس قدر امداد شائقین فن اور فارسی دانان ہند کو اس کتاب سے ملتی ہے وہ بہت قیمتی امداد ہے طرز بیان اور ترتیب کی شان مؤلف کے مذاق طبیعت سے متعلق ہے ۔ ان بزرگ کی مہربانی سے اگر یہ کتاب مرتّبا و شائع نہ ہو جاتی تو آج ہمارے جمع کئے ہوے ذخیرے مین ایک بہت بڑا نقصان رہجاتا

منشی صاحب کی طبّاعی نے بعض اختراعات کا اضافہ بھی کیا ہے ۔

اگرچہ اس کتاب کا ایک حصّہ جلال لکھنوی کی تردید کے نذر ہوا ہے اور یہ اختلاف مذاہب جمل کا نتیجہ ہے لیکن تاہم اس کتاب کی مجموعی حیثیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ منشی صاحب نے اس کی تالیف مین محنت شاقّہ اوٹھائی ہے اور ہماری راے مین وہ اپنے مقصد مین ایک حد تک کامیاب ہوئے ہین ۔

صاحب معدن الجواہر کی اگر حیات مستعار وفا کرتی اور یہ رسالہ کامل ہوجاتا اور اشاعت کے درجہ مین آجاتا تو بے شک اس کا مرتبہ ماقبل الذکر رسائل سے فائق ہوتا افسوس ہے کہ یہ کتاب ادہوری رہ گئی۔ اس ادہورے حصہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مولانا نے اصول فن جمل کی تحقیق مین بڑی ہی جانکاہی کی ہے بعض دوستون نے ہم سے کہا کہ ہم اس کتاب کو کامل کردین اگرچہ یہ بات آسان نہ تھی لیکن اس وجہ سے ہم نے اس رائے سے اختلاف کیا کہ طرز ترتیب اور طرز بیان مین ہر ایک مؤلف کا مذاق جدا ہوا کرتا ہے۔ مسائل مختلفہ جمل مین لائق مؤلف کی رائے سے اکثر مقامات پر ہمکو اختلاف ہے۔ نیز آپ نے اس کا آغاز زبان فارسی مین فرمایا ہے۔ ہمکو اس کی تکمیل کے بعد اس کا ترجمہ بھی اردو زبان مین کرنا پڑتا ورنہ ہندوستان کو اس سے چندان فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ انہین تمام وجوہ سے ہم نے یہی مناسب خیال کیا کہ اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد جدا قائم کرین اور لائق مؤلفین کے آرا سے استناد اور اپنی رای کا بھی اظہار کرین

ہم نے جہان تک ان کتابون کی سیر کی اوس سے یہ نتیجہ حاصل کیا کہ لائق مؤلفین نے ان کتابون کے اکثر حصہ مین اجمال بیان سے زیادہ کام لیا ہے اور تعریفات مین تاریخی نظائر کی پابندی بہت کم کی ہے۔ اور صنائع تاریخ مین بھی انتخاب اور اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ اختلاف مذاہب مین فریقین کے دلائل کے ساتھ اپنی قطعی رائے کے اظہار مین احتیاط کی ہے۔ ترقیم سے بالکل قطع نظر فرمائی ہے جو جمل کا ایک شعبہ ہے۔ اور ہر ایک بیان مین امامان جمل اور محققین سلف کے اقوال سے بہت کم استناد فرمایا ہے۔

یہی تمام وجوہ ہین جن کے لحاظ سے ہم نے اس کتاب مستقل کی تالیف کی ضرورت

خیال کی اور اس مہتم بالشان کام کا بیڑا اوٹھایا۔ ہم بخوبی واقف ہین کہ ہندوستان کی موجودہ حالت اور اس فن کے ساتھ اس کی دلچسپی اس درجہ مین نہین ہو کہ پبلک اس کتاب کی قدر کرے اور مصنف کو اس کی محنت کا صلہ یا کم سے کم مصارف طبع سے جلد سبکدوش ہونے کا موقع دے۔ لیکن ہم نے اس خیال سے اپنی ہمت کو پست ہونے نہ دیا کہ ہماری محنت کا قدردان ہمارا آقاے نعمت ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایک ایسے فرمان روا کے سایۂ عاطفت مین فارغ البال اور وظیفۂ حسن خدمت سے خوشحال ہین جس کی تمامتر توجہ اشاعت علوم و فنون کی جانب مبذول ہے۔ سچ یہ ہے کہ اس کی ذات ستودہ صفات ہی کا صدقہ ہے کہ مصنفین و مؤلفین اس درجہ مین آچکے ہین کہ اپنی معیشت سے بے فکر ہو کر علمی خدمات کے ذریعہ سے پبلک کو فائدہ پہونچاوین اور ذخیرۂ علوم کی تکمیل کرین۔

ہم نے اس کتاب کو **غرائب الجمل** سے موسوم کیا ہے۔

یہ کتاب دو باب اور ایک خاتمہ پر شامل ہے۔ اور ہر ایک باب مین دو فصل ہین۔

باب اوّل۔ علم یعنی اصول فن جمل سے متعلق ہے جس کی پہلی فصل مین امور ابتدائی کا بیان ہے۔ یعنی (۱) جمل کی تعریف (۲) فن جمل کی تاریخ۔

(۳) غایت جمل کا بیان۔

اور دوسری فصل متعلق بموضوع جمل ہے جس مین (۱) حروف و اعداد جمل۔

(۲) الفاظ جمل کی کیفیت (۳) اختلافات مذاہب جمل (۴) اقسام جمل۔

(۵) قواعد و ضوابط جمل بیان ہوئے ہین۔

باب دوم۔ عمل یعنی فروع جمل سے متعلق ہے جسکی پہلی فصل تاریخ سے مخصوص

ہے یعنی (۱) "تاریخ کی تعریف (۲) "تاریخ کے اقسام (۳) "تاریخ کے محاسن ۔ (۴) صنائع وبدائع "تاریخ ۔ اس مین ۲۹ صنعتون کا مفصّل بیان ہے اور صرف انتیسوین صنعت کے ۲۸ اقسام بیان ہوے ہین ۔ ہر ایک صنعت کی تعریف کے ساتہ تاریخی تمثیل پیش ہوئی ہے اور پہر ہر ایک مثال کو صنعت متعلقہ کے ساتہ مطابق کرکے دکہلایا گیا ہے اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اس صنعت کے متعلق تاریخی واقعات بہی بیان ہون ۔

اور دوسری فصل ترقیم سے مخصوص ہے جس مین عرب او رعجم کے طریقہ عمل کا بیان اور سنسکرت کے طریقۂ ترقیم کی صراحت ہے ۔

خاتمہ کو بہی دو حصص پر شامل رکہا ہے ۔ حصّۂ اول مین سنین مختلفہ کی تاریخ اور حقیقت کا بیان ہے ۔ یعنی سنۂ آدمی ۔ سنۂ ابراہیمی ۔ سنۂ داؤدی ۔ سنۂ موسوی ۔ سنۂ عیسوی ۔ سنۂ محمدیؐ ۔ سنۂ ہجری سنۂ مہدوی ۔ سنۂ ترکی ۔ سنۂ فصلی ۔ سنۂ آلہی ۔ سنۂ جلالی ۔ سنۂ بنگلہ ۔ سنۂ فارسی و یزدجردی ۔ سنۂ ساکا وسمّت سنۂ رومی ۔ و سنۂ نوروز ۔

دوسرے حصّہ مین متأخرین ومتقدمین ومعاصرین کے تاریخی کلام کو پیشِ ناظرین کیا ہے اور نوعیت ہاے مختلفہ کو جدا جدا عنوان کے ساتہ دکہلایا ہے جیسے قصائد نعتیہ تاریخی ۔ تواریخ ولادت ۔ تواریخ بسم اللہ خوانی ۔ تواریخ تقریب ختان ۔ تواریخ شادی کدخدائی ۔ تواریخ سالگرہ وجوبلی ۔ تواریخ غسل صحّت ۔ تواریخ جلوس وفرمان روائی ۔ تواریخ فتوح ۔ تواریخ وزارت ۔

تواریخ خطابات۔ تواریخ تقرر خدمات و جانشینی۔ تواریخ خیر مقدم۔ تواریخ شکار تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب۔ و تواریخ بنا و تعمیر۔ تواریخ سفر۔ تواریخ فراغ حج۔ تواریخ رہائی از قید و تواریخ وفات۔

شکریۂ ولی نعمت ہم اپنے آقائے ولی نعمت۔ والی سلطنت۔ قدر قدرت قوی شوکت۔ اعلی حضرت۔ حضور پر نور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک **میر محبوب علیخان بہادر** فتح جنگ۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔ فرمان روائے سلطنت آصفیۂ حیدر آباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن کے دل سے شکر گزار ہین جس کی ریاست ابد قرار مین ہمارا نشو و نما ہوا اور جس کی ملازمت کا اعزاز ہمکو ملا اور دیرینہ تابعداری کے بعد آج ہم اس کے شاہی خزانہ سے وظیفہ یاب حسن خدمت اور دعاگوے دولت ہین۔ اسی بادشاہ ذیجاہ نے ہمکو خطابی اعزاز سے سرفراز فرمایا اور ہماری ہر ایک گزشتہ تالیف کا صلۂ تالیف عطا فرما کر ہمارا حوصلہ بڑھایا۔

ہماری تمام تالیفات ماضیہ مین اس کتاب کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ اولو العزم فرمانروا نے کمال شفقت و مہربانی سے ہمکو اس بات کی اجازت عطا فرمائی کہ ہم اس کو اوس قدر دان علم و ہنر کے نام نامی سے معنون کرین۔ ادام اللہ اقبالہم واجلالہم ابداً ابدا۔

قصیدۂ مدحیہ

جس کے کل اعداد یا ہر ایک شعر یا ہر ایک مصرعے یا ہر لفظ ابتداے مصرعہ یا ہر حرف آخر مصرع اول یا ہر مصرع کے حروف معجمہ یا مہملہ یا حروف مہملۂ مصرع اول و معجمۂ مصرع ثانی

یا جملۂ مصرع اوّل و جملۂ مصرع ثانی کے اعداد مکمّلہ سے بصنعت عامۃ الورود تاریخ طبع کتاب حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ ان اعداد کو ۳۰ پر ضرب دین اور حاصل ضرب پر ۲۱ بڑھا دین اور مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کرین اور کسرات باقیماندہ کو ۲۳ پر ضرب دین

(تشبیب)

من در شب زلف تو ندیدم خط لب را
تا شمع رخت شانہ نزد کاکل شب را

گر آبلۂ پا بشکست آب سفر کرد
جو پاے تو پروا نہ کند پیچ و تعب را

ہر تشنہ کہ جویاے خمار نگہہ تست
از جوہر تیغ تو خورد آب عنب را

تیغ نگہت در حرم خاطر عشّاق
دیدیم کہ بر طاق نہد پاس ادب را

تشبیب تو تطویل سخن را نہ پسندد
پیچید بخم کاکل پر پیچ سبب را

(گریز)

ہشدار کہ چشم شہ خوبان نگران است
جور تو بفریاد برد شکوہ بلب را

محبوب بنام است و لقب آصف دوران
ترجیح بنامش نبود حسن لقب را

صیت لقبش گوش بدل دار و ثناش
در گوشۂ دل جلوہ دہد قدرت رب را

شاہے کہ گرانباری لطفش بتقابل
پیوستہ بیک پلّہ نشاند جد و آب را

ای خسرو اقلیم دکن آصف ذیجاہ
ذات تو شرف داد حسب را و نسب را

محبوب ید اللّٰہی و زین وجہ کہ جنگ
بر فتح تو ناز است شجیعان عرب را

بر مصحف روی تو عیان آتش و آب است
سیماے تو تفسیر کند حلم و غضب را

از شربت ذوق سخن آن لب جان بخش
بیمار تو پروا نہ کند حدّت تب را

تا آئینہ را کرد رخت پشت بدیوار
آئینۂ روے تو کشد عکس عجب را

صنعت بحقیقت نشود مدّ مقابل
رخسار تو جوہر شکند صنع حلب را

در عہدِ تو اقدام شود سدِّ جرائم   چشمِ عسسِ ملکِ تو وا نند نقب را
حاجت بہ طبیبے نبرد شکوۂ بیمار   کو بر درِ رنجور کشادہ است مطب را
قدرِ تو چہ دانند حریفانِ سخن ساز   جاہل چہ کند منزلتے فنِّ ادب را
تو طوطیِ شکّر شکنِ باغِ کلامی   حنظل خورِ ہامون چہ کشد ذوقِ رطب را
آوازِ گدا رونقِ دربارِ کریم است   لب بستنِ من شہرہ دہد شور و شغب را
پا مردیِ تو تا نزند دست بدوشم   از دامنِ دولت نہ کشم دستِ طلب را
از وسعتِ مضمونِ ثنا قافیہ تنگ است   آن بہ کہ ردیفم بکشد حدِّ ادب را
نطقم بزبان کردہ ودیعت املِ دل   (دعا)   دستم بہ جا عرضہ دہد حسنِ طلب را
در حیّزِ حکمِ تو شود گنبدِ گردان   در رقبۂ ملکِ تو بود مسکنِ غبرا
در ظلِّ ہمایونِ تو آسودہ شود خلق   زانسان کہ سرت چتر کشد سایۂ رب را
ہر سال بصنعر گرہش عمرِ تو دہ چند   تا گوہرِ مہ سبحہ کشد رشتۂ شب را

فہرست کتب مستندہ ذیل مین ہم نے ایک فہرست اون کتابون کی لکھی ہے جن سے ہمکو اس کتاب کی تالیف مین ایک حد تک ضرور مدد ملی۔

نمبرشمار	نشان	نام کتاب	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	الف	ارمغان (مقیاس الاشعار)	مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی
۲	〃	افادہ تاریخی	جلال لکھنوی
۳	〃	الفتاوی الخیریہ	خیر الدین رملی
۴	〃	المطالع النصریہ للمطابع المصریہ	نصر ہورینی

۵	الف	الواح الجواہر	حکیم افلاطون
۶	ت	تاج العروس من جواہر القاموس	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
۷	〃	تاریخ	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۸	〃	تفسیر درِّ منثور	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۹	ج	جفر جامع	لاادری
۱۰	〃	جواہر خمسہ	محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	ح	حاشیہ تحفۃ المنہاج	شروانی
۱۲	〃	حاشیہ تفسیر بیضاوی	حافظ اسمعیل قنوی
۱۳	〃	ایضاً	عبدالحکیم سیالکوٹی
۱۴	خ	خزانہ عامرہ	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۵	ر	رسائل عبدالجلیل	میر عبدالجلیل بلگرامی
۱۶	س	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۱۷	〃	سیرۃ	ابو محمد عبدالملک بن ہشام
۱۸	〃	ایضاً	امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	ش	شرح الورد السحری	بکری
۲۰	〃	شرح جواہر خمسہ	شنّاوی
۲۱	〃	شمس المعارف	شیخ احمد بونی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	〃	شواہد الافکار	امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	ص	صراح من الصحاح	ابوالفضل محمد بن عمرو بن خالد

۲۴	ع	عقد الجواہر	شلّی باعلوی
۲۵	غ	غزلان الہند	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۲۶	〃	غیاث اللغات	مولوی غیاث الدین رامپوری
۲۷	ف	فتح الجواد بشرح الارشاد	ابن حجر مکّی
۲۸	〃	فرہنگ رشیدی	رشید تتوی
۲۹	ق	قاموس المحیط	مجد الدین محمد فیروز آبادی شیرازی
۳۰	〃	قوانین دستگیری	مولوی غلام دستگیر مدراسی
۳۱	ک	کتاب المداخل	لا ادری
۳۲	〃	کلمات الشعرا	سرخوش
۳۳	〃	کلیات داغ	نواب فصیح الملک داغ دہلوی
۳۴	〃	کلیات قدر	میر غلام حسین قدر بلگرامی
۳۵	م	محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر	علی دده
۳۶	〃	معدن الجواہر	مولوی نجم الدین حسن افضل مدراسی
۳۷	〃	مغنی المحتاج بشرح المنہاج	خطیب شربینی
۳۸	〃	مفتاح الاستخراج در جفر	لا ادری
۳۹	〃	ملخص تسلیم	منشی انوار حسین سہسوانی
۴۰	〃	منتخب اللغات شاہجہانی	میر عبد الرشید تتوی
۴۱	〃	مؤید الفضلا	مولوی محمد لاد

۴۳	ن	نقش خاطر در تکسیر	لاادری
۴۴	د	حاشیہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون	نصر ہورینی
۴۵	ے	ہفت قلزم	مولوی قبول محمد

عزیز ناظرین غالباً اِن کتابون کے نامون کو پڑھ کر متعجب ہون گے کہ باستثنا ایک دو رسائل کے باقی کل کتابون کو فن جمل سے کیا تعلق ہے لیکن بات وہی ہے جس کو ہمنے وجہ تالیف مین عرض کر دیا ہے کہ فاضل مصنفین اور مؤلفین نے ضمناً کہین کہین اس فن کے کلیات یا جزئیات کا خال خال تذکرہ اپنی بیش بہا تصانیف مین کر دیا ہے جس سے ہمنے اپنا مطلب حاصل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمکو رسالہ میزان التاریخ نہین ملا جس کا تذکرہ جناب مرزا اوج لکھنوی نے اپنی تالیف ارمغان مین فرمایا ہے وہ ہمسے بالمشافہ فرماتے تہے کہ میزان التاریخ عربی زبان مین ایک قلمی رسالہ تہا جو پچاس ساٹھ صفحات پر شامل تہا جس کو آپ کے والد ماجد مرزا دبیر مغفور کے زمانہ حیات مین اون کے کسی دوست نے مستعار دیا تہا اور آج اوس کا پتہ نہین چلتا اگرچہ اس کا ذکر ہمنے اس کتاب مین کیا ہے لیکن اس کا نام ہمنے اس فہرست مین اس لئے لکہنا مناسب نہ جانا کہ وہ ہماری نظر سے نہین گزرا۔ باقی رسائل مندرجہ فہرست بالا سے بعض تو ہمارے کتاب خانہ مین موجود ہین اور اکثر ہمارے اوستاد مغفور مولوی نجم الدین حسن مدراسی کے کتب خانہ مین اللہم اغفرہ

باب اوّل متعلق باصول جمل

فصل اول متعلق بمراتب ابتدائی

(۱) جمل کی تعریف

جُمَّل یا جُمَل بضم جیم وتشدید میم مفتوح یا بدون تشدید بفتح میم زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی حروف تہجی کو اعداد کے مقابلہ میں قائم کرنے کے ہیں۔ جیسے الف مساوی قرار دیا جاوے ایک کا۔ یا بے کو مساوی قرار دیا جاوے دو کا۔

صاحب فرہنگ آصفیہ نے جیم اور میم دونوں کو مضموم لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ جُمُل سے حروف ابجد کے اعداد کا حساب مراد ہے۔ منشی انوار حسین سہسوانی نے بھی اپنی تالیف ملخص تسلیم میں بضم جیم تازی و میم مضموم مشدد و نیز بہ تخفیف لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جُمُّل حساب اعداد ابجد کو کہتے ہیں۔ صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ جمل بضم جیم وتشدید میم مفتوح بمعنی حساب اعداد حروف ابجد و بامعنی بہ تخفیف میم نیز آمدہ۔ منتخب اللغات شاہجہانی میں مذکور ہے کہ جمل بضم جیم وفتح میم جملہا و بہ تشدید میم حساب ابجد و بہ تخفیف نیز آمدہ چنانکہ مشہور است۔ وبقول منتہی الارب فی لغات العرب الجُمَّل کسکّر وقد یخفّف حساب ابجد ست۔ اور صاحب قاموس کا بھی یہی قول ہے لیکن اوس کی شرح تاج العروس من جواہر القاموس میں کسیقدر صراحت کے ساتھ اس کا بیان ہے الحاصل لفظ جمل کے اعراب میں اتفاق اسی پر ہے کہ میم مفتوح ہے خواہ مشدّد ہو یا غیر مُشدّد۔ صاحب فرہنگ آصفیہ اور ملخص تسلیم نے غالباً صحت اعراب پر کم التفات فرمایا ہے۔

(۲) فن جمل کی تاریخ

[illegible] اسلام سے مشتہر بھی

مستعمل تہا جیساکہ ایک حدیث شریف سے اس کا پتا چلتا ہے یعنی امام محمد بن اسحٰق المطلبی المعروف با بن اسحٰق نے کتاب سیرۃ مین اور امام محمد بن اسمٰعیل البخاری نے کتاب التاریخ مین اور شیخ ابو محمد عبدالملک بن ہشام الحمیری نے کتاب سیرۃ مین اور نیز دوسرے محققین نے اپنی تصنیفات مین اس حدیث مبارک کا ذکر فرمایا ہے۔

قاضی بیضاوی اور نیز دوسرے مفسّرین نے سورۂ بقرہ کے حروف مقطعات کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ علماے یہود نے نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال کیا اور آپ نے تعداد سنین کو اعداد حروف مقطعات سے مطابق فرما کر جواب دیا۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیۂ تفسیر بیضاوی مین جو شواہد الافکار سے موسوم ہے اور نیز تفسیر درّ منثور مین کتب معتبرۂ حدیث کے حوالہ سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

عبدالرحمن بن خلدون نے بہی مقدمۂ تاریخ مین لکہا ہے۔

شیخ شہاب الدین احمد خفّاجی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے کہ وقیل انہٗ معروف فی اللغات القدیمۃ کالعبرانیۃ وہو کثیر فی التوراۃ کما فی رسالۃ فضائح الیہود للغزالی (انتہیٰ) (ترجمہ) حساب جمل کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ قدیم زبانون کا (جیسے عبرانی زبان ہے) مشہور فن ہے۔ اور توریت مین کثرت سے مستعمل ہوا ہی جیساکہ امام غزالی رح نے اپنی کتاب فضائح الیہود مین ذکر کیا ہے

ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ مین لکہا ہے کہ دلالۃ ہذہ الحروف علی تلک الاعداد لیست طبیعیۃ ولا عقلیۃ وانما ہی بالتواضع والاصطلاح الذی یسمونہ حساب الجمل نعم انہ قدیم مشہور (انتہیٰ) (ترجمہ) دلالت ان حروف کی ان

اعداد پر طبعی نہین ہے اور نہ عقلی ہے بلکہ یہ دلالت وضعی واصطلاحی ہے جسکا اصطلاحی نام حساب جمل ہے بے شک یہ قدیم اور مشہور اصطلاح ہے ۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے کتاب سبحۃ المرجان فی آثار ہندستان مین لکھا ہے کہ ما وقفت علی من وضع قاعدۃ الجمل وقرّر حروف الہجاء بازاء الاعداد یعنی مین واقف نہین ہون کہ قاعدہ جمل کا واضع کون ہے اور کس نے حروف تہجّی کے مقابلہ مین اعداد کو قائم کیا ہے ۔

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ جمل صغیر کا واضع خداوند کریم ہے جلّ جلالہٗ وعمّ نوالہٗ جیسا کہ علی ددہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر مین لکھا ہے کہ اول کتاب انزل اللہ من السماء ابو جاد ذکرہ السہیلی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (الخ) یعنی پہلی تحریر جس کو خدا نے آسمان سے اتارا وہ ابجد ہی ہین اس کو سہیلی نے ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے ۔

اسی طرح شیخ احمد بونی نے کتاب شمس المعارف مین لکھا ہے کہ اما ابجد فانہا سریانیۃ انزلت علی آدم علیہ السلام وادریس ونوح وموسیٰ وعیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین یعنی ابجد سریانی زبان کے الفاظ ہین جو نازل ہوئے آدم ادریس نوح موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام پر ۔

جمل صغیر کا پتا تو اسقدر چلتا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا ۔ لیکن جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ کا واضع کون ہے البتہ اس کی تحقیق نہین ہو سکی بعض متقدمین کا قول ہے کہ جمل وسیط اور جمل کبیر وغیرہ فن جمل کے اقسام فروعی ہین ۔ اور ان سب کی وجہ جامعہ [illegible] بعض جماعتوں [illegible] سے اقسام پیدا ہوئے ہین (الخ)

ہم کہتے ہین کہ جمل صغیر کو فن جمل کی ایک قسم قرار دینا چاہیئے ۔ ان اقسام کی تعریف اور ان کا باہمی فرق اور نیز یہ کہ جمل صغیر کو اس مقام پر اصل کا قائم مقام کیون قرار دیا گیا ۔ ان تمام امور کو ہم اسی فصل کے ایک خاص بیان مین جو اقسام فن جمل سے موسوم ہوگا ذکر کرین گے انشاء اللہ تعالے ۔

کتاب محاضرۃ الاوائل مین مذکور ہے کہ حکیم فیثاغورث نے جو (ہرمس اول کا شاگرد تہا) اسرار حروف و اسماے روحانیہ کی نسبت محققانہ بحث کی ہے اور طلسمات کا واضع بہی یہی شخص ہے اور علم وفق بہی (جس کی بنا علم جمل پر قائم ہے) اسی کا وضع کیا ہوا ہے ۔ اسی کے متعلق تاریخ حکما مین ذکر ہے کہ اول من علم الوفق وعمل منه العجائب فیثاغورث المذکور وله فی الاوفاق العددیة عجائب (انتہی) یعنی پہلا شخص جس نے علم وفق کو بنایا اور اس سے عجائبات کو پیدا کیا وہ فیثاغورث ہے اور فنون اوفاق مین جو اعدادی فن ہے عجیب چیزین اسی سے منسوب ہین ۔

بعض رسائل مین اس کا ذکر ہے کہ زبر و بیّنات کے قاعدہ کا واضع حکیم ارسطاطالیس ہے ۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ایسا کہنا درست نہین ہے اس لیئے کہ زبر اور جمل صغیر دونون ایک ہین ۔ اور جمل صغیر کی نسبت یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ اس کا واضع حق جل شانہ ہے پس اس کو ارسطاطالیس سے منسوب کرنا عقل سے بعید ہے ۔

ہم یہ عرض کرتے ہین کہ جن اہل تحقیق نے زبر و بیّنات کی ایجاد کو حکیم ارسطاطالیس سے منسوب کیا ہے وہ قابل حرف گیری نہین ہین ۔ اگر مان لیا جاے کہ ہر ایک

حروف کے مقابلہ مین عدد کے قائم کرنے کا واضع خداوند کریم ہے تو قاعدہ زبر و بیّنات کی ایجاد سے اس مین کوئی نقصان نہین آتا اس لئے کہ ہرایک حرف کی ملفوظی شکل یعنی اسم حرف کے اعداد کو زبر و بیّنات کہتے ہین مثلاً (ا) جس کی ملفوظی شکل (الف) ہے اس کے عدد بقاعدہ جمل (۱۱۱) ہین پس شکل ملفوظی کے پہلے حرف کے عدد کو اصطلاح جمل مین (زبر) کہتے ہین اور باقی کے اعداد کا نام (بیّنات) ہے یعنی (الف) مین حرف اول (ا) کا عدد (۱) زبر کہلاوے گا۔ اور حروف باقیہ۔ ل۔ ف۔ کے اعداد (۱۱۰) بیّنات سے موسوم ہون گے۔ اسی طرح (ب) کا ملفوظ (با) ہے جس مین (ب) کا عدد (۲) زبر ہے۔ اور (ا) کا عدد (۱) بیّنات ہے۔ اور واضعان اقسام جمل نے (زبر) ہی کو جمل صغیر کہا ہے۔ اور (بیّنات) کو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔ اس حالت مین اگر ہم "قاعدہ زبر و بیّنات" کی وضع کو کسی حکیم سے منسوب کرین تو ہمارا یہ کہنا اوس امر مسلّمہ کے مغائر نہین ہے کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اس لیے کہ جمل اصل ہے اور اس کے تمام اقسام اس کے فروع ۔

ہماری تحقیق اور رائے مین حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر کہنا بھی اس وجہ درست نہین ہے جیساکہ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے بلکہ اوس کو مطلقاً جمل کا واضع کہنا چاہیئے ۔ لائق مصنف موصوف کے ذہن مبارک مین یہ اشکال اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ آپ نے حکیم مطلق کو واضع جمل صغیر تسلیم کرنے مین زیادہ غور نہین فرمایا ہم بلحاظ تعریفات اقسام و اقوال صاحبان تحقیق یون کہہ سکتے ہین کہ جمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اور واضع جمل صغیر و کبیر (یعنی زبر و بیّنات) حکیم اسطالمالیس

[illegible]

اسی طرح بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جمل کبیر کا واضع بھی حکیم ارسطا طالیس ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے اس تحقیق پر بھی اپنا اختلاف ظاہر فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہین کہ اس کے تصفیہ کے لئے بھی ہمارا وہ بیان کافی ہے جو گزرا جس کے بعد کوئی محل اشکال باقی نہین رہتا۔

علماے سنسکرت کا قول ہے کہ واضع حروف مقطعات ہی واضع جمل ہے اس فن کے متعلق سنسکرت مین متعدد کتابین ہین اور خاص خاص علوم کو متقدمین نے قاعدۂ ترقیم مین لکھا ہے (قاعدہ ترقیم کا ذکر ہمنے اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ باب دوم مین کیا ہے —) سنسکرت مین ایک لاکھ اسی ہزار الفاظ ایسے ہین جنکولئے اعداد مقرر ہین یعنی اعداد حروف کے سوا اعداد الفاظ کا بھی قاعدہ مقرر ہے اعداد حروف مین سنسکرت نے عدد ہزار پر قناعت نہین کی ہے بلکہ مرتبۂ الوف کے بعد ایک حرف کا عدد لاکھ ہے اسی طرح ایک حرف کا عدد کرور ہے اور یہ سلسلہ ختم تعداد حروف تک مسلسل چلا گیا ہے بدین وجہ کہ سنسکرت مین حروف تہجی کی تعداد ۲۸ سی یا ۵۰ ہے لہذا اعداد کے مراتب بھی زیادہ ہین اور اعداد الفاظ کا قاعدہ اختصار کے لئے قائم ہوا ہے اور دنیا مین اسپر عمل سات ہزار سال سے بیان ہوا ہے اور اس کی وضع کا سہرہ مخلوق سے کسی کے سر نہین ہے یعنی اون کے پاس بھی خلّاق اکبر جلّ جلالہ واضع جمل ہے۔

فن جمل کو سنسکرت مین سنکیت وِدّیا کہتے ہین اور اس کا رتبہ حروف سے مقدم مانا گیا ہے یعنی حروف سے دنیا کی حاجتین اس قدر نہین پوری ہوتین جس قدر قاعدۂ ترقیم

اور اعلیٰ علوم کی اکثر کتابین قاعدۂ ترقیم مین لکھی گئی ہین۔ مگر نقل نویسی نے قاعدۂ ترقیم مین غلطیون کا طومار باندہ دیا۔ اور غلط نگارون کی بدولت ہندسون کی شکل کچھہ سے کچھہ ہوگئی۔ اور ترقیم مین قواعد کثیرہ کی تدوین اور اون کی تعریفات کے بخل نے صدہا کتابون کو لاینحل قرار دیا۔ آج ہم ان کو صرف دیکھتے ہین اور پڑہ نہین سکتے۔ تاڑ کے پتون پر ایسی چیزین بہت سی ہین اور بعض کی نسبت یہ پتا بہی چلا ہے کہ فلان فن مین لکھی گئی ہین۔ لیکن کاتب نے اس تحریر کے آغاز مین قواعد ترقیم کا کوئی اشارہ نہین کیا جس سے ہم اون کے مطالب سے فائدہ حاصل نہین کر سکتے۔

(۳) غایت جمل کا بیان

اس فن لطیف سے اہل جفر و نجوم و تکسیر وغیرہ کی جو کچھہ بہی غایت رہی ہو لیکن اہل جمل نے اس سے دو طرح پر کام لیا ہے۔

(۱) ہندسونکا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام ہندسون سے۔

نمبر (۱) کا استعمال عرب مین اس طرح پایا گیا ہے کہ ابتدا مین کل حسابی مقاصد حروف ہی سے حاصل کئے جاتے تہے یعنی رقمی ہندسون کی ایجاد سے پہلے تمام حساب کتاب حروف ہی مین بقاعدہ جمل ہوا کرتا تہا۔ اوراق کتب پر شمار کے نمبر بہی حروف ہی مین لکھے جاتے تہے۔ بعض پرانی کتابین ہماری نگاہ سے بہی گزری ہین جن کے صفحات پر حروف ہی سے شمار قائم تہا۔ بقول بعض اہل تاریخ کے جب عربون نے باغراض حسابی ہندسون کو ایجاد کیا تو اعداد کی مختصر شکل سے انکو تسکین نہ ہوئی اس لیے کہ اکثر ہندسون کی شکل سہل التغیر ہے خصوصاً صفر۔ پہر عربون کو نقدی کا ربا

کے لیے رقمی ہندسے ایجاد کیے جن کی شکلین معنی خیز اور حروف سے مرکب ہین ۔ ہمنے اپنی تالیف سیاق دکن مین ان ہندسون کی حقیقت تفصیل کے ساتھ لکھی ہے لیکن رقمی ہندسون کے وضع ہونے کے بعد بھی وہ حسابی کاروبار جو رقمی معاملات کے سوا تھا حروف ہی مین قائم رہا ۔ ہمنے بعض عربی ایسے کتب بھی دیکھے ہین جو سنہ چارسو ہجری کے بعد لکھے گئے ہین جن کے صفحات کا شمار بھی حروف ہی مین پایا گیا ۔

بعض محققین نے اس کا ذکر کیا ہے کہ توریت مین بضمن احوال یعقوب علیہ السلام ۶۱۳ ۔ احکام کی تعداد کو (تریع مصوب) کے الفاظ مین بیان کیا گیا ہے اور اس مین عین کا عدد بعوض ۷۰ کے ۶۰ لیا گیا ہے ۔ یہ عددی اختلاف تو اختلاف مذاہب کا نتیجہ ہے جس کا بیان ہم فصل دوم کے آخر مین ایک خاص مقام پر کرین گے ۔

بہرحال یہ امر مسلمہ ہے کہ واضع جمل کی غایت اس فن کے وضع کرنے سے یہی تھی کہ کتابت کے اغراض کے ساتھ حسابی ضرورت بھی حروف ہی سے پوری ہو اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو واضع حروف ۔ حروف کے ساتھ ساتھ ہندسون کے اشکال بھی وضع کرتا کیونکہ دنیوی کاروبار مین غرض کتابت حروف و حساب ایک دوسری کی لازم و ملزوم ہے ۔

اہل تاریخ نے ہر ایک زبان کے ہندسون کے وضع کی تاریخ مختلف طریقون پر لکھی ہے لیکن کسی نے ہندسون کی قدامت کو حروف کے ساتھ مساوی نہین تسلیم کیا ہے ۔ جب ہر ایک زبان کے ہندسون کا واضع کوئی نہ کوئی شخص مانا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اس سے پہلے ہندسون کا وجود نہ تھا تو اس سے یہی قیاس قائم ہوتا ہے کہ ہر ایک زبان مین ہندسون کی ایجاد سے قبل حروف ہی سے حسابی کام لیا جاتا تھا ۔

پس واقعات کی یادگار کے لئے چند ایسے حروف کا جمع کردینا جن کے مجموعی اعداد سنہ واقعہ کے مساوی ہون اسی پہلی غایت مین داخل ہے جسمین بہت کچھ گنجایش کی لیکن ہمکو عربی زبان ن قدما کے کلام سے کوئی ایسے الفاظ تاریخی ہاتھ نہ آسے جو معنی دار بھی ہون اور نفس واقعہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہون۔ ہم اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے دوسرے باب مین بضمن (تاریخ) کرین گے انشاءاللہ۔

حاصل یہ ہے کہ حروف سے ہندسون کا کام لینا فن جمل کی پہلی غایت ہے اور اسکو غایت اصلی سمجھنا چاہیئے۔

نمبر (۲) یعنی دوسری غایت کو غالباً طبّاعون نے اپنے زور طبیعت سے پیدا کرلیا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ طریقہ کتابت راز کے لئے بہت مفید ہے۔ اہل تکسیر و دعوت نے تو اپنے قواعد کے مطابق اس سے کام لیا ہے لیکن عموماً خط و کتابت کا ہندسون ہی مین کرنا اختراع طبّاعان عجم کہا گیا ہے جس کو ہم اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ باب دوم مین بیان کرین گے۔ اس موقعہ پر دوسری غایت کے اظہار مین ہم اسی قدر بیان پر قناعت کرتے ہین کہ اصطلاح جمل مین اسی کا نام ترقیم ہے اور قاعدۂ ترقیم سے بہ نسبت اور زبانون کے سنسکرت نے زیادہ کام لیا ہے۔ ہندوستان مین بھی فی زمانا اس پر عمل درآمد ہے۔ جس اصول پر ٹلگراف یعنی تاربرقی کا کام جاری ہے وہ قریب قریب اسی کے ہے۔ اگرچہ اُس مین اعداد حروف جمل کی مطابقت نہین ہے۔

فصل دوم متعلق بہ موضوع جمل

(۱) حروف و اعداد حروف کا بیان

(۱) عربی زبان کے متعلق صاحب قاموس فرماتے ہین کہ لفظ حرف کا اطلاق صرف لغوی

یعنی حرف ہجا پر ہے جو کلمہ کا مادہ ہے اور نیز حرف اصطلاحی یعنی حرف معنوی پر جو کلمہ کے اقسام سہ گانہ سے ایک قسم ہے۔ حرف کی جمع حروف اور احرف آئی ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

حروف ہجا کو حروف تہجی اور حروف مبانی اور حروف معجم اور حروف منفردہ اور مفردات اور حروف منفصلہ و مقطعات بھی کہتے ہین۔

علامہ بونی نے شمس المعارف الکبریٰ مین فرمایا ہے کہ ان سر کل امۃ فی کتابہا وسر کتاب اللہ تعالیٰ فی الحروف والحروف مختلفۃ الاشکال الخ یعنی تحقیق سر ہر ایک امۃ کا بھید اوس کی کتاب مین ہے اور کتاب اللہ کا بھید حروف مین اور حروف مختلف اشکال رکھتے ہین۔

شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں ارشاد فرمایا کہ (ــہ) ان الحروف ائمۃ الالفاظ، شہدت بذلک السن الحفاظ، (ترجمہ شعر) بہ تحقیق حروف ائمہ ہین الفاظ کے اور گواہی دیتی ہین اسپر حفاظ کی زبانین۔

کتب معتبرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زبان عربی کے حروف تہجی سب سے پہلے ابوالبشر آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام پر نازل ہوئے جن کا مجموعہ الفاظ ذیل مین ہے۔ آبِتَث ۔ جَحِخَد ۔ ذَرِزَس ۔ شَصِضَط ۔ ظَعِغَف ۔ قَکِلَم ۔ نَوِہِی

شیخ علی دوہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل و مسامرۃ الاواخرین تفسیر الفصول سے نقل کیا ہے کہ اولُ ما نزلَ علی آدم علیہ السلام عَشَرَ صُحُفٍ۔ اول لیلۃ من شہر رمضان وکان فیہا سورۃ مقطعۃ بحروف (الخ) وکان فی الصحف الحروف التسعۃ والعشرون (انتہی) یعنی پہلی جو چیز آدم علیہ السلام پر شہر رمضان کی پہلی رات مین

نازل ہوئی وہ دس صحیفے ہین۔ اور انہین مین تہا سوا حروف مقطعہ اور اون صحیفون مین ۲۹ حرف تہجی علامہ بونی نے شمس المعارف مین بحوالہ بحر الوقوف لاحمد البونی فرمایا ہے کہ

اول کتاب انزل علی آدم علیہ السلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ السلام پہ نازل ہوئی وہ حروف معجم ہین۔

پہر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم

فقال ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ی۔ یعنی جب سوال کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف معجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف معجم ا ب ت ث (الخ) ہین۔

پہر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فسماہا عربیۃ وفیہا اسرار جمیع الکتب والصحف المنزلۃ وزیادۃ علیہا واما الابجد فسریانیۃ (الخ) یعنی چونکہ وہ حروف عربی ہین لہٰذا آپ نے اون کا نام عربی حروف رکہا اور انہین حروف مین تمام نازل شدہ کتابون اور صحیفون کے اسرار ہین اور اون کے علاوہ اور اسرار بہی ہین۔ لیکن ابجد سریانی ہے۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر مین لکہا ہے کہ

قال عبد الملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بہ آدم من الجنۃ عربیا الی ان بعد العہد وطال حُرِّف وصار سریانیاً وہو منسوب الی ارض سورنۃ وہی ارض الجزیرۃ بہا کان نوح علیہ السلام وقومہ قبل الغرق (الخ) یعنی فرمایا عبد الملک بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتہ آدم علیہ السلام جنت سے اتر آئے عربی

تھی۔ زمانہ دراز کے بعد تحریف ہو کر سریانی ہو گئی اور وہ منسوب ہے ملک سوران کی جانب۔ اور ملک سوران ایک جزیرہ تھا جس مین تھے نوح علیہ السلام اور اون کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہمنے اوپر عرض کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ حروف تہجی کا معلم اول اور منزل۔ خداوند کریم ہے جل جلالہ۔ اور ابو البشر آدم علیہ السلام پہلے شخص ہین جنپر حروف عربیہ نازل ہوے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فرمائی ابجد آدم مین جس کے الفاظ کا ذکر اوپر ہوا ہے انہین حروف عربیہ کا سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ ومروجہ مین حروف تو وہی ہین لیکن اون کا سلسلہ اور اون کی ترتیب اور اس ابجد کے الفاظ سریانی زبان کے ہین اور اسی ابجد کو بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے۔ جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے۔

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے۔ اور لا کو ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اور بعض نے ہمزہ کو بھی حروف مین شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس مین بھی بہت کچھ اختلاف رہا ہے۔ اہل جمل و وفق و دعوت و سیمیا وغیرہ کا اتفاق اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی مین شمار نہ کرنا چاہیئے اور حروف تہجی کو ۲۸ تسلیم کرنا چاہیئے۔ چنانچہ۔

جاربردی نے بھی شرح شافیہ مین لکھا ہے کہ وکان المبرد یعدها ثمانیة وعشرین ویترک الهمزة ویقول الهمزة لا صورة لها وانما تکتب تارة واوا وتارة یاءً وتارة الفاً فلا اعدها مع الحروف التی اشکالها محفوظة ومعروفة انتہی

یعنی جمہور نحوی نے حروف تہجی کو ۲۸ شمار کیا ہے اور ہمزہ کو ترک کیا ہے۔ اس لیئے کہ ہمزہ کر لیئے کوئی صورت نہین ہے یعنی وہ کبھی واؤ کی شکل مین ہوتا ہے اور کبھی یا کی شکل مین اور کبھی الف کی۔ لہذا ہمزہ کو اون حروف مین شمار نہین کیا جن کی شکلین محفوظ اور معروف ہین۔

الحاصل واضع جمل نے ۲۸ حروف تہجی عربی سے بسلسلۂ ترتیب ابجد نوحی ہر ایک حرف کے لیئے ایک عدد خاص قرار دیا ہے پس اعداد کے سلسلہ اور ترتیب مین پہلا درجہ آحاد کا ہے یعنی اکائیون کا۔ اور دوسرا درجہ عشرات یعنی دہائیون کا اور تیسرا درجہ مات کا یعنی سیکڑے۔ اور چوتھا درجہ الوف کا جس مین صرف ایک حرف کے ایک ہزار عدد ہین۔ اس لیئے کہ مجموعی تعداد حروف مین گنجایش اسی قدر تھی۔

ہم اس موقع پر ابجد آدم سے قطع نظر کرتے ہین جو کہ متروک ہے اور بدین وجہ کہ ابجد نوحی مقبول اور مروج ہے صرف اسیکو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ اور یہ بات ہم کو متحقق نہ ہو سکی کہ ابجد آدم کو جس کے حروف کی ترتیب مروجہ حروف تہجی کے ساتھ مطابق تھی کیون فروغ نہ ہوا۔

الغرض واضع جمل نے ۲۸ حروف تہجی سے ۹ حروف کو آحاد کے لئے مخصوص کیا اور نو کو عشرات کے لیئے۔ اور نو کو مات کے لیئے۔ اور ایک حرف کو الف کے لیئے۔ ملاحظہ ہو نقشۂ ذیل جس کو ہم نے نقشۂ (الف) سے موسوم کیا ہے جس سے یہ چارون مدارج مع ہر ایک حرف کے عدد مقررہ کے ظاہر ہوتے ہین

نقشۂ الف

آحاد	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الف	غ								
عدد	۱۰۰۰								

اسمعیل بن محمد القنوی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی مین انہین چار مراتب کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک حرف کے مقابل انہین اعداد کو قائم کیا ہے جو نقشۂ بالا مین لکھے گئے ہین اور کہا گیا ہے کہ یہ مذہب مشارقہ کا ہے۔ مغاربہ کو اس سے کسی قدر اختلاف ہے جس کا تفصیل بیان اسی فصل مین آوے گا۔

بعض اہل جمل نے لکھا ہے کہ کل حروف تہجی کو اون کے اعداد کے ساتھ دو سطرون مین لکھنا چاہیئے۔ سطر اول کا نام اصطلاح جمل مین اساس ہے اور سطر دوم کا نام نظیرہ۔ اس اعتباری عمل سے اعداد حروف مین کوئی فرق نہین آتا۔ ہم نقشۂ ذیل مین جس کو نقشۂ (ب) سے موسوم کرتے ہین۔ اس ترتیب کو بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

نقشہ ب

اساس		نظیرہ	
ا	۱	س	۶۰
ب	۲	ع	۷۰
ج	۳	ف	۸۰
د	۴	ص	۹۰
ہ	۵	ق	۱۰۰
و	۶	ر	۲۰۰
ز	۷	ش	۳۰۰
ح	۸	ت	۴۰۰
ط	۹	ث	۵۰۰
ی	۱۰	خ	۶۰۰
ک	۲۰	ذ	۷۰۰
ل	۳۰	ض	۸۰۰
م	۴۰	ظ	۹۰۰
ن	۵۰	غ	۱۰۰۰

اساس ۔ زبان عربی کا لفظ ہے ۔ بفتح اول وثانی بمعنی بنیاد (کذا فی منتہی الارب) اور لفظ نظیرہ بھی عربی ہے ۔ بقول صاحب منتہی الارب کسفینہ ۔ بمعنی مہتر قوم ودیدبان ونگہبان لشکر ۔ اور نظیر کے معنی مثال کے بھی ہین ۔ اور اس اصطلاح مین تاے تانیث صرف بلحاظ جمع حروف ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم نے ان دونون اصطلاحی نامون کو انہین دونون سطرونکے مقابل لکھا ہے جس کی نقل ہمنے نقشہ (ب) مین کی ہے ۔ لیکن بعض اہل تحقیق کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صاحب ملخص تسلیم یا کاتب مطبع نے دوسری سطر کے بعض حروف کو صرف اصول تنصیف پر سطر اول مین شامل کر دیا ہے درحقیقت (نقشہ الف) ہی کی پہلی سطر کا نام اساس ہے جس مین کل حروف متعلق بہ احاد ہین اور ظاہر ہے کہ احاد بنیاد ہین عشرات اور مآت اور الف کی دوسری سطر مین اون حروف کو لکہنا چاہیئے جو عشرات اور مآت و الف سے متعلق ہین جو نظیرہ ہین سطر اول کے ۔ پس ہماری تحقیق مین نقشہ صحیحہ (ب) حسب ذیل ہوگا ۔

نقشۂ صحیح ب

سطر اول یعنی اساس

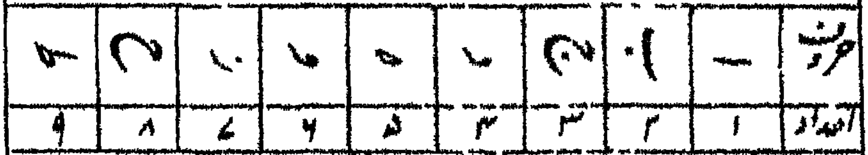

حروف									
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹

سطر دوم یعنی نظیرہ

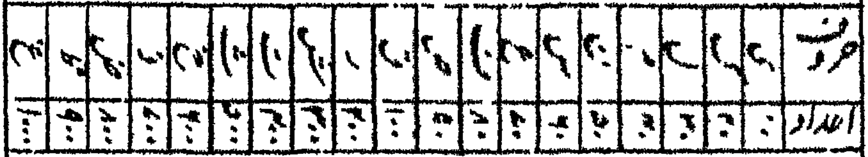

حروف

اعداد

(۲) فارسیون اور ہندیون کا عمل جمل صاحبان تحقیق پسند نے فرمایا ہے کہ جب فارسیون نے اس فن کو اپنی زبان مین مروج کیا تو اون کو ضرورت پیش آئی کہ زبان فارسی کی مخصوص حروف پ چ ژ گ کے اعداد قائم کرین پس اونہون نے پ کو ب کا قائم مقام قرار دیا۔ اور چ کو ج کا قائم مقام تجویز کیا۔ اور ژ کو ز کا عدیل۔ اور گ کو ک کا مساوی۔

جب ہندوستان مین یہ فن شائع ہوا تو ہندیون نے فارسیون کی پیروی کیا ٹ۔ ڈ کو ت۔ د کا قائم مقام کیا۔ اور ڑ کو ر کی جگہ دی۔ اس تصرف جائز کی تصویر ہم نقشۂ ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جس کو ہمنے نقشۂ (ج) سے نامزد کیا ہے۔

نقشۂ ج

ط	ح	ز ژ	و	ہ	د ڈ	ج چ	ب پ	ا	حروف
۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	

(عشرات)	ی	ک گ	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
(مآت)	ق	ر ڑ	ش	ت ٹ	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
(الوف)	غ								
	۱۰۰۰								

(۳) **زبان سنسکرت کا جمل** سنسکرت کے بعض عالمون کا قول ہے کہ جو یونانی طریقۂ جمل کو زبان سنسکرت سے اخذ کیا ہے اور اس کے متعلق ہم اپنی تحقیق کو ایک حد تک فصل اول مین بیان کر آئے ہین۔ سنسکرت کے کل حروف مقطعات (۳۶) ہین (پنڈت جگت پرشاد و دیابہوشن ترکہ سروینی۔ انتخاب ہند) نے سچ کہا ہے کہ الوف کے درجہ مین حروف سنسکرت متعدد ہین اور عربون نے قلت حروف کی وجہ سے صرف غ کے عدد ۱۰۰۰ پر قناعت کی ہے پس سنسکرت مین کثرت حروف کی وجہ سے مرتبہ الوف بھی مثل اور مراتب کے کامل ہے۔

الغرض حروف سنسکرت اور اون کے اعداد مقررہ کی صراحت ہم نے نقشۂ ذیل مین کی ہے جس کو نقشہ (د) سے موسوم کرتے ہین۔

جس طرح ابجد نوحی مین سلسلہ حروف تہجی باغراض جمل بدلا ہوا ہے اسی طرح سنسکرت مین بھی باغراض جمل حروف کا سلسلہ "اصلی" قائم نہین ہے۔ اور جس طرح ابجد آدم مین بمقابلہ ابجد نوحی اعداد مقررہ مین اختلاف ہے اسی طرح سنسکرت مین کوئی خاص ابجد بلحاظ ترتیب حروف ابجد آدم کے قائم مقام نہین ہے۔

آحاد			عشرات			مآت			الوف		
وت حرف	تلفظ	اعداد	صورت حرف	تلفظ	اعداد	صورت حرف	تلفظ	اعداد	صورت حرف	تلفظ	اعداد
प	پا	۱	ने	نے	۱۰	तु	تو	۱۰۰	टो	ٹو	۱۰۰۰
र	را	۲	ज	جم	۲۰	ठा	ٹھا	۲۰۰	ग	گا	۱۰۰۰۰۰
दे	دے	۳	घे	گھے	۳۰	री	ری	۳۰۰	छा	چھا	۱۰۰۰۰۰۰۰
श	شا	۴	अ	آ	۴۰	सु	سوں	۴۰۰	ओ	او	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰
क	کا	۵	ब	وا	۵۰	ढा	ڈھا	۵۰۰	उ	اُو	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰
था	تھا	۶	ल	لا	۶۰	ड	ڈا	۶۰۰	श्री	سری	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰
वि	وی	۷	भ	بھا	۷۰	ह	ہا	۷۰۰	ई	ئی	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰
च	چا	۸	धा	دھا	۸۰	ई	ئی	۸۰۰	औ	آؤ	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰
ख	کھا	۹	य	یا	۹۰	फ	پھا	۹۰۰	फ	پھا	۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

اور بدین وجہ کہ عربی مین ابجد آدم خود متروک ہے اور ابجد نوحی ہی پر عمل ہے لہذا سنسکرت کو عربی کے ساتہ اس خاص باب مین اتحاد کامل ہے ہمارے اس بیان کو ناظرین اوس وقت سمجہ سکین گے جب کہ آیندہ بیان (الفاظ جمل) سے ابجد آدم اور ابجد نوحی کے فرق پر قادر ہون ۔

(۴) رومیون کا جمل رومیون نے بہی اس فن کی جانب توجہ کی ہے اور اسکی غایت پر غور کر کے اپنی زبان کے صرف ۷ حروف کے لئے اعداد قرار دئے ہین اور انہین ۷ حروف کی تکرار سے حسابی کل مراتب مین کام لیا ہے ہمکو کسی تاریخ سے اس کا پتا نہین ملا کہ اس کا واضع کون ہے ۔ اور کس زمانہ سے اون کے پاس یہ عمل جاری ہے ۔ ان کی ایجاد کے اعلی قدر دان اس وقت مغربی قومین ہین جن مین سے ایک انگریز بہی ہین جن کے پاس ۔

(۱) حرف ائی کا ایک عدد محسوب ہوتا ہے اور
(۲) حرف وی کا عدد پانچ ہے اور
(۳) حرف ایکس کا عدد دس ہے اور
(۴) حرف ایل کا عدد پچاس ہے اور
(۵) حرف سی کا عدد سو ہے اور
(۶) حرف ڈی کا عدد پانسو ہے اور
(۷) حرف ایم کا عدد ہزار ہے ۔

ان کے اہل تاریخ لکہتے ہین کہ عربی ہندسون کی ایجاد ہونے سے قبل رومی طریقہ سے کام لیا جاتا تہا اور یورپ کا طرز عمل بہی تہا کہ ہندسون کے عوض انہین

یہ حروف سے حسابی کاروبار کرتے تھے۔ اور ہندسون کے وضع ہونے کے بعد بھی بعض خاص کامون مین اعداد کے عوض حروف سے کام لیا جاتا ہے۔

زمانہ حال کے ایک طباع انگریزی شاعر نے حافظ شیراز کی تاریخ وفات (خاک مصلیٰ۔ ۷۹۱) کو انگریزی زبان مین اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے کہ اگر اوس مین سے صرف حروف بالا کے اعداد شمار ہون تو اون اعداد کے مجموعہ سے سنہ وفات حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ انگریزی شعرا بھی فن جمل اور اوس کی غایت نمبر (۱) سے دلچسپی رکھتے ہین۔ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کا جو دیوان یورپ مین چھپا ہے اس کے خاتمہ پر تاریخ متذکرہ عنوان موجود ہے

اگر طباع لوگ ہر ایک زبان مین جس مین فن جمل رائج نہ ہو ابجد آدم کے اصول پر تاریخ لکھنا چاہین تو برابر لکھ سکتے ہین اور اون کی یہ جدت اس زبان کے لٹریچر پر احسان کرے گی کہ ایک لطیف فن کو انھون نے اس مین داخل کیا۔

جن زبانون مین فن جمل نہین ہے اون مین اس فن کا دخل صرف باصول ابجد آدمؑ ہو سکتا ہے ورنہ سلسلہ حروف مقطعات کو تہ و بالا کرنے کے لیے کوئی مستحکم اصول موجود نہین ہے اور نہ یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچی ہے کہ واضع جمل عربی و سنسکرت نے حروف تہجی کے سلسلہ کو کس اصول اور کس بنیاد پر تہ و بالا کیا ہے۔ اس موقعہ پر پہونچکر ہم ابجد آدمؑ کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہین و اسمین یہ بڑی خوبی ہے کہ غیر زبانون مین جمل کو رواج دینے کے لیے ابجد آدمؑ ہی رہنما ہے

(۲) الفاظ جمل کا بیان

بیان عام | صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ ترتیب حروف تہجی کے لیے باغراض

جُمل چند الفاظ موضوع اور مقرر ہین بعض نے اون الفاظ کو الفاظ ابجدیہ کہا ہے اور ابجد باوجودیکہ سریانی زبان کا لفظ ہے لیکن عربون کے پاس بقاعدہ عربی اسکی جمع ابوجاد آئی ہے جیسا کہ شیخ علی دوہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل مین لکہا ہے ۔

قال السہیلی ۔ قد جری ابوجاد علی لفظ لایجوز الا ان یکون عربیا تقول ہذا ابوجاد ورایت اباجاد ومررت بابی جاد واختلف فی معناہ (الخ) یعنی کہا ہے سہیلی نے کہ ابوجاد ایک ایسے لفظ پر مستعمل ہوا ہے جس کے لیئے جائز نہین ہے مگر یہ کہ ہووے عربی ۔ کہا جاتا ہے ۔ ہذا ابوجاد ۔ رایت اباجاد ۔ ومررت بابی جاد ۔ اور اختلاف کیا گیا ہے اس کے معنی مین ۔

صاحب شمس اللغات نے لفظ ابودجاد کا ذکر کیا ہے اور لکہا ہے کہ وہ ابجد ہے ۔ اور صاحب مؤید الفضلا لفظ ابوجاد پر فرماتے ہین کہ اس سے ابجاد مراد ہے پس ابجد کی جمع ابجاد اور ابوجاد مشتق ہے ۔ بڑی حیرت اسپر ہے کہ لغات عرب اس سے ساکت ہین ۔

بعض محققین نے الفاظ ابجد نوحی کی نسبت لکہا ہے کہ وہ معنی دار ہین ۔ جو کچھ اون کا خیال ہے ہم اوس کو اسی بیان مین اس کے موقع پر ہدیہ ناظرین کرین گے ۔

اہل تحقیق کا اسپر اتفاق ہے کہ مختلف اعتبارات سے الفاظ جمل کے مختلف اقسام ہین ۔ صاحب مخض تسلیم نے بہی چند اقسام کا ذکر فرمایا ہے ۔ اور صاحب معدن الجواہر نے مع شئی زاید انکی تعریف کی ہے ۔ لیکن طرز بیان مین کچھ ایسی گڈ مڈ ہو گئی ہے کہ شائقین فن سمجہنے کے اشتیاق مین سر پکڑ کر رہجاتے ہین ۔ لہذا ہمنے اون کی ترتیب نہ صرف بیان اقسام کے طور پر قائم کی ہے بلکہ جابجا اس بات کے سمجہانے کی بہی کوشش

کی ہے کہ کونسی قسم مورخ کے لئے کس موقعہ پر کام آتی ہے۔ بنیاد اعداد کے لحاظ سے مقدم تو وہی ابجد نوحیؑ ہے جس کو ہمنے اپنی اس ترتیب مین دوسرا نمبر دیا ہے۔ لیکن قدامت کا سہرا باوا آدمؑ کی ابجد کے سر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکو ہم سب سے پہلے عرض کرتے ہین۔

(۱) ابجد آدمؑ سب سے قدیم اور پرانی ابجد کے الفاظ جن کو بعض محققین نے ابجد آدم کہا ہے (۷) ہین۔

(۱) **ابتثث** جس مین حروف ا ب ت ث ہین
(۲) **جحخد** جس مین حروف ج ح خ د ہین
(۳) **ذرزس** جس مین حروف ذ ر ز س ہین
(۴) **شصضط** جس مین حروف ش ص ض ط ہین
(۵) **ظعغف** جس مین حروف ظ ع غ ف ہین
(۶) **قکلم** جس مین حروف ق ک ل م ہین
(۷) **نوہی** جس مین حروف ن و ہ ی ہین

ان الفاظ کے متعلق ہم کچھہ زیادہ نہین لکھین گے اس لئے کہ ہم گزشتہ حصہ کتاب مین بیان کر آئے ہین کہ یہ ابجد متروک ہے۔ اگر یہ مروج رہتی تو اعداد مروجہ و مخصوصہ حروف ابجد نوحیؑ مین بہی کایا پلٹ ہوجاتی اور اس کا باوا آدمؑ ہی نرالا ہوتا اور اس کا نام بعوض ابجد کے ابتثث رکہا جاتا اور اسکی اشاعت مین اعداد و مراتب حروف حسب نقشۂ ذیل قرار پاتے۔

آحاد	ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ر	ز	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مئات	غ	ف	ق	ک	ل	م	ن	و	ہ
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	ی								
	۱۰۰۰								

بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم کی تعریف کی ہے اس لئے کہ حروف تہجی کی مروجہ ترتیب اس مین قائم ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے لکہا ہے کہ اس ابجد کے ہر ایک لفظ مین پہلا حرف مفتوح ہے اور دوسرا مکسور اور تیسرا مضموم اور چوتہا ساکن۔

ہم نے اس کا ذکر صرف تاریخی طریقہ پر کر دیا ہے۔ جمل مروجہ مین اس کو کچھہ دخل نہین ہے۔ لیکن اگر کوئی مورخ اس صراحت کے ساتھہ کہ ہمنے ابجد آدم پر عمل کیا ہے۔ تاریخ لکھے تو اسپر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔ ہماری رائے مین وہ خلف الرشید کہلانیکا مستحق ہوگا۔ اس لئے کہ اسنے باوا آدم کی ابجد کو زندہ کیا۔

صاحب معدن الجواہر نے ابجد آدم کا ذکر فرمایا ہے لیکن اس کے اعداد مین آپ سے غالباً تسامح ہوا ہے۔ آپ کا مرتبہ نقشہ حسب ذیل ہے۔

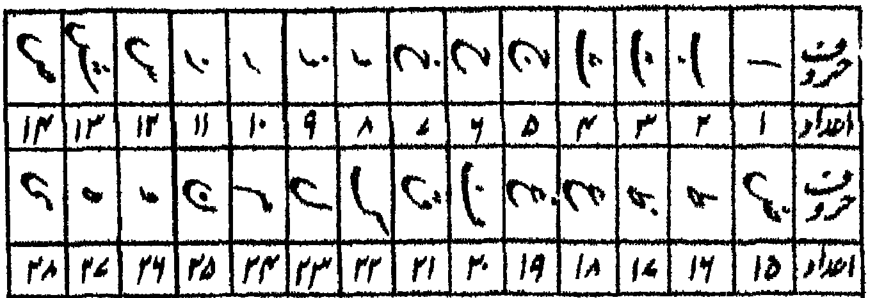

اعداد	حروف	اعداد	حروف
۱		۱۵	
۲		۱۶	
۳		۱۷	
۴		۱۸	
۵		۱۹	
۶		۲۰	
۷		۲۱	
۸		۲۲	
۹		۲۳	
۱۰		۲۴	
۱۱		۲۵	
۱۲		۲۶	
۱۳		۲۷	
۱۴		۲۸	

حروف تہجی کا سلسلہ اس کا متقاضی نہین ہو سکتا کہ ہم اعداد مین بھی سلسلہ قائم رکھکر مراتب کے اصل مقصد سے قطع نظر کرین۔ اگر ابجد آدم کے آخری عدد کا خاتمہ ۲۸ پر ہوجاوے تو باوا آدم پر بہت بڑا اعتراض وارد ہوگا۔

(۲) **ابجد نوحی** ابجد نوحی کا دوسرا درجہ اس لئے غیر موزون نہین ہے کہ اس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اس کا نزول نوح علیہ السلام پر ہوا ہے جن کا لقب آدم ثانی تہا۔ اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ اس کے الفاظ سریانی زبان کے ہین جن کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین ۲۸ حروف مقطعات یعنی حروف تہجی سے اس کے لئے آٹھ الفاظ وضع ہوئے ہین جو بقول بعض اہل لغت معنی دار ہین۔

(۱) **ابجد** (۲) **ہوّز** (۳) **حطّی** (۴) **کلمن**
(۵) **سعفص** (۶) **قرشت** (۷) **ثخذ** (۸) **ضظغ**

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ ابجد کنایت از حروف مفردات کہ الف با تا ثا۔ باشد تا آخر وہشت کلمۂ معروف کہ بحساب جمل بجہت ترتیب اعداد حروف تہجی داشتہ اند۔ آپ ہی کا قول ہے کہ صاحب مدار الافاضل نے فرمایا ہے کہ (۱) ابجد بمعنی ابی وجد فی المعصیۃ یعنی باوا آدم پاے گئے گناہ مین یعنی گناہ اون سے سرزد ہوا۔

(۲) **ہوّز** بمعنی اتّبع ہواہ۔ یعنی پیروی کی آدم نے ہوائے نفسانی کی

(۳) **حطّی** بمعنی حطّ ذنبہ بالتوبۃ والاستغفار۔ یعنی محو کیا گیا اوس کا گناہ توبہ اور استغفار کی وجہ سے۔

(۴) **کلمن** بمعنی تکلّم بکلمۃ فتاب علیہ بالقبول والرحمۃ یعنی کلام کیا ایک کلمہ سے پس قبول ہوئی اوس کی توبہ پروردگار کی رحمت سے۔

(۵) **سعفص** بمعنی ضاق علیہ الدنیا فافیض علیہ۔ یعنی تنگ ہوئی دنیا اسپر پس تہائی گئی اسپر یعنی بہت دی گئی۔

(۶) **قرشت** بمعنی اقرّ بذنبہ فتشرف بالکرامۃ۔ یعنی اعتراف کیا اپنے گناہ کا پس مشرف بکرامت ہوا۔

(۷) **ثخذ** بمعنی اخذ من اللہ قوۃ۔ یعنی حاصل کی اللہ سے قوت

(۸) **ضظغ** بمعنی سدّ عنہ نزغ الشیطان بالعزیمۃ۔ یعنی جاتا رہا اوس سے شیطان کا دباؤ بسبب کلام حق اور توحید کے

بعض محققین نے صرف اس قدر لکہا ہے کہ یہ آٹہوں لفظ زبان سریانی کے ہین

صاحب غیاث ہی کا قول ہے کہ بقول بعض ابا جاد نام ایک بادشاہ گزرا ہے اور اسی کا مخفف ابجد ہے اور باقی سات کلمے اوس کے فرزندوں کے نام ہین۔

پہر آپ نے فرمایا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مرامر نام ایک شخص تہا جس نے خط لکہنے کو ایجاد کیا اور یہ آٹہوں لفظ اوس کے آٹہہ فرزندوں کے نام ہیں۔

پہر آپ ہی نے بحوالہ ضوابط عظیم لکھا ہے کہ ان آٹہون الفاظ کے خاص معنی ہین ۔ یعنی (۱) **ابجد** آغاز کیا (۲) **ہوز** ملگیا (۳) **حطی** واقف ہوا
(۴) **کلمن** سخنگو ہوا (۵) **سعفص** اس سے سیکہا (۶) **قرشت** ترتیب دیا
(۷) **ثخذ** نگاہ رکہا (۸) **ضظغ** تمام کیا ۔

ان آٹہون الفاظ کے متعلق صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ یہی ابو البشر ہی پر اول نازل ہوئے پہر اور انبیا علیہم السلام پر ۔ بعض علما محققین نے ان کو با معنی خیال کیا ہے اور بعض کے پاس بے معنی ہین یعنی اعلام ۔ بعض آخر الذکر نے ان کو شیاطین اور سلاطین کے نام سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ صراح و منتخب اللغات اور منتہی الارب مین مذکور ہے ۔ آخر پر آپ فرماتے ہین کہ جب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچچکی ہے کہ یہ الفاظ صحف اور کتب سماویہ کے ذریعہ سے انبیا علیہم السلام پر نازل ہوے ہین اور اون کا واضع حق جلّ شانہ ہے تو وضع اول کو بے معنی نہین خیال کر سکتے اور وضع ثانی مین اونکو اعلام مین داخل کر لینا زمانیون کا اختیاری امر ہے اور اس وقت ہمارا اونکو بے معنی کہنا ہمارے قلّت و نقص علم کے سوا اور کچہہ نہین انتہی

الحاصل الفاظ ابجد کے جتنے اقسام اسی سلسلہ مین آنے والے ہین اون سب کا ماخذ یہی ابجد نوحی ہے اور اون الفاظ کے حروف باعتبار عدد اسی ابجد نوحی کے تابع ہین اہل فنون نے خصوصیات خاص اور اپنی اپنی ضرورت پر اون کے اقسام کو جدا جدا قائم کیا ہے ۔ یہ ابجد زمانے مین کچہہ ایسی مرغوب ہوئی کہ اولاد آدم نے باوا آدم کے ابجد کو ترک کر کے اسی کو اختیار کیا ۔

نقشۂ ذیل مین الفاظ ابجد نوحی کے حروف کو عددون کے ساتہ ہم نے دیئے

ناظرین کیا ہے ۔

نقشۂ ابجد نوحی

الفاظ	ابجد				ہوز			
حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	
الفاظ	حطی			کلمن				
حروف	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	
اعداد	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	
الفاظ	سعفص				قرشت			
حروف	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت
اعداد	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰
الفاظ	ثخذ			ضظغ				
حروف	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ		
اعداد	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰		

(۳) ابجد ترفع وتنزل الفاظ ابجد کی تیسری قسم ابجد ترفع ہے جو نو لفظوں پر شامل ہے ۔ انہیں الفاظ اور اون کے اعداد سے اہل علم جفر وغیرہم نے بھی کام لیا ہے اور بلحاظ قواعد قبض وبسط اعداد حروف و بہ نسق مراتب احاد وعشرات اپنا مقصد حاصل کیا ہے ۔ صنائع تاریخ سے صنعت بسط ترفع مین اسی ابجد سے کام لیا جاتا ہے ۔

(۱) ایقغ (۲) بکر (۳) جلش (۴) دمت (۵) ہنث

(۶) وسخ (۷) زعذ (۸) حفض (۹) طصظ

ان لفظون کے معنی سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیئے۔ اگر ہم لغات مین ان کے معنی ڈھونڈنے بیٹھین اور کسی لفظ کے کچھ معنی نکل بھی آوین تو واضع کے مقصود سے ان کو کچھ تعلق نہ ہوگا۔ ان الفاظ کے ہر ایک حرف کے وہی عدد ہون گے جو ابجد نوحی نمبر ۲ مین بیان ہوے ہین۔

ان الفاظ کا ایک نقشہ ہم نے ذیل مین دیا ہے جس کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ ہر ایک لفظ مین پہلا حرف احاد کا ہے اور دوسرا حرف اسی مرتبہ سے عشرات کا اور تیسرا حرف اسی مرتبہ کے مآت کا۔ اسی طرح صرف لفظ اول مین چوتھا حرف اسی مرتبہ کے الوف کا ہے۔

مثلاً (ایقغ) اس کے پہلے حرف کا عدد ایک ہے تو دوسرے حرف کا عدد ایک صفر کی زیادتی سے دس اور تیسرے حرف کا عدد دو صفر کی زیادتی سے سو اور چوتھے حرف کا عدد تین صفر کی زیادتی سے ہزار۔ وقس علیہ البواقی۔

اس نرالی ابجد کا فائدہ صنائع تاریخ مین پہونچکر معلوم ہوگا جس کو نسق مراتب اعداد اور ابسط کہا گیا ہے۔

اگر اس فن کا مبتدی اس قسم کی حقیقت سے آگاہ نہ ہولے تو وہ صنائع تاریخ کو آسانی کے ساتھ نہین سمجھ سکتا۔

نقشۂ ذیل کے ہر ایک خانہ کے حروف کو اوپر سے نیچے کی جانب یعنی کھڑا پڑھیئے تو ابجد ترفع حاصل ہوگی۔ اور سطرون کے اصول پر سلسلہ وار آڑا پڑھیئے تو ابجد نوحی کے الفاظ حاصل ہون گے جن کا بیان نمبر (۲) پر گزر چکا ہے۔

بدین وجہ کہ ہر ایک لفظ مین ایک ہی عدد کے مراتب اعلی کے کل حروف جمع ہوے ہین اس کو ابجد ترفع کہنا بیجا نہین ہے۔ اسی ابجد سے تنزل کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے یعنی اسی ابجد کے ہر ایک لفظ کو الٹا دین تو اسکو ابجد تنزل کہا جا سکتا ہے جیسے (ایقغ) کا عکس (غقیا) اور (بکر) کا عکس (رکب) ہم نے نقشۂ ابجد ترفع کے بعد۔ ابجد تنزل کا بھی ایک نقشہ ہدیۂ ناظرین کیا ہے

اہل جمل نے اس ابجد کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس کا کوئی نام نہین رکھا۔ بدین وجہ کہ ابجد نمبر (۱) و (۲) کے نام ہین۔ ہم نے اون کے سکوت کو کم ترک الاول للآخر کا مصداق سمجھا۔

واضح ہو کہ متقدمین نے ابجد تنزل کا بھی ذکر نہین کیا ہے در حالے کہ صنائع تاریخ مین۔ بسط تنزل حرفی۔ بسط تنزل عددی۔ بسط تنزل طبعی۔ بسط تنزل بالطبع۔ بسط تنزل اوتار۔ بسط تنزل ازواج کی صنعتین موجود ہین جن سے تمامتر ابجد تنزل کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے الفاظ ابجد مین یہ جدّت کی ہے کہ ابجد ترفع کے ساتھ ابجد تنزل کا بھی بیان کر دیا ہے۔

ابجد تنزل کے الفاظ سے پہلے لفظ کا پہلا حرف الوف کا ہے۔ اور دوسرا حرف مآت کا۔ اور تیسرا حرف عشرات کا۔ اور چوتھا حرف آحاد کا۔ باقی ۵ الفاظ سہ حرفی ہین جن مین حرف اول متعلق بہ مآت ہے۔ اور حرف دوم متعلق بہ عشرات۔ اور حرف سوم متعلق بہ آحاد

نقشہ ابجد ترفع

مراتب		مرتبہ اول	مرتبہ دوم	مرتبہ سوم	مرتبہ چہارم	مرتبہ پنجم	مرتبہ ششم	مرتبہ ہفتم	مرتبہ ہشتم	مرتبہ نہم
الفاظ ابجد ترفع		ایقغ	بکر	جلش	دمت	ہنث	وسخ	زعذ	حفض	طصظ
آحاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	حروف	غ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	اعداد	۱۰۰۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

نقشہ ابجد تنزل

مراتب		مرتبہ اول	مرتبہ دوم	مرتبہ سوم	مرتبہ چہارم	مرتبہ پنجم	مرتبہ ششم	مرتبہ ہفتم	مرتبہ ہشتم	مرتبہ نہم
الفاظ ابجد تنزل		غقیا	رکب	شلج	تمد	ثنہ	خسو	ذعز	ضفح	ظصط
آحاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
مآت	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الوف	حروف	غ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	اعداد	۱۰۰۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

بعض محققین جمل نے نقشۂ اول سے یہ بات پیدا کی ہے کہ اصطلاح جمل میں احاد وعشرات ومآت والوف کے پہلے مرتبہ کا نام (ایقغ) رکھہ دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے مرتبہ کا نام (بکر)۔ تیسرے مرتبہ کا نام (جلش) چوتھے مرتبہ کا نام (دمت) پانچویں مرتبہ کا نام (ہنث)۔ چھٹے مرتبہ کا نام (وسخ)۔ ساتویں مرتبہ کا نام (زعذ) آٹھویں مرتبہ کا نام (حفض)۔ نویں مرتبہ کا نام (طصظ) ان الفاظ کے نہ کوئی معنی ہیں اور نہ وجہ تسمیہ کے ساتھ اون کو کوئی معنوی تعلق۔

(۴) ابجد سبعہ اہل تنجیم اور وفق وتکسیر ودعوت وغیرہم نے اپنے اپنے اغراض خاص کے لحاظ سے الفاظ ابجد نوحی میں تصرف کیا ہے۔ اور ایک خاص ابجد قرار دی ہے جس کے الفاظ (۷) ہیں۔

(۱) ابجد (۲) ہوزح (۳) طیکل (۴) منسع
(۵) فصقر (۶) تثخ (۷) ذضظغ ۔

اس تغیر لفظی کا اثر اعداد مروجہ ومقررہ پر کچھہ نہیں پڑتا۔ ہر ایک حرف کے لئے جو عدد بقاعدہ جمل وابجد نوحی معین ومقرر ہے۔ وہی قائم ہے۔ انہوں نے کل حروف کو ایام ہفتہ اور سبعہ سیارہ پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر ایک دن اور ہر ایک ستارہ سے کئی کئی حروف کو مخصوص کیا ہے۔ اگر مورخین کو ان الفاظ اور اون کی حقیقت سے آگہی رہے گی تو وہ تاریخ گوئی میں صنائع وبدائع سے کام لے سکینگے یہی وجہ ہے کہ ہمنے ان الفاظ کو بھی ایک خاص نمبر پر قائم کیا ہے۔ نقشۂ ذیل میں ہمنے حقیقت الفاظ کی صراحت کی ہے۔ بدین وجہ کہ اس ابجد کا تعلق سات دن اور سبعہ سیارہ سے ہے لہذا اس کو اہل فن نے ابجد سبعہ کہا ہے۔

[illegible]	ایام	[illegible]	حروف واعداد			
زحل	شنبہ	ابجد	ا	ب	ج	د
			۱	۲	۳	۴
مشتری	پنجشنبہ	ہوزح	ہ	و	ز	ح
			۵	۶	۷	۸
مریخ	سہ‌شنبہ	طیکل	ط	ی	ک	ل
			۹	۱۰	۲۰	۳۰
شمس	یکشنبہ	منسع	م	ن	س	ع
			۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
زہرہ	جمعہ	فصقر	ف	ص	ق	ر
			۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰
عطارد	چارشنبہ	شتثخ	ش	ت	ث	خ
			۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰
قمر	دوشنبہ	ذضظغ	ذ	ض	ظ	غ
			۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

(افادہ) واضح ہو کہ بقاعدہ نجوم ہر ایک دن مین وقت طلوع سے اُس سیّارہ کی بادشاہت کا آغاز ہوتا ہے جو اوس دن کے لئے مقرر ہے۔ ایک گہنٹہ تک اُس کی بادشاہت بدون وزارت مستقل ہوتی ہے۔ دوسرے گہنٹہ مین بادشاہ کی حکومت کے ساتہ ایک دوسرے ستارہ کی وزارت شروع ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر ایک گھنٹہ میں وزیر بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً شنبہ کا بادشاہ زحل ہے فرض کرو کہ طلوع کا وقت صبح کے ۶ بجے ہے تو ۶ سے ۷ بجے تک زحل کی بادشاہت بلاشرکت وزیر ہے۔

۷ سے ۸ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۸ سے ۹ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔

۹ سے ۱۰ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔

۱۰ سے ۱۱ تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔

۱۱ سے ۱۲ تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔

۱۲ سے ایک گھنٹہ تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔

۱ سے ۲ تک پھر پہلے گھنٹہ کی کیفیت ہوگی یعنی زحل کی بادشاہت بدون وزیر مستقل رہے گی۔

۲ سے ۳ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۳ سے ۴ تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔

۴ سے ۵ تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔

۵ سے ۶ بجے شام تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔

۶ سے ۷ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔

۷ سے ۸ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔

۸ سے ۹ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت مستقل بدون وزیرت۔

۹ سے ۱۰ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۱۰ سے ۱۱ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔
۱۱ سے ۱۲ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
۱۲ سے ایک بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
۱ سے دو بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
۲ بجے سے ۳ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
۳ بجے سے ۴ بجے شب تک پھر اسی زحل کی بادشاہت مستقل بلا وزیر۔
۴ بجے سے ۵ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
۵ بجے سے ۶ بجے صبح ثانی تک اسی زحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔

۶ بجے صبح یکشنبہ سے زحل کی بادشاہت جاتی رہے گی۔ اور سلسلہ وزارت مین چون کہ شمس کا درجہ تھا لہذا وہی اس دن کا بادشاہ رہے گا۔ اور اوس کی بادشاہت کے لئے وزرا کا وہی دور تسلسل رہیگا جو بطور تمثیل روز شنبہ کے لئے بیان ہوا۔

اب اس قدر اور جاننا چاہیئے کہ سبعہ سیّارہ مین بقاعدہ نجوم ۴ سعد مانے گئے ہین اور ۳ نحس۔

سعد مین پہلا درجہ مشتری کا ہے۔ اور دوسرا درجہ زہرہ کا۔ اور یہہ دونون ہر حالت مین سعد ہین۔ اور تیسرا درجہ قمر کا جو زوال ماہ مین نحس کہلاتا ہے۔ اور چوتھا درجہ عطارد کا ہے۔ لیکن اس مین یہ نقص ہے کہ اگر خود بادشاہ ہے تو مسعود ہے اور باوجود وزرا نحس کے اپنے مسعود اثر کو قائم رکھتا ہے۔ لیکن اگر کسی غیر مسعود بادشاہ کے دن اس کی وزارت آجاوے تو غیر مسعودی مین بادشاہ کا

تابع ہوجاتا ہے۔ برخلاف مشتری اور زہرہ کے یعنی یہ دونون اگر غیرمسعود بادشاہ کی حکومت مین وزیر ہون تو اپنے سعد اثر سے بادشاہ کی غیرمسعودی کو کم کرینگے اور خود اوس کے تابع نہ ہون گے۔

جس طرح چار ستارے سعد ہین اسی طرح سہ ستیارے غیرسعد مانے گئے ہین۔ اوّل درجہ مین زحل۔ دوسرے درجہ مین مریخ۔ تیسرے درجہ مین آفتاب۔

معزز ناظرین ہمکو معاف فرماوین کہ ہمنے اس مضمون معترضہ مین ان کا وقت ضائع کیا اور فن جمل سے غیرمتعلق چند امور کو اس موقع پر بیان کیا لیکن غور فرمایا جاوے تو ہر ایک اس شخص کو جو فن جمل سے واقف ہونا چاہتا ہے باغراض خاص نجوم کے اس قدر کلیون سے واقف ہو رہنا فائدہ سے خالی نہین ہے اس لیے کہ

فرض کرو ہم ایک لڑکے کی ولادت کی تاریخ لکھنا چاہتے ہین اور چونکہ اس کی ولادت بروز شنبہ وقت ۸ ساعت صبح واقع ہوئی ہے۔ ہم واقف ہین کہ روز شنبہ کا بادشاہ زحل ہے۔ اور روز شنبہ۔ اور زحل کے حروف۔ ا۔ ب۔ ج۔ د۔ ہین۔ اور ۸ بجے صبح سے ۹ تک مریخ کی وزارت ہے جس کے حروف۔ ط۔ ی۔ ک۔ ل۔ ہین۔ اور ہم تاریخ کے لکھنے مین اس کی پابندی کرین گے کہ مادّہ کا مصرع ایسے الفاظ مین واقع ہو جو حتے الامکان انہین آٹھ حروف سے مرکب ہون تو ہمارا ایسا مادّۂ تاریخ بہت زیادہ قابل تعریف ہوگا۔ یا اگر ہمنے اس لڑکے کو مریخ یا زحل سے استعارہ کرکے یا ایسے کنایہ سے جس کا اشارہ مریخ یا زحل کی جانب ہوتا ہو مادّہ تاریخ تجویز کیا تو ایسا مادہ قابل تعریف ہوگا۔ الغرض اس بیان کا حقیقی کا لطف ناظرین کتاب کو اوسی وقت حاصل ہوگا جبکہ وہ

صنائع تاریخ گوئی کی سیر اس کتاب کے باب دوم سے فرماوین۔

(۵) **ابجد عناصر** اہل فنون مذکورۃ الصدر نے بلحاظ تعلق عناصر یعنی۔ آتش خاک ہوا۔ آب۔ اونہین الفاظ کو جو نقشۂ متذکرہ ابجد نمبر (۴) مین بیان ہوئے ہین چارون عناصر سے متعلق کیا ہے یعنی ہر ایک عنصر سے کئی کئی حروف متعلق کئے ہین۔

ہمنے نقشۂ ذیل مین اس مقصد کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔

الفاظ	ابجد	ہوزح	طیکل	منسع	فصقر	شتثخ	ذضظغ
حروف آتشی	ا	ہ	ط	م	ف	ش	ذ
	۱	۵	۹	۴۰	۸۰	۳۰۰	۷۰۰
حروف خاکی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض
	۲	۶	۱۰	۵۰	۹۰	۴۰۰	۸۰۰
حروف ہوائی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ
	۳	۷	۲۰	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۹۰۰
حروف آبی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ
	۴	۸	۳۰	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۱۰۰۰

نقشۂ بالا کی کہڑی سطرین مسلسل پڑہی جاوین تو اون سے ابجد ہوز حطی کے مروجہ الفاظ ہی حاصل ہوتے ہین۔ اور وہ خاص الفاظ ہی جن سے متعلق یہ بیان ہے اسی نقشہ سے واضعان فن کے مقرر کئے ہوئے چار ایسے الفاظ حاصل ہوتے ہین جن کو ہر ایک عنصر سے تعلق ہے۔ یعنی

(۱) نقشہ کی سطر اول کے حروف سے **اہطمفشذ**

(۲) نقشہ کی سطر دوم کے حروف سے بوینصتض
(۳) نقشہ کی سطر سوم کے حروف سے جزکسقثظ
(۴) نقشہ کی سطر چہارم کے حروف سے دحلعرخغ

اگرچہ یہ چارون الفاظ بے معنی اور صرف حروف کا مجموعہ ہین لیکن محققین فن نے ان کو اس لیئے قائم کردیا ہے کہ یاد رکھنے مین آسانی ہو۔

اہل فن نے پہلے لفظ کو آتشی کہا ہے۔ اور دوسرے لفظ کو خاکی۔ اور تیسرے لفظ کو ہوائی۔ اور چوتھے لفظ کو آبی۔

کتاب المداخل مین لکھا ہے۔ کہ حروف آتشی مفتوح کہلاتے ہین۔ اور حروف خاکی مجزوم۔ اور حروف ہوائی مضموم۔ اور حروف آبی مکسور۔

حروف چارگانہ باعتبار عناصر کا ذکر مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بھی کیا ہے۔

ان حروف اور ان الفاظ کی ضرورت صنائع تاریخ مین پڑے گی جن کا بیان اس کتاب کے دوسرے باب مین آوے گا۔ انشاءاللہ

صاحبان جمل نے اس ابجد کا کوئی نام نہین رکھا۔ اور یہ کبھی درست نہ تھا ہم نے اس کو ابجد عناصر سے موسوم کیا ہے۔ جو وجہ تسمیہ پر حاوی ہے

(۶) ابجد طبیعی مقدمہ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ علماے جفر وغیرہم کے پاس بلحاظ طبائع مرکبہ۔ حروف ابجد چار اقسام پر منقسم ہین

(۱) حروف حارّہ (۲) حروف باردہ (۳) حروف رطبہ (۴) حروف یابسہ۔

حروف حارّہ ۔ ۱۴ ہین ۔ ا ۔ ہ ۔ ط ۔ م ۔ ف ۔ ش ۔ ذ
ج ۔ ز ۔ ک ۔ س ۔ ق ۔ ث ۔ ظ ۔ ان حروف سے الفاظ اہطمفشذ
جزکسقثظ ۔ بنائے گئے ہین ۔ لفظ اول آتشی ہے ۔ اور لفظ دوم ہوائی
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا ۔ اسیطرح
حروف باردہ ۔ بہی ۱۴ ہین ج ز ک س ق ث ظ
د ۔ ح ۔ ل ۔ ع ۔ ر ۔ خ ۔ غ ۔ ان حروف سے الفاظ جزکسقثظ
دحلعرخغ ۔ بنائے گئے ہین ۔ لفظ اول ہوائی ہے ۔ اور لفظ دوم آبی
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا ۔ اسیطرح
حروف رطبہ ۔ ۱۴ ہین ۔ د ۔ ح ۔ ل ۔ ع ۔ ر ۔ خ ۔ غ
ب ۔ و ۔ ی ۔ ن ۔ ص ۔ ت ۔ ض ۔ ان حروف سے الفاظ دحلعرخغ
بوینصتض ۔ بنائے گئے ۔ لفظ اول آبی ہے ۔ اور لفظ دوم خاکی ۔
جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا ۔ اسیطرح
حروف یابسہ ۔ ۱۴ ہین ۔ ا ۔ ہ ۔ ط ۔ م ۔ ف ۔ ش ۔ ذ
ب ۔ و ۔ ی ۔ ن ۔ ص ۔ ت ۔ ض ۔ ان حروف سے الفاظ اہطمفشذ
بوینصتض ۔ بنائے گئے ہین ۔ لفظ اول آتشی ہے اور لفظ دوم خاکی جیساکہ بیان ماضیہ مین گزرا

ہم خیال کرتے ہین کہ متقدمین نے اس بیان مین صرف بنظر اختصار انہین چار الفاظ مرکبہ سے کام لیا ہے جو بیان ماضیہ مین گزرے ہین ۔ اس بیان کی خاص ابجد کا ذکر نہین کیا ۔ اور اصول بیان اس کا متقاضی ہے کہ اس کی خاص ابجد بیان کیجائے جس کا نام ابجد طبیعی ہونا چاہیئے ۔ اور ان الفاظ اور نام کی وضع کو متقدمین نے

ہمارے لئے چھوڑ دیا۔

صنائع تاریخ میں مورخ کو اس ابجد سے بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔

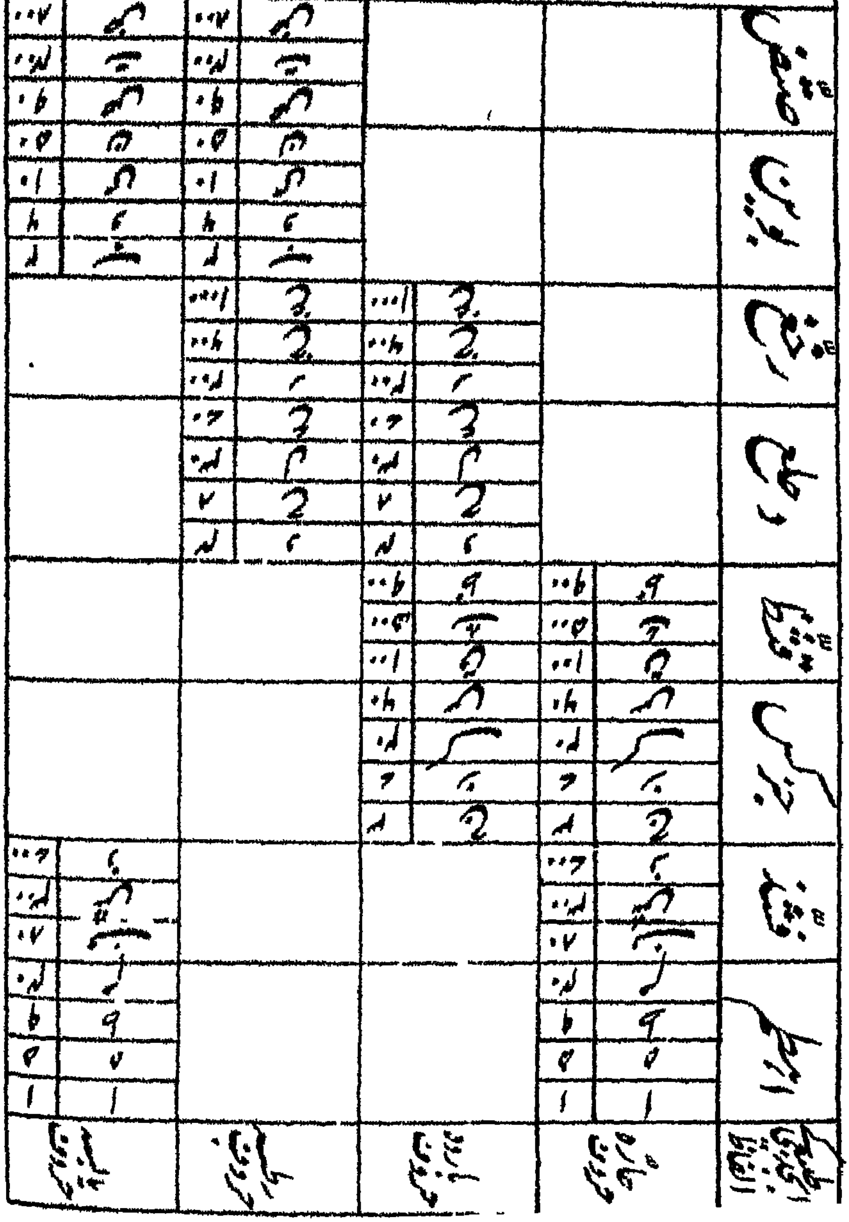

(۵) ابجد ابدان علماے جفر وغیرہم نے بلحاظ اعضاے جسمانی انسان ایک خاص ابجد وضع کی ہے جس کا تعلق اعضاے جسمانی انسان سے ہے۔

اس کے ۷ الفاظ وہی ہین جو ابجد سبعہ نمبر (۴) پر گزر چکے ہین۔

بدین لحاظ کہ آیندہ بیان کے سمجھنے مین ناظرین کتاب کو آسانی ہو ہم پہلے ایک نقشہ پیش کرتے ہین

الفاظ ابجد ابدان	ابجد	ہوزح	طیکل	منسع	فصقر	شتثخ	ذضظغ	مجموعہ حروف بلحاظ مراتب
[illegible]	ا	ہ	ط	م	ف	ش	ذ	اہطمفشذ
	۱	۵	۹	۴۰	۸۰	۳۰۰	۷۰۰	
[illegible]	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض	بوینصتض
	۲	۶	۱۰	۵۰	۹۰	۴۰۰	۸۰۰	
[illegible]	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ	جزکسقثظ
	۳	۷	۲۰	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۹۰۰	
[illegible]	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ	دحلعرخغ
	۴	۸	۳۰	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۱۰۰۰	

اکثر رسائل علم جفر میں اس کا ذکر ہے ۔ ان ساتوں الفاظ سے پہلے حرف کا تعلق انسان کے سر و دماغ متعلق ہے ۔ اور حرف دوم کا تعلق اس حصہ جسم انسانی سے ہے جو مقعد سے قدمین تک ہو ۔ اور تیسرے حرف کا تعلق رگ گردن سے سر فواد تک ۔ اور چوتھا حرف سر فواد سے سر ذکر تک ۔

متقدمین نے اس ابجد کے لئے کوئی نام تجویز نہیں کیا ۔ ہماری رائے میں اس کو ابجد ابدان کہنا چاہیئے ۔

عالمان فن نے چار مرکب الفاظ وضع کئے ہیں ۔ اور ہر ایک لفظ کو جسم کے ایک حصہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے ۔ اور یہ چاروں الفاظ نقشہ صدر کے آخر خانے میں بیان ہوئے ہیں ۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ للراس وما حولہ قیل (اہطمفشذ) وللمعد الی الافخاذ والقدمین (بویعصتض) وللاوداج الی راس الفواد (جزکسقثظ) ولراس الفواد الی راس الذکر (دحلعرخغ) یعنی سر اور اس کے متعلقات کے لئے لفظ نمبر (۱) ہے یعنی اس لفظ میں جتنے حروف ہیں وہ سر و دماغ سے متعلق ہیں ۔ اور مقعد سے قدمین تک کے لیے لفظ نمبر ۲ ۔ علی ہذا رگ گردن سے سر فواد تک کے لئے لفظ نمبر ۳ ۔ اسی طرح سر فواد سے سر ذکر تک کے لئے لفظ نمبر ۴ ۔

اور یہ چار الفاظ مرکبہ بھی وہی ہیں جن کا ذکر ابجد عناصر میں ہوا ہے ۔ اس ابجد کو بھی صنائع تاریخی سے بہت کچھ تعلق ہے ۔

(۳) اختلاف مذاہب جمل کا بیان

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ اہل جمل کے دو مذہب ہیں ۔ ایک مذہب مشارقہ

جس کے پیروون سے امام محمد غزالی اور شیخ احمد بونی وغیرہما ہین۔ دوسرا مذہب مغاربہ جس کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ ابوالحسن شاذلی اور ابن خلدون وغیرہم نے اختیار کیا تہا اوران دونون مذاہب کا اختلاف صرف چہہ حروف مین ہے۔ جس کو ہمنے نقشۂ ذیل مین دکہلایا ہے۔

نمبر	نام	عدد حسب مذہب مشارقہ	عدد حسب مذہب مغاربہ
۱	س	۶۰	۳۰۰
۲	ص	۹۰	۶۰
۳	ش	۳۰۰	۱۰۰۰
۴	ض	۸۰۰	۹۰
۵	ظ	۹۰۰	۸۰۰
۶	غ	۱۰۰۰	۹۰۰

نصر الوفائی الہورینی نے مقدمہ تاریخ ابن خلدون پر جو کہ مصر مین طبع ہوا ہے بضمن تصحیح لکہا ہے کہ ترتیب طبائع الحروف عند المغاربة غیر ترتیب المشارقة منہم الغزالی کما ان الجمل عندہم مخالف فی ستة احرف فان الصاد عندہم بستین والضاد بتسعین والسین المہملة بثلث مائة والظاء بثمان مائة۔ والغین بتسع مائة والشین بالف (انتہی) یعنی ترتیب طبائع حروف کی مغاربہ کے پاس برخلاف مشارقہ ہے۔ اور امام غزالی مشارقہ مین داخل ہین جیسا کہ ۶ حروف کے اعداد مین اختلاف ہے۔ پس صاد کے عدد مغاربہ کے پاس ۶۰ ہین

اور ضاد کے ۹۰ اور سین مہملہ کے ۳۰۰ اور ظاء معجمہ کے ۸۰۰ اور غین کے ۹۰۰ اور شین کے ۱۰۰۰ ہے۔

صاحب معدن الجواہر نے بحوالہ کتاب المطالع النصریہ للمطابع المصریہ فی اصول الخطیہ لکھا ہے کہ ان ما ذکرہ المحشی فی ترتیب الابجدیۃ من الشعر وغیرہ انما ہو علی طریقۃ المغاربۃ دون ما علیہ امام المشارقۃ الغزالی وغیرہ ویبتنی علی اختلاف الطریقتین الاختلاف فی اعدادہا بالجمل والخلاف بینہما فی اعداد ستۃ احرف وہی السین والصاد المہملتان والشین والضاد والظاء والغین المعجمات فالسین عندنا (ای عند المشارقۃ بستین وعندہم (ای عند المغاربۃ) بالثلث مائۃ التی ہی عدد الشین المعجمۃ عندنا وہی عندہم آخر الحروف بالالف الذی ہو عدد الغین عندنا وہی عندہم بالتسع مائۃ التی ہی عدد الظاء عندنا وہی عندہم بالثمانمائۃ التی ہی عدد الضاد عندنا وہی عندہم بالتسعین الذی ہو عدد الصاد عندنا وہی عندہم بستین عدد السین التی ابتدانا بہا (انتہی) یعنی یہ تحقیق جو کچھ ذکر کیا ہے محشی نے ترتیب حروف ابجد کے متعلق خواہ وہ شعر میں ہو یا غیر شعر میں سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ مغاربہ کا طریقہ ہے برخلاف مشارقہ کے جس میں امام مشارقہ غزالی وغیرہ ہیں اور اختلاف اعداد جمل کا مبنی ہے ان دونوں طریقوں کے اختلاف پہ جو صرف چھ حروف میں ہے اور وہ یہ ہیں سین اور صاد مہملہ اور شین اور ضاد اور ظاء اور غین معجمہ پس سین کے عدد ہمارے یعنی مشارقہ کے پاس ۶۰ ہیں اور مغاربہ کے پاس ۳۰۰ اور یہ ۳۰۰ ہمارے پاس شین کے عدد ہیں اور یہی

شین حرف آخر اور ہزار عدد کا ہے مغاربہ کے پاس اور ہزار عدد کا حرف ہمارے پاس غین ہے اور اسی غین کے عدد مغاربہ کے پاس ۹۰۰ ہین جو ہمارے پاس ظاء کے عدد ہین اور اسی ظاء کے عدد انکے پاس ۸۰۰ ہین جو ہمارے پاس ضاد کے عدد ہین اور اسی ضاد کے عدد ان کے پاس ۹۰ ہین جو ہمارے پاس صاد کے عدد ہین اور اسی صاد کے عدد ان کے پاس ۶۰ ہین جو ہمارے پاس سین کے عدد ہین جس سے ہم نے اس تقریر کی ابتدا کی (انتہیٰ)

ہم نے اختلاف مذاہب کا بیان صرف ناظرین کتاب و شائقین فن کی بصیرت بڑہانے کے لئے کیا ہے۔ فی زماننا جمہور متاخرین کا اتفاق مذہب مشارقہ پر ہے اور اسی سے کام لینا چاہیئے۔

حاصل یہ ہے کہ مذہب مشارقہ کی ابجد تو وہی ابجد نوحی ہے جس پر کل کا اتفاق ہے۔ اور مذہب مغاربہ کی ابجد باختلاف املا بعض الفاظ **ابجد ہوز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفض۔ قرست۔ ثخذ۔ ظغش۔** ہے

ہم نقشۂ ذیل مین دونون کا مقابلہ کرکے دکہلاتے ہین۔ اور یہ صرف ناظرین کتاب کی تفریح طبع کے لئے ہے۔

مذہب مشارقہ	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
مذہب مغاربہ	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

نزد مشارقہ	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰
نزد مغاربہ	ص	ع	ف	ض	ق	ر	س	ت	ث	خ	ذ	ظ	غ	ش
	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

اس نقشہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اختلاف مذاہب صرف سطر دوم مین ہے یعنی بعض عشرات و مآت و الف مین ۔

اب ہم حیران ہین کہ یا اللہ یہ اختلاف آخر کسی نہ کسی اصول پر مبنی ہونا چاہیئے تہا۔ اور کوئی ایک اصول اس اختلاف کا ذلب تک ہماری سمجھ مین آیا ہے اور نہ مغاربہ نے اس کا اشارہ کیا ہے ۔ ہم اس کتاب کے گزشتہ حصہ مین بذیل الفاظ جمل بیان کر آئے ہین کہ بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم علیہ السلام کے الفاظ۔ ابجد نوح کے سوا بیان کئے ہین۔ پس خیریت یہ ہوئی کہ کوئی خاص فرقہ ابجد آدم کا پیرو نہ بنا ورنہ ایک تیسرے اختلاف کیلئے ماخذ اور مادہ موجود تہا اور اس کے پیرو خلعت کہلانے کے مستحق ہوتے اس لئے کہ اون کی پیروی باوا آدم کی ابجد کو رواج دیتی ۔

حاصل یہ ہے کہ مشارقہ ہون یا مغاربہ دونون پر ناخلفی کا الزام ضرور عائد ہوتا ہے ۔ کیون کہ باوا آدم کی ابجد کو چھوڑ کر آدم ثانی کی پیروی مین لڑے ہین۔ لیکن مغاربہ یہ ضرور کہین گے کہ ہمنے اس اختلاف کو آدم ثانی ہی سے سیکھا ہے کہ اونہون نے باوا آدم کی خود پیروی نہین کی۔ لیکن وہ یہ نہین جانتے کہ چھوٹے باوا بھی اوستاد ازل کے شاگرد تھے جس نے بڑے

باواکی تعلیم کی تھی ۔

اگرچہ اہل جمل کے پاس یہ الفاظ اور اون کے حروف کے یہ اعداد متروک ہین لیکن اگر کسی نے اس قاعدہ پر عمل کرکے اس کی صراحت کردی تو وہ عمل قابل اعتراض نہ ہوگا ۔ اس لئے کہ بے شک ایک صحیح اصول پر اس کی بنیاد ہے ۔

اور جنکی زبانون مین فن جمل جاری نہین ہے وہ اسی کی مدد سے فن جمل کو اپنی زبان مین جاری کرسکتے ہین اور ہمنے حروف ابجد کے بیان مین اسکی جانب اشارہ بھی کیا ہے ۔

ایک اور اختلاف ہے جو بعض حروف کے اعداد مین اسوجہ سے پیدا ہوا ہے کہ رسم الخط نے اشکال حروف مین ضرورت کے لحاظ سے تبدیل کی ہے جیسے تاے مدوّرہ جو بعض مواقع مین بشکل ہاے ہملہ لکھی جاتی ہے یا الف ممدودہ پر ۔ رسم الخط عربی نے ایک کھڑا زبر بشکل الف ۔ اور فارسیون نے مد بڑھایا ہے ۔ بعضون نے ہمزہ کا ایک عدد محسوب کیا ہے وغیرہ وغیرہ ۔ الحاصل ان امورمین بھی مختلف مذاہب ہوچکے ہین ۔ لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ یہ اختلافات اصولی نہین ہین بلکہ فروعی ہین ۔ اور ہمارا یہ بیان اصولی اختلافات سے مخصوص ہے ۔ لہذا ہم ان فروعی اختلافات کو قواعد جمل کے ذیل مین بیان کرنا پسند کرتے ہین جہان ہر ایک حرف کے رسم الخط اور اعداد سے بحث کی گئی ہے ۔

(۴) اقسام جمل کا بیان

بیان عام اگرچہ بعض صاحبان تحقیق نے جمل کے صرف دو اقسام کا ذکر فرمایا ہے ایک جمل کبیر ۔ دوسری جمل صغیر ۔ اور بعض دقیقہ سنجون نے ایک تیسری قسم بھی

پیدا کرکے اوسکو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔ لیکن غور و تأمل سے معلوم ہوتا ہے
کہ درحقیقت جمل کے پانچ اقسام ہین (۱) جمل اصغر (۲) جمل صغیر (۳) جمل وسیط
(۴) جمل کبیر (۵) جمل اکبر۔ صاحب معدن الجواہر نے اقسام جمل مین ایک اور
قسم بھی پیدا کی ہے اور اس کو جمل تہجی سے موسوم فرمایا ہے لیکن ہم کو اس چھٹی
قسم سے اختلاف ہے۔ یہ وہی جمل ہے جس کو جمل آدم کہتے ہین جس کا ضروری
بیان ہم بیان الفاظ جمل مین تفصیلاً اور اختلاف مذاہب جمل مین اجمالاً کر آئے ہین
یعنی اہل تحقیق نے جس جمل کو ابو البشر آدم علیہ السلام کی جانب منسوب کیا ہے جس مین
حروف تہجی کا سلسلہ مروجہ قائم رکھکر اوس کے عدد اسی سلسلہ سے لئے جاتے ہین
وہی جمل آدم ہے اسی کو صاحب معدن الجواہر نے جمل تہجی کہا ہے۔ لیکن ہرگاہ جمل
تہجی یا جمل آدم کو اولاد آدم مین مقبولیت کا درجہ نصیب ہی نہین ہوا اور آدم
ثانی نوح علیہ السلام کے جمل نوحی کا رواج قرار پاگیا تو ہم کو اس باب مین جو ہمارا
جمل نوحی سے متعلق ہے جمل آدم کو اس کی ایک قسم قرار نہ دینا چاہئے اس لئے کہ
جمل آدم یا جمل تہجی اصول مین داخل ہے اور یہ بیان ذیلی ہے۔

اگر ہم اپنی کتاب کو صرف جمل تہجی ہی سے متعلق کرتے تو یہی تمام اقسام اسکے ذیل مین
بھی بیان ہوسکین گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے جمل آدم کا ذکر اصول جمل اور اختلاف
مذاہب کے بیان مین کیا۔ اور اقسام جمل کے بیان کو صرف جمل نوحی یعنی جمل مروجہ
کے ذیلی اقسام سے مخصوص رکھا ہے۔ پس پانچون اقسام مندرجہ بالا کو ہم ذیل مین
جدا جدا بیان کرتے ہین۔

(۱) جمل اصغر | ہمکو جمل اصغر کے بیان مین صاحب معدن الجواہر کی رائے کے ساتھ

پورا اتفاق ہے کہ جمل اصغر درحقیقت وہی ہے جس کو اہل حساب جفر وغیرہ نے جمل کبیر سے موسوم کیا ہے یعنی انہون نے جمل نوحی اور جمل مروجہ کے حروف ابجدی کے اعداد مین یہ التزام کیا ہے کہ جن حروف کو احاد سے تعلق ہے وہ انکو بحال خود چہوڑ دیتے ہین اور حروف متعلقۂ عشرات و مآت و الف کے اعداد کو ۱۲ یا ۹ پر تقسیم کرتے ہین اور بعد تقسیم جو کسر باقی رہجاتی ہے اوسکو حروف مذکور کا عدد قرار دیتے ہین مثلاً (ی) کے عدد ۱۰ ہین جس کو ۹ پر تقسیم کرنے سے ایک عدد بچ رہتا ہے تو (ی) کو ایک کا مساوی خیال کرتے ہین یعنی ی کا عدد بہی مثل الف کے ایک قرار دیتے ہین۔

اسی طرح ک کے عدد ۲۰ کو ۱۲ پر تقسیم کرتے ہین اور آٹہہ کی کسر جو بچ رہتی ہے اوسی کو ک کا عدد خیال کرتے ہین۔

پہلی صورت یعنی ۹ کو طرح دینے یا ۹ پر تقسیم کرنے کا بیان حاشیۂ اسمعیل قونوی متعلق بہ تفسیر بیضاوی مین ہوا ہے اور ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ مین اسکا ضابطہ لکہا ہے۔

دوسری صورت یعنی ۱۲ کو طرح دینے یا ۱۲ پر تقسیم کرنے کا بیان بہی حاشیۂ قونوی مین مذکور ہے پس جب کہ ان دونون طریقون سے اصل عدد حروف ابجد کا گہٹ کر ایک قلیل تعداد پر باقی رہجاتا ہے تو اوس کو جمل اصغر کہنا مناسب ہے نہ جمل کبیر اس نام مین ہمارا اور اون کا اختلاف صرف اعتباری ہے اور بس۔

ذیل مین الف اور ب کے نام سے دو نقشے دیئے جاتے ہین جن سے جمل اصغر کے اعداد ہر ایک حرف ابجدی کے مقابلہ مین معلوم ہو سکتے ہین۔

نقشۂ الف متعلق بہ طرح ۹

اعداد ابجد جمل	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
اعداد باقیات ابجد بعد طرح ۹	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	غ								
	۱								

نقشۂ ب متعلق بہ طرح ۱۲

ابجد جمل ۱۲	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
بعد طرح ۱۲	٠	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	٠
		۸	۶	۴	۲	٠	۱۰	۸	۶	
	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	٠
	۴	۸	٠	۴	۸	٠	۴	۸	٠	
	غ									
	۴									

ان دونون نقشون کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ جمل اصغر مین بعض حروف کے عدد تو بحال خود قائم رہے جیسے نقشۂ (الف) مین ا ب ج د ہ و ز ح ط اور نقشۂ (ب) مین ان حروف کے سوا حرف ی بھی بحال خود رہا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان حروف کے اعداد مین ۹ کے طرح دینے کی گنجایش ہی نہ تھی اور نہ ۱۲ کا طرح دینا ممکن تھا۔

اسی جمل اصغر مین اکثر حروف کے اعداد بعد طرح ۹ یا ۱۲ گھٹ کر عشرات اور مآت اور الف کے درجہ سے احاد مین آگئی جیسے نقشۂ (الف) مین ی سے آخر تک۔ اور نقشۂ (ب) مین۔ ک۔ ل۔ م۔ ن۔ ع۔ ف۔ ص۔ ق۔ ر۔ ت۔ ث۔ ذ۔ ض۔ غ۔

اسی جمل اصغر سے بعض حروف کے اعداد ۱۲ کے طرح دینے کے بعد کچھ نہ رہے۔ جیسے نقشۂ (ب) مین۔ س۔ ش۔ خ۔ ظ۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر ہم جمل اصغر کے قاعدہ سے کوئی تاریخ لکھین تو ہمکو بعض حروف کے عدد ہیچ لینے ہونگے اور باقی ماندہ حروف کے عدد عموماً احاد ہی لینی پڑینگے بعض ناظرین کے دل مین یہ خیال ضرور آویگا کہ صرف احاد سے سنہ تاریخ کا حاصل ہونا بہت دشوار ہوگا۔ ہم اون کو اطمینان دلاتے ہین کہ اس کتاب کی فصل اول متعلقہ باب دوم مین صنائع تاریخ کے پڑہنے کے بعد اونکو تسکین ہو جاوے گی کہ صرف احاد سے بھی تاریخ لکھی جا سکتی ہے۔ یا اگر ہم کو کوئی مبسوط تاریخ نثر مین لکھنے کا اتفاق ہو تو اوس وقت بھی جمل اصغر سے بخوبی کام لیا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ تاریخ صرف نظم سے مخصوص نہین ہے۔

اس موقعپر البتہ ایک بات کھٹکتی ہے کہ نقشۂ (الف) مین ط کا عدد ۹ کیونکر قائم رکھا گیا۔ اور نقشہ (ب) مین س۔ ش۔ خ۔ ظ۔ کو عدد دینے سے کیون محروم کیا گیا۔ اگر س کے عدد۔ ۶۰۔ کو ۱۲ پر تقسیم کرنے یا ۱۲ کو اسمین طرح دینے

کے بعد اس کی کسرات کچھ نہ باقی رہیں اور اس وجہ سے اس کو بے عدد قرار دیا گیا
تو ط کے عدد میں ۹ کو طرح دینے کے بعد بھی وہی نتیجہ حاصل ہوتا تھا یعنی ط کو
بھی بے عدد قرار دیا جا سکتا تھا درحالیکہ نقشہ (الف) میں ط کا عدد ۹ قائم کیا
گیا ہے۔ اور نقشہ (ب) میں س ساقط العدد ہے۔ اس کے متعلق ہم بجز اس کے
اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ واضع قاعدہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اور ایسا ہی عمل کیا گیا
اگر آج ہم اپنی رائے سے اس قاعدہ میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہوں تو ط کو بھی ساقط
العدد قرار دے سکتے ہیں۔

ہماری ذاتی رائے ط کی نسبت بھی یہی ہے کہ بقاعدۂ جمل اصغر اس کو ساقط العدد
قرار دینا چاہیئے۔ اگرچہ صاحب معدن الجواہر اس جزئیہ میں ساکت ہیں۔
اور متقدمین کا مذہب بھی اس کے خلاف ہے۔

(۳) جمل صغیر | جمل صغیر کو متقدمین نے زُبر بھی کہا ہے۔ زُبر بضمتین زبان عربی کا لفظ ہے
زبور کی جمع اور زبر بفتح اول بمعنی نوشتہ و کتاب۔ اور اصطلاح اہل جمل میں زُبر یا جمل صغیر اسم
حروف کے پہلے حرف کے عدد کو کہتے ہیں جس کا نام مسمّٰی ہے مثلاً ب کا اسم ملفوظ باے
اور ج کا اسم ملفوظ (جیم) اور د کا اسم ملفوظ (دال) پس لفظ جیم سے صرف حرف
ج اور لفظ دال سے صرف حرف د کا عدد تو زُبر ہے اور باقی دو دو حروف یعنی
ی م یا ا ل کے اعداد کو بیّنات کہتے ہیں۔ بیّنات کی تفصیل بیان جمل وسیط میں
ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ جمل صغیر کو اقسام جمل کی تعریفات کے لحاظ سے درحقیقت
فن جمل کا ایک اصول عام مانا گیا ہے لیکن بدیں وجہ کہ اقسام جمل مختلف اعتبارات
سے جدے جدے بیان ہوسکتے ہیں ہم نے جمل صغیر کو بھی جمل اصغر کے بعد بطور قسم

جمل بیان کر دینا مناسب سمجھا۔ اور یہ تقسیم اور تعریفات خود اس بات کی متقاضی ہین کہ جمل صغیر کو دوسرے درجہ مین بیان کرین۔ اگر اس تقسیم اور تعریفات مختلفہ اقسام جمل سے قطع نظر کی جاوے۔ اور اون اقسام کو صنائع جمل مین شامل کیا جاوے تو خود اصل فن کا نام جمل صغیر قرار پاوے گا۔ لیکن چون کہ متقدمین نے جمل صغیر کے مقابلہ مین جمل وسیط و کبیر کو بھی بیان کیا ہے لہذا ہم اصول تقسیم مین اونہین کی پیروی کرتے ہین۔ اور جمل صغیر کو اقسام جمل ہی مین شمار کرتے ہین۔

میر عبد الرشید تتوی نے منتخب اللغات شاہجہانی مین اور صاحب غیاث اللغات نے لفظ بینات کے ضمن مین اور نیز صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر کیا ہے (افادہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین فرمایا ہے کہ فالزبر عبارۃ عن کلمۃ فصاعداً مساویۃ لکلمۃ اخرے فی حساب الجمل کالصلح ۱۵۹ والنزاع ۱۵۹ والصباح ۱۳۲ والمسبار ۱۳۲ (الی آخرہ) صاحب غزلان الہند نے لکھا ہے اور قریب قریب تحریر آزاد بلگرامی کا یہی ترجمہ ہے کہ زبر بزاے معجمہ مضمومہ و باے موحدہ مفتوحہ و راے مہملہ عبارت ہے دو کلمہ مساوی الاعداد سے یا دو مساوی الاعداد زائد از کلمہ سے جیسے لفظ کل جس کے عدد (۵۰) ہین اور لفظ ہمہ جس کے عدد بھی (۵۰) ہین یا (اول من آمن) جس کے عدد ۲۱۸ ہین اور (علی ابن ابی طالب) اس کے عدد بھی ۲۱۸ ہین۔

ہم عرض کرتے ہین کہ لفظ زبر کے یہ دوسرے معنی ہین اور فن جمل ہی سے اسکا بھی تعلق ہے اور اس خاص بیان مین صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جمل صغیر کی تعریف کے لحاظ سے لفظ زبر باعتبار اپنے پہلے معنی کے جمل صغیر کا مرادف ہے اور دوسرے معنی کا ذکر بطور افادہ کے کیا ہے۔

بعض استادون نے اسی قاعدۂ زبر سے اپنے ممدوح کی مدح کی ہے یا دشمن کی ہجو۔ اور اسی مقابلۂ اعداد مین یہ صنعت بھی داخل کی ہے کہ ایک لفظ کے عدد توبقاعدہ زبر لیے ہین اور دوسرے لفظ مقابل کے عدد بقاعدہ بیّنات اور یہ اس لیے زیادہ تر خوشنما ہے کہ زبر اور بینات یعنی جمل صغیر و وسیط دونون باعتبار مساوات عدد دوسرے معنون کے لحاظ سے زبر کہلاتے ہین۔ مثلاً فیضی فیاضی نے شہنشاہ اکبر کی تعریف مین ایک رباعی لکھی ہے جس کو ہم ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

نورے کہ ز مہر عالم آرا پیداست		از جبہۂ شاہنشہ والا پیداست
اکبر کہ ز آفتاب نسبت دارد		این نکتہ ز بیّنات اسما پیداست

محققین اہل جمل نے اس رباعی پر خوب طبع آزمائیان فرمائی ہین صاحب مخمص تسلیم فرماتے ہین کہ۔ ا۔ ک۔ ب۔ ر۔ کے اعداد زبر ۲۲۳ ہین اور آفتاب کے بیّنات کا مجموعہ بھی ۲۲۳ ہے۔ پس مصرع چہارم مین لفظ اسما خلل انداز ہے کیونکہ اعداد اکبر تو زبر مین لیے گئے ہین۔ اور اعداد آفتاب بیّنات مین پس گمان خطا فیضی کی جانب نہین ہے بلکہ تحریف کاتب پر یقین ہے۔

صاحب معدن الجواہر کا ارشاد ہے کہ از فیضی فیاضی در مصرع چہارم این رباعی سہو و تسامح راہ یافتہ زیرا کہ درین جا بینات اسما نیست بلکہ زبر یک اسم و بینات یک اسم است۔ فافہم

مؤلف ہیچمدان عرض کرتا ہے کہ یا ایہا المولفون لا باس علیہ۔ فیضی نے ٹھیک لکھا ہے اور اسی ایک رباعی سے اس کی خبر ملتی ہے کہ وہ فن جمل کا استاد تھا۔

ہم اوپر عرض کر چکے ہین کہ استادان فن جمل نے اپنے ممدوح کی ستائش مین

زُبر سے کام لیا ہے یعنی کسی ایک لفظ ہم عدد نام ممدوح کو اس سے منسوب کر کے اوسکی تعریف کی ہے اور فیضی نے اس مقابلہ مین یہ خاص لطف رکھا ہے کہ اکبر کے عدد تو قاعدۂ زبر یعنی جمل صغیر سے لئے ہین۔ اور آفتاب کے عدد قاعدۂ بیّنات یعنی جمل وسیط سے۔ اور دونو کے اتحاد کو ظاہر کر کے یہ لطف دکھلایا ہے کہ مہر عالم آرا یعنی آفتاب کے بیّنات مین جو بات ہے وہ صرف ہمارے شہنشاہ کے زُبر سے ظاہر ہے۔ اور لفظی مقابلہ یون کیا ہے کہ جو نور مہر عالم آرا سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہمارے شہنشاہ کے صرف ناصیہ سے روشن ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس تشبیہ لفظی وعددی مین بڑی خوبی ہے۔ اب رہی الفاظ بیّنات اسمار کی اشکال جو دونون مولفین کو واقع ہے اوس کی نسبت ہم کہتے ہین کہ کچھہ اشکال نہین ہے ان بزرگون نے اسمار سے اکبر اور آفتاب مراد لیا ہے اور یہ جو اعتراض فرمایا ہے کہ اکبر اور آفتاب کے بیّنات مین اتحاد نہین ہے بلکہ اکبر کے زبر اور آفتاب کے بیّنات مین اتحاد ہے اس لئے بیان خلاف واقعہ ہے۔ ہم عرض کرتے ہین کہ اصطلاح جمل مین مسمّی زبر کو کہتے ہین۔ اور اسم بینات کو۔ اور اسم حرف۔ حرف ملفوظ کا نام ہے۔ جیسے ب کا اسم حرف با ہے اور (ا) کا اسم حرف (الف) پس استاد فیضی کا مقصود اسمار سے اسمار حروف آفتاب ہے یعنی ہر ایک کا بینات۔ مثلاً حروف آفتاب ۵ ہین۔ الف۔ فا۔ تا۔ الف۔ با۔ ان پانچون حروف ملفوظی کے زُبر کو تو چھوڑ دو جس کا نام مسمی ہے۔ اور بینات محسوب کرو جس کو اسم بھی کہتے ہین۔ اور ظاہر ہے کہ پانچون حروف کے بیّنات کو اسما کہنا صحیح ہے پس بینات اسمائے حروف آفتاب (لف۔ ا۔ ا۔ لف ا) کے مجموعی عدد ۲۲۳ مساوی ہین ناصیۂ اکبر یعنی زُبر لفظ اکبر کے۔ بدین وجہ کہ بیّنات کا مرادف اسمار ہے اور ہر حرف کے

ملفوظ کو اسم حرف بھی کہتے ہیں۔ اس مصرع آخر میں رعایت لفظی بھی ہے اور بذیں وجہ کہ آفتاب کو سعد اکبر بھی کہتے ہیں۔ اکبر کے ساتھ اس کی نسبت بڑی لطف خیز ہے حاصل یہ ہے کہ جس طرح سعد اکبر یعنی آفتاب کے بیّنات کا مقابلہ اکبر کے زُبر سے ہوتا ہے اسی طرح آفتاب کی ذات میں جو نور ہے وہ اکبر کے صرف ناصیہ میں موجود ہے

(۳) جمل وسیط | وسیط زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی متوسط۔ اصطلاح جمل میں جمل وسیط اور بیّنات دونوں مترادف ہیں۔ اسم حرف سے پہلے حرف کو چھوڑ کر باقی حروف کے اعداد کا نام بیّنات ہے۔ مثلاً حرف (ا) کا اسم ملفوظ (الف) ہے اور لفظ الف سے پہلا حرف چھوڑ کر ل اور ف کے اعداد کا مجموعہ (۱۱۰) بیّنات ہے اور اسکو اسم بھی کہتے ہیں۔ صاحب منتخب اللغات بذیل لفظ زبر فرماتے ہیں کہ "زبر بضمتین حرف اول اسمائے تہجی ست وسوائے آن حرف کہ در تلفظ می آید بینہ است" ان کے طرز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسم ملفوظ حرف کے دوسرے یا دوسرے اور تیسرے حرف کا نام بیّنہ ہے۔ برخلاف اس کے صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ "بینات نوعے از حساب اعداد حروف ابجد ست وآن چنان باشد کہ اسم ہر حرف باعتبار تلفظ گیرند یعنی حروف دو حرفی را دو حرف گرفتہ جزو اول را کہ مسمی اوست ترک کنند وجزو ثانی کہ الف ست باقی ماند از آن یک عدد او باشد و ہم چنین از حروف سہ حرفی حرف اول را ترک کردہ دو حرف کہ باقی ماند اعداد آنہا را بگیرند (الخ)" صاحب معدن الجواہر نے بھی بیّنات کو جمل وسیط کا مترادف کہا ہے یعنی آپ کو بالمعنی صاحب غیاث کی رائے سے اتفاق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اہل جمل نے جمل وسیط کو جمل اوسط بھی کہا ہے۔ خیال رہے کہ ضمن میں ہم ایک

نقشہ ہدیہ ناظرین کرینگے جس کے ملاحظہ سے ہرایک حرف کے مقابل اوس کے اعداد بلحاظ جمل صغیر و وسیط و کبیر واضح ہون گے سردست اس مقام پر ایک نقشہ اعداد حروف کا بحسب قاعدہ جمل وسیط پیش کیا جاتا ہے۔

اسم حرف	الف			با			جیم			دال			ھا			واو			زا		
حروف	ل	ف	جملہ	ا			ی	م	جملہ	ا	ل	جملہ	ا			ا	و	جملہ	ا		
اعداد	۳۰	۸۰	۱۱۰	۱			۱۰	۴۰	۵۰	۱	۳۰	۳۱	۱			۱	۶	۷	۱		
اسم حرف	حا			طا			یا			کاف			لام			میم			نون		
حروف	ا			ا			ا			ا	ف	جملہ	ا	م	جملہ	ی	م	جملہ	و	ن	جملہ
اعداد	۱			۱			۱			۱	۸۰	۸۱	۱	۴۰	۴۱	۱۰	۴۰	۵۰	۶	۵۰	۵۶
اسم حرف	سین			عین			فا			صاد			قاف			را			شین		
حروف	ی	ن	جملہ	ی	ن	جملہ	ا			ا	د	جملہ	ا	ف	جملہ	ا			ی	ن	جملہ
اعداد	۱۰	۵۰	۶۰	۱۰	۵۰	۶۰	۱			۱	۴	۵	۱	۸۰	۸۱	۱			۱۰	۵۰	۶۰
اسم حرف	تا			ثا			خا			ذال			ضاد			ظا			غین		
حروف	ا			ا			ا			ا	ل	جملہ	ا	د	جملہ	ا			ی	ن	جملہ
اعداد	۱			۱			۱			۱	۳۰	۳۱	۱	۴	۵	۱			۱۰	۵۰	۶۰

نقشۂ بالا کی خانہ پری ہم نے عربی حروف کے تلفظ کے لحاظ سے کی ہے۔ اور ان ۲۸ حروف کی نسبت فارسی تلفظ بھی وہی ہے اور فارسی مین سوائے حروف مندرجہ نقشۂ مذکور پا۔ چیم۔ ژا۔ گاف۔ کا جمل وسیط یا بیّنات وہی ہوگا جو کہ با جیم زا۔ کاف کے ذیل مین لکھا گیا ہے۔

لیکن جب زبان اردو مین جمل وسیط یا بیّنات پر عمل کیا جاوے تو حروف ذیل کا بیّنات نقشۂ بالا کے خلاف ہوگا اس لئے کہ ۱۷ حروف کا تلفظ اردو مین خلاف عربی و فارسی ہے اور صرف انہین حروف کو نقشۂ ذیل کے ذریعہ سے دکھلایا گیا ہے۔

ب یا پ		ت یا ٹ		ث	چ	ح	خ	ر یا ڑ	
بے۔ پے		تے۔ ٹے		ثے	چے	حے	خے	رے۔ ڑے	
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
ز یا ژ		ط	ظ	ف	ہ	ی			
زے۔ ژے		طوے	ظوے	فے	ہے	یے			
۱۰	۱۰	۱۲	۱۲	۱۰	۱۰	۱۰			

بعض محققین کا خیال ہے کہ ان ۱۷ حروف کا جمل وسیط یا بیّنات اردو زبان مین حقیقت لفظ کے لحاظ سے ہوگا مثلاً اگر لفظ (قدر) جو زبان عربی کا لفظ ہے اردو مین مستعمل ہوا ہو تو (را) کا بیّنات بقاعدہ عربی (۱) ہوگا نہ بقاعدۂ اردو (۱۰) اسی طرح اگر لفظ (چمن) کا استعمال اردو مین ہوا ہو تو (چیم) کا بیّنات بقاعدہ فارسی جو عربی کے مطابق ہے (۵۰) ہوگا نہ بقاعدۂ اردو (۱۰)۔ اکثر اہل فن نے اس نزاکت کی جانب توجہ ہی نہین فرمائی بعض نے اس لئے اس بحث کو چھوڑ دیا کہ اس فن کو زبان اردو مین

لانا ہی پسند نہین فرمایا۔ بعض نے اس لئے سکوت اختیار فرمایا کہ اونکی تالیف اگرچہ ہندوستان مین شائع ہوئی لیکن زبان فارسی مین تھی انہون نے ضرورت زبان اردو کا خیال ہی نہین کیا۔

ہم یہ کہتے ہین کہ ہرگاہ اس فن کا رواج زبان اردو مین ہوچکا ہے تو ہماری رائے یہ ہے کہ حروف کا تلفظ خواہ وہ حرف زبان عربی کا ہو یا فارسی کا۔ ہماری اردو زبان مین جسطرح ہوتا ہو اوسی کے اعتبار سے بیّنات تجویز ہونا چاہیئے۔ مانا کہ (ث) عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی تلفظ مین اسکو (ثا) کہتے ہین اور فارسیون نے بھی اس کو (ثا) کہا ہے لیکن جب اردو زبان مین اس کا تلفظ (ثے) ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کا جمل وسیط یا بیّنات بلحاظ تلفظ عربی و فارسی (۱) لین اور بلحاظ تلفظ اردو (۱۰) نہ لین۔ بعض متاخرین کا یہ خیال ہے کہ صرف (ٹ)(ڈ)(ڑ) کے متعلق یہ عمل رہے اس لئے کہ (ٹ)(ڈ)(ڑ) زبان اردو کے خاص حروف ہین اور باقی حروف مین قاعدہ عربی و فارسی کی پابندی کی جاوے ہم کو اس آخر الذکر گروہ سے بھی اختلاف ہے اس لئے کہ (ٹ)(ڈ)(ڑ) اگرچہ اردو کے خاص حروف ہین جو فارسی اور عربی مین نہین ہین لیکن (ت) اور (ر) یا اور اکثر حروف کی نسبت یہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ زبان اردو کے حروف نہین ہین اصول ایک اختیار کرنا چاہیئے۔

(۴) جمل کبیر بقول صاحب معدن الجواہر جمل کبیر مجموعہ ہے جمل صغیر اور جمل وسیط کا اور مرادف ہے زبر و بیّنات کا۔ یعنی ہر حرف کے اسم ملفوظی کے کل اعداد حروف کو اہل جمل نے جمل کبیر سے نامزد کیا ہے اور اس کو جمل کبیر کہنا اس لئے درست ہے

کہ یہ شامل ہے صغیر و وسیط پر۔ ہم جمل اصغر کے بیان میں کہہ آئے ہیں کہ اہل جفر نے جمل کبیر کی تعریف وہ بیان کی تھی جو جمل اصغر پر گذری لیکن شائقین فن جمل خود اس بات کا تصفیہ فرما سکتے ہیں کہ تعریف کے لحاظ سے کس قسم کے لئے کونسا نام مناسب ہے بعض محققین نے تعریف قدیمہ کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ قسم درحقیقت جمل کبیر ہے بعض نے اس کو صرف زبر و بینات کہا ہے اور بعض نے جمل جامع غیر وسیط اسکا نام رکھا ہے لیکن جب کہ تعریفات ہمارے روبرو ہیں تو ہم کو پرانی لکیر کے فقیر بن کر غلطی کی پیروی کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے ۔

جن حضرات نے جمل اصغر کا نام جمل کبیر رکھا ہے اونہوں نے اسپر غور نہیں فرمایا کہ ہرگاہ خود اونہوں نے زبر کو جمل صغیر اور بینات کو جمل وسیط کہا ہے تو پھر جامع زبر و بینات کا نام بھی آخر کچھ ہونا چاہیئے یا نہیں جس اصول نے اون کو اسپر مجبور کیا کہ زبر کو جمل صغیر کہیں اور بینات کا جمل وسیط نام رکھیں وہی اصول ہم کو مجبور کرتا ہے کہ (جامع زبر و بینات) کا نام جمل کبیر کہا جاوے اور وہی اس کا متقاضی تھا کہ ہم قسم اول کو جمل اصغر سے موسوم کریں ۔ اس لئے کہ قسم اول کا درجہ باعتبار قلت اعداد جمل صغیر سے بھی کم ہے ۔

نقشہ ذیل ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس کا ہر ایک خانہ حامل اعداد جمل کبیر ہے ۔

با	[illegible]	۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	ا	۱		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
				[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		ا	۱		ا	۱
	ا	۱		ا	۱		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]						
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	ا	۱		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]		ا	۱		ا	۱		ا	۱
				[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
	ا	۱		ا	۱		ا	۱		ا	۱
	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۱	[illegible]	[illegible]	۱۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]		ا	۱		ا	۱		ا	۱
	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]									
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	ا	۱		ا	۱		[illegible]	[illegible]		ا	۱
	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		ا	۱		[illegible]	[illegible]
							[illegible]	[illegible]			
[illegible]	[illegible]	۱۱۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]		ا	۱		[illegible]	[illegible]		ا	۱
	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
	ا	۱					[illegible]	[illegible]			

جمل وسیط کے گزشتہ بیان میں ۱۷ حروف کے تلفظ اردو کی نسبت جو بحث چھیڑی گئی ہے وہ درحقیقت جمل کبیر سے بھی متعلق ہے ۔

ہماری رائے کے مطابق زبان اردو میں ان ۱۷ حروف کا جمل کبیر حسب نقشۂ ذیل ہونا چاہیے

<table>
<tr><td colspan="3">ب یا پ</td><td colspan="3">ت یا ٹ</td><td colspan="3">ث</td><td colspan="3">ج</td></tr>
<tr><td colspan="3">بے یا پے</td><td colspan="3">تے یا ٹے</td><td colspan="3">ثے</td><td colspan="3">جے</td></tr>
<tr><td>ب</td><td>ی</td><td>میزان</td><td>ت</td><td>ی</td><td>میزان</td><td>ث</td><td>ی</td><td>میزان</td><td>ج</td><td>ی</td><td>میزان</td></tr>
<tr><td>۲</td><td>۱۰</td><td>۱۲</td><td>۴۰۰</td><td>۱۰</td><td>۴۱۰</td><td>۵۰۰</td><td>۱۰</td><td>۵۱۰</td><td>۳</td><td>۱۰</td><td>۱۳</td></tr>
</table>

<table>
<tr><td colspan="3">ح</td><td colspan="3">خ</td><td colspan="3">ر یا ڑ</td><td colspan="3">ز یا ژ</td></tr>
<tr><td colspan="3">حے</td><td colspan="3">خے</td><td colspan="3">رے یا ڑے</td><td colspan="3">زے یا ژے</td></tr>
<tr><td>ح</td><td>ی</td><td>میزان</td><td>خ</td><td>ی</td><td>میزان</td><td>ر</td><td>ی</td><td>میزان</td><td>ز</td><td>ی</td><td>میزان</td></tr>
<tr><td>۸</td><td>۱۰</td><td>۱۸</td><td>۶۰۰</td><td>۱۰</td><td>۶۱۰</td><td>۲۰۰</td><td>۱۰</td><td>۲۱۰</td><td>۷</td><td>۱۰</td><td>۱۷</td></tr>
</table>

<table>
<tr><td colspan="4">ط</td><td colspan="4">ظ</td><td colspan="3">ف</td><td colspan="3">ہ</td></tr>
<tr><td colspan="4">طوے</td><td colspan="4">ظوے</td><td colspan="3">فے</td><td colspan="3">ہے</td></tr>
<tr><td>ط</td><td>و</td><td>ے</td><td>میزان</td><td>ظ</td><td>و</td><td>ے</td><td>میزان</td><td>ف</td><td>ی</td><td>میزان</td><td>ہ</td><td>ی</td><td>میزان</td></tr>
<tr><td>۹</td><td>۶</td><td>۱۰</td><td>۲۵</td><td>۹۰۰</td><td>۶</td><td>۱۰</td><td>۹۱۶</td><td>۸۰</td><td>۱۰</td><td>۹۰</td><td>۵</td><td>۱۰</td><td>۱۵</td></tr>
</table>

<table>
<tr><td colspan="3">ی</td></tr>
<tr><td colspan="3">یے</td></tr>
<tr><td>ی</td><td>ی</td><td>میزان</td></tr>
<tr><td>۱۰</td><td>۱۰</td><td>۲۰</td></tr>
</table>

(۵) جمل اکبر لفظ کبیر کے مقابلہ مین لفظ اکبر خود اس قسم کے وجہ تسمیہ کی تعریف کر رہا ہے چونکہ اس قسم جمل مین ایک حرف کے اعداد زبر و بینات یا جمل کبیر سے بھی تجاوز اور ترقی کرتے ہین لہذا اہل فن نے اصطلاح جمل مین اس کا نام جمل اکبر رکھا۔ علمائے عرب اس قسم کے موجد ہین۔ اس طرح پر کہ ایک حرف کے عدد جمل کو زبان عربی مین لکھتے ہین اور اس مکتوب کے اعداد کو اوس حرف کا عدد قرار دیتے ہین۔

مثلاً حرف (ا) کا عدد ایک ہے اور اس کو عربی مین احد کہتے ہین اور احد کے عدد بقاعدہ جمل ۱۳ ہین۔ تو الف کو مساوی ۱۳ کا قرار دیا جاتا ہے۔

ہم عرض کرتے ہین کہ جمل اکبر کی رو سے ہر ایک زبان مین ہر ایک حرف کے اعداد مختلف ہون گے۔

نقشۂ ذیل صرف زبان عربی اور فارسی اور اردو کی مثال ہے

حروف	عدد	تلفظ عدد بزبان عربی	عدد جمل	تلفظ عدد بزبان فارسی	عدد جمل	تلفظ عدد بزبان اردو	عدد جمل
ا	۱	احد	۱۳	یک	۳۰	ایک	۳۱
ب	۲	اثنان	۶۰۲	دو	۱۰	دو	۱۰
ج	۳	ثلاثۃ	۱۴۳۱	سہ	۶۳	تین	۴۶۰
د	۴	اربعۃ	۶۷۳	چہار	۲۰۹	چار	۲۰۴
ہ	۵	خمسۃ	۱۱۰۰	پنج	۵۵	پانچ	۵۶
و	۶	ستۃ	۸۶۰	شش	۶۰۰	چھ	۸
ز	۷	سبعۃ	۷۳۲	ہفت	۴۸۵	سات	۴۶۱

ح	۸	ثمانیة	۱۰۰۱	هشت	۷۰۵	آٹھ	۴۰۶
ط	۹	تسعة	۹۳۰	نه	۵۵	نو	۵۶
ی	۱۰	عشرة	۹۷۰	ده	۹	دس	۶۴
ک	۲۰	عشرین	۶۳۰	بست	۴۶۲	بیس	۷۲
ل	۳۰	ثلاثین	۱۰۹۱	سی	۷۰	تیس	۴۷۰
م	۴۰	اربعین	۳۳۳	چهل	۳۸	چالیس	۱۰۴
ن	۵۰	خمسین	۷۶۰	پنجاه	۶۱	پچاس	۶۶
س	۶۰	ستین	۵۲۰	شصت	۷۹۰	ساٹھ	۴۶۶
ع	۷۰	سبعین	۱۹۲	هفتاد	۴۹۰	ستّر	۶۶۰
ف	۸۰	ثمانین	۶۵۱	هشتاد	۷۱۰	اسّی	۷۱
ص	۹۰	تسعین	۵۹۰	نود	۶۰	نوّے	۶۶
ق	۱۰۰	مائة	۴۵۱	صد	۹۴	سو	۶۶
ر	۲۰۰	مائتین	۵۱۱	دوصد	۱۰۴	دوسو	۷۶
ش	۳۰۰	ثلاث مائة	۱۴۸۲	سه صد	۱۵۹	تین سو	۵۲۶
ت	۴۰۰	اربع مائة	۷۲۴	چهار صد	۳۰۳	چارسو	۲۷۰
ث	۵۰۰	خمس مائة	۱۱۵۱	پنجصد	۱۴۹	پانسو	۱۱۹
خ	۶۰۰	ستمائة	۹۱۱	ششصد	۶۹۴	چھ سو	۶۴
ذ	۷۰۰	سبع مائة	۵۸۳	هفتصد	۵۷۹	سات سو	۵۲۷
ض	۸۰۰	ثمان مائة	۱۰۴۲	هشتصد	۷۹۹	آٹھ سو	۴۷۲

ظ	۹۰۰	تسع مائة	۹۸۱	نہصد	۱۴۹	نوسو	۱۲۲
غ	۱۰۰۰	الف	۱۱۱	ہزار	۲۱۳	ہزار	۲۱۳

جمل اکبر فارسی مین پنجصد کے عوض پانصد کے عدد لینا یا چارصد کے عوض چارصد کے عدد بلحاظ محاورہ زبان فارسی محسوب کرنا درست اور جائز ہے اوراسی قسم کا تصرف ہر ایک زبان کے محاورہ کے لحاظ سے ہوسکتا ہے

فارسیون نے جمل اکبر مین ایک نئی ایجاد کی ہے اور اس کو فن معمیٰ مین داخل کیا ہے جیسا کہ مولانا ۔ جامی علیہ الرحمہ کا معمّا ے اسم طیّب اس کی مثال ہے وہو ہذا (ـہ) نام یارم سہ حرف دان بے ریخ ؛ ز ہر یکے در حساب پنجہ وپنج ؛ لفظ طیّب کو لیجیئے جس مین ۳ حرف ہین ۔ط ۔ی ۔ب ۔ (ط) کے عدد نو ہین جس کو فارسی مین نُہ کہتے ہین اور نُہ کے عدد (۵۵) ہین بقاعدہ جمل اکبر ۔ پھر (ی) کو لیجیئے جس کے عدد (۱۰) ہین دس کو فارسی مین دہ کہتے ہین اور دہ کے عدد مجموعی (۹) ہین اور نو کو فارسی مین نُہ کہتے ہین اور نُہ کے اعداد (۵۵) ہین پھر (ب) کو لیجیئے جس کے عدد (۲) ہین اور دو کو فارسی مین دو ہی کہتے ہین ۔ اور لفظ دو کے عدد (۱۰) ہین اور ۱۰ کو فارسی مین دہ کہتے ہین اور لفظ دہ کے عدد (۹) ہین اور نو کا فارسی ترجمہ نُہ ہے اور لفظ نُہ کے عدد (۵۵) ہین ہر ایک حرف مین ایک ایک مرتبہ جمل اکبر کا بڑھتا گیا ہے ۔ اور ہماری راے مین اس عمل کو جمل اکبر مع الترفّع کہنا چاہیئے ۔ اگر کوئی مورخ اس صنعت مین تاریخ کہے تو اوس کو ضرور ہے کہ جمل اکبر مع الترفع کی صراحت کر دے ورنہ وہ تاریخ معمیٰ کے دائرہ مین گھری رہے گی اور مورخ کا مقصد فوت ہوگا ۔

(۵) قواعد وضوابط جمل کا بیان

قاعدۂ عام استادانِ فن کا اس پر اتفاق ہے کہ حسابِ جمل مکتوب پر مبنی ہے نہ ملفوظ پر میر غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان میں بضمن ترجمۂ شیخ محمد حیات سندھی کی فرماتے ہیں کہ قال جدّی واستاذی مولانا السید عبد الجلیل البلگرامی فی بعض رسائلہ المعتبر فی الجمل المکتوب لا الملفوظ مثل لفظۃ الله یاخذون عنہا ستّا وستین باعتبار الہیئۃ المکتوبۃ لو کان الاعتبار للتلفظ کان ینبغی ان تحاسب الالف التی تتلفظ بعد اللام (الخ) یعنی کہا ہے میرے جد اور میرے استاد (مولانا سید عبد الجلیل بلگرامی) نے اپنے بعض رسائل میں کہ معتبر فن جمل میں مکتوب ہے نہ ملفوظ ۔ جیسا کہ اہل جمل لفظ الله کی عدد باعتبار ہیئت مکتوبہ کے ۶۶ لیتے ہیں اگر تلفظ کا اعتبار ہوتا تو الف کا عدد بھی محسوب ہوتا جو کہ لام کے بعد پڑھا جاتا ہے (الخ)

آپ ہی نے صنعت تاریخ کے بیان میں فرمایا ہے کہ بناء المؤرخین علی الکتابۃ خلافا لعلماء العروض واہل الدعوۃ فان بناءہم علی التلفظ لان مدار العروض علی الوزن ومدار الدعوۃ علی الذکر وکلاہما متعلقان بالنطق فہمزۃ الله محاسبۃ فی الجمل والفہا غیر محاسبۃ لکون الاولی مکتوبۃ غیر ملفوظۃ والثانیۃ بالعکس وعلی ہذہ الضابطۃ یعد المشدد حرفا واحدا (الخ) یعنی مورخین کی بناء کتابت پر ہے خلاف علمائے عروض اور اہل دعوۃ کے پس بہ تحقیق علمائے عروض اور اہل دعوۃ کی بناء تلفظ پر ہے ۔ اس لئے کہ عروض کا مدار وزن پر ہے اور دعوۃ کا مدار ذکر پر اور یہ دونوں نطق سے متعلق ہیں پس ہمزہ لفظ اللہ کا حساب جمل میں داخل ہوتا ہے اور الف اللہ کا محسوب نہیں ہوتا کیونکہ ہمزہ

مذکور مکتوبی ہے اور غیر ملفوظ اور الف اس کے عکس ہین اور اسی ضابطہ پر حرف مشدّد ایک گنا جاتا ہے ۔ الخ

پھر آپ ہی نے خزانہ عامرہ مین بضمن ترجمۂ ناصر علی سرہندی فرمایا ہے کہ اہل جمل کے نزدیک کتابت معتبر ہے نہ تلفّظ اور یہ اہل عروض و اہل دعوت کے خلاف ہے ۔

نصر الوفائی الہورینی نے مطالع النصریہ مین فرمایا ہے کہ حساب الحروف بالجمل فی عمل التواریخ بالحروف علی حسب ما یکتب (انتہی) یعنی عمل تواریخ مین حساب جمل حروف کا بلحاظ کتابت ہوتا ہے ۔

صاحب معدن الجواہر محققین متذکرۂ بالا کے حوالہ سے فرماتے ہین کہ حساب جمل مین حروف مکتوب کا معتبر ہونا متحقق ہوچکا پس لفظ مصطفی کا آخر حرف یاے حطی محسوب ہوگا اگرچہ یا نہین پڑہی جاتی ۔ اور لفظ صلوٰۃ مین واو کے عدد لیئے جاوین گے اگرچہ وہ تلفظ سے خارج ہے ۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ جس زبان مین تاریخ لکھنا مقصود ہے اوس کے رسم الخط سے مورخ کو واقف ہو رہنا ضرور ہے ورنہ مورخ کی محنت غلطی رسم الخط کی وجہ سے ضائع جانے اور مادّۂ تاریخ کے غلط ہونے کا اندیشہ رہے گا اگرچہ رسم الخط السنہ کی متعلق متعدد مختصر سے رسائل لکھے گئے ہین لیکن خاص کر اسی بیان کے حصۂ آیندہ مین ہم کسیقدر اس کو بھی بیان کرین گے

اگر کسی آیۂ فرقانی سے مادّۂ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی کی پابندی ہونی چاہیئے اس لیئے کہ عربی الفاظ کے عام رسم الخط کے مقابلہ

مین رسم الخط کلام پاک مخصوص ہے ۔

قواعد خاص ہم اس بیان مین مناسب خیال کرتے ہین کہ اپنے سلسلۂ بیان کو حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی کرین اور ہر ایک حرف کے ضمن مین رسم الخط زبان عربی و فارسی و اردو کے مختصر سے قواعد بہی بیان کرتے ہوے چلین ۔ تاکہ یہ کتاب شائقین فن جمل کو رسائل رسم الخط سے بہی ایک حد تک مستغنی کر دیوے جس قدر قواعد خاص اس بیان مین لکہے جاوینگے وہ تمامتر اونہی اصول عام پر مبنی ہین جو گزشتہ حصہ مین گزرا ۔

(الف)

(۱) عربی اور فارسی زبان مین جو الف صدر کلمات مین واقع ہوتا ہے وہ درحقیقت ہمزہ ہے ۔ لیکن بدین وجہ کہ وہ کتابت مین الف کی شکل مین لکہا جاتا ہے اہل جمل کے پاس وہ الف ہی ہے اور اس کا عدد جمل ایک ہے جیسے ۔ ابن ۔ ام ۔ امداد ۔ اسفندار ۔ وغیرہ ۔ اردو والے اس کے خلاف ہین یعنی وہ ہمزۂ صدر کلمات کو بہی الف ہی مانتے ہین نہ ہمزہ ۔ صاحب فرہنگ آصفیہ لفظ ہمزہ پر فرماتے ہین کہ اردو مین ہمزہ وہ منحنی لکیر ہے جو لام الف کے بعد بشکل (ء) آتی ہے ۔ الف کی نسبت ہمارے مقصد کے لئے صرف یہ کلیہ کافی ہے کہ کتابت حروف لفظ مین جو ہمزہ الف کی شکل پر لکہا جاتا ہے اعم ازینکہ وہ تعریفاً ہمزہ ہو یا الف لیکن باغراض جمل الف ہی سمجہا جاویگا اور اسکا ایک عدد محسوب ہوگا ۔

(۲) قدیم رسم الخط مین الف ممدودہ کو دو الفون کی شکل مین لکہنے کا دستور تہا فرہنگ جہانگیری وغیرہ مین اس طریقہ کی مثالین اب تک موجود ہین لیکن متاخرین

فارس نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے اور اب الف پر ایک چھوٹا سا مد لکھدیا جاتا ہے اردو کے رسم الخط مین بھی یہی طریقہ ہے لیکن عربی والون نے ابتک دو الف لکھنیکا طریقہ جاری رکھا ہے تاہم دوسرا الف جو بعوض مد ہوتا ہے وہ قد مین بہت چھوٹا لکھا جاتا ہے جیسے لفظ اٰمنو کا دوسرا الف اگرچہ قرائت خود بتلا رہی ہے کہ دو الف کی وجہ سے مد کی آواز پیدا ہوتی ہے لیکن رسم الخط عربی نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ حروف لفظ مین پہلا ہمزہ جو بشکل الف ہے وہ ایک ہی ہے اور دوسرا چھوٹا الف کھڑا زبر ہے جس سے اوسی مد کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جو فارسیون کی کتابت مین مروّج ہے۔

پس اہل جمل کا اتفاق اسی پر ہے کہ لفظ اٰمنو مین چھوٹا الف اس لئے محسوب نہ ہوگا کہ وہ کھڑا زبر ہے۔

صاحب بہجۃ المرجان نے درست فرمایا ہے کہ یعدّ المشدّد حرفاً واحداً کالمشدّد وکذٰلک الہمزۃ الممدودۃ کاٰمن (انتہیٰ) یعنی مشدّد ایک ہی شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ لفظ مشدّد اور یہی حکم ہے ہمزہ ممدودہ کے لئے جو لفظ اٰمن مین ہے۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ حرف ہمزہ در زبان عربی وفارسی وترکی وہندی ہرگاہ در صدر کلمہ پیش از الف واقع شود بکتابت در نیاید وعلامتش در عربی وترکی فتحہ راست بصورت الف خردک بالاے الف می نویسند مثل اٰبار و اٰدم ودر فارسی وہندی خطک کج عرضی کہ آنرا مد می نامند بالاے چنین الف کہ آنرا ممدودہ می گویند می نگارند مثل آباد وآزاد وآمدن وچنین ہمزہ در حساب جمل محسوب نمیشود کہ حرفے نباشد۔

صاحب افادہ تاریخی کا بھی یہی مذہب ہے اور کلام استادانِ فارس مین بھی

اسی قاعدہ پر عمل پایا گیا ہے جیسا کہ محتشم کاشی نے شہزادہ روم کی آمد میں ایک تاریخ لکھی ہے جس میں الف ممدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے وہو ہذا

تاریخ آن قران طلبیدم ز عقل گفت		بوسید کامجو کر جران شاہ را رکاب ۹۵۲
تاریخ آن مقارنہ کردم سوال گفت		ماہ عجب رسید بپا بوس آفتاب ۹۵۲

سنجر طہرانی نے ۱۰۰۰ھ ہجری میں مدح شاہ جہانی میں ایک قصیدہ لکھا کہ جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکالی ہے ۔ اس قصیدہ میں بھی الف ممدودہ کا عدد ایک ہی محسوب ہوا ہے ۔ یہ مصرع اسی قصیدہ کا ہے (ع) زجود شاہ جہان بادشاہ ملک آرائے (۱۰۰۰)

اس میں کچھ شک نہیں کہ متقدمین فارس میں اس کا رسم الخط دو الف کے ساتھ تھا جیسا کہ بعض فرہنگ ہائے فارس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور غالباً انکا یہ طرز عربی رسم پر مبنی تھا جو اب تک قائم ہے لیکن جب متاخرین نے اس کو بدل دیا اور رسم الخط عربی کی حقیقت کی صراحت عربوں نے کر دی جس کا ذکر اوپر ہوا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ کلیہ عام اور قواعد کے برخلاف الف ممدودہ کے عدد دو محسوب ہوں ۔ صاحب ملخص تسلیم کو اصرار ہے کہ الف ممدودہ کے عدد دو ہی محسوب ہوں اور مرزا محمد جعفر اوج نے اپنی تالیف ارمغان میں بھی انہیں کے ساتھ اتفاق فرمایا ہے اور سند میں کلیم ہمدانی کی تاریخیں پیش ہوئی ہیں جن کی نقل ذیل میں کیگئی ہے

بہر تاریخ قران کرد رقم کلک سلیم		مہد جمشید بسیر حرم بلقیس آمد
	ولہ	
داد ایزد بپادشاہ جہان		خلفے ہمچو نوگل شاداب

چون بدین مژدہ آفتاب انداخت		افسر خویش بر ہوا چو حباب
طبع دریافت سال تاریخش		زد رقم آفتاب عالمتاب ۱۰۲۸ = ۱ - ۱۰۲۹
	ولہ	
از جلوۂ شاہدان فرخ سپئے فتح		داد از پے ہم ساقی دوران مے فتح
تاریخ فتوحات شہنشاہ جہان		بنوشت کلیم آمدہ فتح از پے فتح ۱۰۴۳

ہم کہتے ہین کہ کلیم ہمدانی کا پایہ فن جمل مین کچھہ ایسا بلند نہ تہا جس کی سند ہم قاعدہ عام اور استادان فن اور ائمہ جمل کے قول کی خلاف ورزی کرین ائمہ جمل کی احتیاط اس درجہ مین تہی کہ وہ مختلف فیہ مسائل مین مذاہب مختلفہ کا ذکر کرکے یہ لکھدیتے تہے کہ خواہ اسپر عمل کردیا اوسپر لیکن اس خاص مسئلہ مین اون کی رائے قطعی ہے۔ اور استادان عجم نے بالاتفاق اسی کی پیروی کی ہے۔ صرف کلیم ہمدانی کا کلام اس کلّیہ عام کے خلاف عمل کرانے کے لئے کافی نہین ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اپنی راے کے خلاف عمل کرنے والے استادونکو بہت کچھہ برا بھلا کہا ہے اور سخت سست الفاظ مین اون کو یاد کیا ہے اور اسی کے ساتہ یہ بہی فرمایا ہے کہ ہماری تاریخون مین الف ممدودہ کے دو عدد محسوب ہوتے ہین

ہم کو بہت افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے یہ اچھا نہ کیا۔ ایسا طرز ایک فاضل مؤلف کے شایان نہین ہے کہ ایک ایسے مسئلہ مین جس مین بلند پایہ محقّقین کا اتفاق ہے زبان درازی کرین۔ آپ کی پیروی وہی لوگ کرین گے جن کو یہ طرز پسند ہے۔

ہمارا مذہب یہی ہے کہ الف ممدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہو۔

محتشم کاشی اور سنجر طہرانی کے سوا جن کے کلام کی سند ہمنے اوپر لکھی خوج

حسن ہروی نے بہی اپنے ایک قصیدہ تاریخی مین کئی جگہ الف ممدودہ کا استعمال کیا ہے جس کا صرف ایک ہی عدد لیا ہے۔ جیسے اس قصیدہ کے چند اشعار کو اسی بیان مین حرف ک کر ذیل مین نقل کیا ہے جن مین کئی جگہ الف ممدودہ سے کام لیا گیا ہے معزز ناظرین اوسکو ملاحظہ فرمائین ۔

(۳۳) جو ہمزہ کہ وسط کتابت مین بشکل الف لکہا جاتا ہے جیسے (سآل) مین سین کے بعد۔ وہ بہی اہل جمل کے پاس الف ہے اگرچہ عربون نے اس ہمزہ کا اظہار بکرار آحیلہ کیا ہے کہ قاری کو اس کی اطلاع رہے کہ یہ الف نہین ہے بلکہ ہمزہ ہے تاہم اہل جمل نے صورت کتابت کو معتبر خیال کرکے اس کو الف مانا ہے پس لفظ (سأل) کے اعداد (۹۱) محسوب ہون گے۔ لفظ (سال) مین فارسیون نے حرف دوم کو الف ہی مانا ہے اسی طرح اردو مین بہی لفظ (چال) (ڈہال) کا حرف دوم الف ہے۔ صاحب معدن الجواہر نے بہی اس کا ذکر فرمایا ہے اور لکہا ہے کہ اگرچہ لفظ (حینئذٍ) حین اذا کا مخفف ہے اور حین اذا مین ہمزہ بشکل الف موجود ہے لیکن چونکہ حینئذ کی کتابت مین بشکل الف متروک ہے لہذا اس کا ہمزہ محسوب نہ ہوگا۔ بلکہ ہمزہ کے بدلے یا کے عدد محسوب ہون گے برخلاف اس کے سأل مین حرف دوم الف محسوب ہوگا اس لئے کہ رسم الخط نے اس کی صورت کتابت کا فیصلہ کر دیا ہے

(۳۴) لفظ موسیٰ کا الف مقصورہ اگرچہ کتابت مین چہوٹا سا قد لئے ہوئے موجود ہے لیکن وہ کتابت کے قاعدے سے الف نہین ہے اس لئے کہ کتابت مین اس کے عوض یا موجود ہے اور اشارۃً الف مختصر صرف ایک رسم الخط کی علامت ہے تاکہ قاری اس یا کو الف کی آواز مین پڑہے اور قاعدہ رسم الخط مین اس علامت کا ترک

بھی جائز ہے پس لفظ موسیٰ کے اعداد ۱۱۶ محسوب ہون گے۔

صاحب سبحۃ المرجان نے بضمن صنائع تاریخ لکھا ہے کہ الالف التی تکتب علی صورۃ الیاء تعدّ یاءً کحصیٰ ویحییٰ (انتہیٰ) یعنی جو الف یا کی صورت مین لکھا جاتا ہے وہ یا شمار ہوگا جیسے حصیٰ ویحییٰ۔

(۵) رسم الخط عربی مین کبھی الف وسط کلمہ مین آتا ہے اور پڑھنے مین ظاہر ہوتا ہے اور اس کے وجود کی علامت کھڑے زبر کے ذریعہ سے کتابت مین بھی ہوتی ہے لیکن حروف مکتوبہ مین داخل نہین سمجھا جاتا جیسے لفظ صلوٰۃ کا الف اور یہی کیفیت لفظ اِلٰہ اور اللہ اور رحمٰن اور اسحٰق و لٰکن و ہٰذا کے الف کی ہے۔ اس کے متعلق اہل جمل کا یہی حکم ہے کہ رسم الخط کے تابع رہو۔ یعنی اگر کسی آیۂ قرآنی سے تاریخ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی معتبر ہوگا یعنی رحمٰن مین الف محسوب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ کتابت لفظ مین داخل نہین ہے اور کھڑے زبر کے حکم مین ہے یہی حکم لفظ اِلٰہ اور اللہ کے لئے ہے۔ اور یہی عمل لفظ اسحٰق مین ہوگا۔ لٰکن اور ہٰذا مین رسم الخط عربی نے تصفیہ کر دیا ہے کہ لام لٰکن کے بعد کا الف اور نیز ہاے ہٰذا کے بعد کا الف۔ الف نہین ہے بلکہ کھڑا زبر ہے۔ پس ان تمام الفاظ مین الف داخل حساب جمل نہ ہوگا محققین جمل نے اس کے متعلق کافی صراحت کی ہے۔

لیکن جن الفاظ مین رسم الخط فارسی نے الف کو داخل لفظ کیا ہے اوس کو حساب جمل مین محسوب کرنا فارسیون کے لئے لازمی ہے جیسا لفظ سلیمان جسکی کتابت فارسی مین الف موجود ہے۔

حکیم کاشی نے جلوس شاہجہان کی تاریخ مین ایسے الف کو محسوب نہین فرمایا ہے

اور ہماری راے مین اون سے تسامح ہوا ہے اس لیئے کہ اونہون نے مادۂ تاریخ زبان فارسی مین لکہا اور رسم الخط کے خلاف عمل کیا۔ اگر مسائل رسم الخط فارسی سے لفظ سلیمٰن مین صرف کہڑا زبر لکہنا جائز قرار پاسکے تو سورخچہ کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

بادشاہ بحر و بر شاہ جہان
گر چنین چون مہر تابان آمدہ
سال تاریخ جلوسش گفت چرخ
وارث ملک سلیمٰن آمدہ
۱۰۳۷

(نوٹ) اس تاریخ مین بہی الف ممدودہ کا عدد صرف ایک محسوب ہوا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسی تقریب پر اسیر شوقی نے بہی تاریخ کہی ہے جس سے ۱۰۳۷ کی تصدیق ہوتی ہے

بادشاہ جہان و شاہ جہان
خرم و شاد و کامران باشد
حکم او بر خلائق و عالم
تا جہان باد در جہان باشد
۱۰۳۷

باقر گیلانی نے تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر مین عبارت ذیل کے ہر ایک فقرہ سے تاریخ نکالی ہے اور لفظ رحمٰن مین بقاعدہ رسم الخط فرقانی الف کو ترک کیا ہے۔

آفتاب ملک احسان سایۂ رحمٰن ۱۰۶۸ پناہ تاجداران عالم و عالمیان ۱۰۶۸

(نوٹ) اس تاریخی عبارت مین بہی الف ممدودہ کا ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے جس کی بحث گزر چکی۔

مرزا بدیع نصیرآبادی نے تاریخ قصر شاہ سلیمان مین الف لفظ سلیمان کو حذف کیا ہے اور رسم الخط فرقانی کی پابندی کی ہے۔

چون شاہ سلیمن شہ اقبال بلند	شد بانی این مسکن بہجت پیوند
۱۰۸۰	۱۰۸۰
از جشن و نشاط و کامگاری دائم	در روے جاے بادشہ دولتمند
۱۰۸۰	۱۰۸۰

ہماری راے مین ان استادون نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے اگر ان کے اس کلام کی سند سے فارسی کے رسم الخط کو لفظ سلیمان کی نسبت رسم الخط قرآنی کے مطابق تسلیم کیا جاسے تو پہر کوئی اعتراض باقی نہین رہتا۔

مجتہد العصر مولانا دلدار علی نے تاریخ وفات نواب آصف الدولہ مین دو کہڑے زبر کو الف محسوب فرمایا ہے۔

رَیْہنا روحٌ و ریحانٌ و جنّٰت النّعیم ۱۲۱۲ ہجری

مولانا نے الفاظ (ریہنا) اور (جنّٰت) دونون مین کہڑے زبر کو الف قرار دیکر ان کے عدد محسوب فرماسے ہین۔ اور یہ اون کی بدیہی غلطی اور قاعدۂ جمل کی خلاف ورزی ہے۔

(۶) لفظ اطیعوا کا الف آخرہ اگرچہ پڑہنے مین داخل نہین ہے لیکن بوجہ کہ کتابت مین بلحاظ رسم الخط الف موجود ہے حساب جمل مین الف محسوب ہوگا یعنی (اطیعوا) کے عدد ۹۷ شمار ہون گے۔ مولانا مولوی عبد الباسط نے وفات دلاور خان شاہ جہان پوری کی تاریخ لہم دار السلام عند ربہم بما کانوا یعملون (۱۱۴۰) لکہی ہے اور موافق قاعدہ ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے بہی اسکو تسلیم فرمایا ہے اور اس مین استادان جمل کو کوئی اختلاف نہین ہے۔

(ے) اسی طرح الف وصل بعض وقت باوجودے کہ کتابت مین ہوتا ہے مگر قرأت مین نہین آتا یہ حساب جمل مین محسوب ہوتا ہے جیسا کہ (اِلّا اللّٰہ) کے عدد (۹۸) محسوب ہوتے ہین ۔

فارسی مین جو ہمزۂ وصل لفظ بودہ است کے وسط مین آتا ہے اس کی مختلف اشکال ہین۔ فارسیون کا قول ہے کہ بعد یاے ہوز چنین الف حذف نخواہد شد چنانچہ کردہ است و بودہ است اگرچہ اس کو کردست یا بودست پڑھین لیکن کتابت مین ہ اور ا دونون کو قائم رکھنا چاہیئے۔ پس اسی قاعدہ کو لحاظ کر حساب جمل پابند کتابت رہے گا ۔

پھر فارسیون نے کہا ہے کہ بعد حرف یا و حرف نون چنین الف حذف خواہد شد

(س) زچشمش حال بتخانہ خرابست ٭ کہ ساقی ہمچو مے پا در رکابست (س)
غیرت ابر بہاران چشم گریان منست ٭ یک چمن گل کردہ بر سر نوک مژگان منست

اسی طرح فارسیون نے الف بعد الف کو بھی حذف کرنے کا حکم دیا ہے جیسے (ع) عشق خانہ خراب محلہ ماست ٭

پس قاعدہ یہ ہے کہ قواعد فارسی نے جس الف کو کتابت مین حذف کرنیکا حکم دیا ہے وہ نہ کتابت مین قائم رہے گا اور نہ حساب جمل مین اور جس الف وصل کو قواعد فارسی نے کتابت مین قائم رکھا ہے وہ نہ کتابت سے حذف ہوسکیگا اور نہ حساب جمل سے ۔ ہم نے اس موقع پر بعض قواعد فارسی کا ذکر تمثیلاً کیا ہے ہمارا یہ بیان قواعد فارسی کا جامع نہین ہے اور نہ جامعیت کا موقع اور محل ہے جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ بطور تمثیل ہے ۔

(۸) اسیطرح لفظ زیداً کا الف تنوین حالت نصب مین داخل کتابت تو ہے لیکن بجز حالت وقف کے پڑہا نہین جاتا بعض شعرا نے حالت وقف مین بہی اس کو عروض شعر سے خارج رکہا ہے لیکن بدین وجہ کہ کتابت مین اس کا وجود ہے لہذا حساب جمل مین محسوب ہوگا ۔

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ فارسیون نے بعض وقت اس کا قافیہ نون کے ساتہ باندہا ہے جیسا کہ مولوی معنوی نے (؎) موسیا دپیش فرعون زمن ؎ نرم باید گفت قولاً لیّناً ؎ آپ فرماتے ہین کہ ایسی حالت مین لفظ لیّناً کا الف نون کی قائم مقامی چاہتا ہے ۔ ہم اس کو تسلیم نہین کرتے اس لیے کہ قاعدہ جمل کتابت کی پابندی کا حکم دیتا ہے قرائت کو اس مین کچھہ دخل نہین ہے فارسی مین ایسا قافیہ درست ہے یا نہین وہ دوسری بحث ہے جس کا یہ محل نہین ہے ۔ بہرحال لیّناً کا آخر حرف حساب جمل مین الف محسوب ہوگا اور اس کا ایک ہی عدد لیا جاوے گا ۔

ب

اگرچہ ب کے متعلق ہم کو کسی قاعدۂ خاص کے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے لیکن صرف اس قدر عرض کر دینا مناسب خیال کرتے ہین کہ رسم الخط فارسی مین وہ باے عربی جو بمعانی مختلفہ مستعمل ہوتی ہے یا باے زائدہ جو ابتداے الفاظ مین واقع ہوتی ہے بخصوصیت الفاظ زبان فارسی ۔ غیر افعال مین کبہی لفظ کے ساتہ متصل لکہی جاتی ہے اور کبہی منفصل اور بصورت ثانی اظہار حرکت فتحہ کے لئے اس کے ہاے مختفی بڑہا لی جاتی ہے ۔

جیسے بسر و بتن جس کو رسم الخط نے اجازت دی ہے کہ لفظ سر و تن سے بے کو جدا بھی لکھ سکتے ہیں مثلاً بہ سر و بہ تن محققین رسم الخط نے قواعد مدونہ کے ذریعہ سے یہ بات نہیں دکھلائی ہے کہ کن الفاظ میں بے کا متصل لکھنا ضرور ہے اور کن حالات میں جدا لکھنا لازم ہے۔ بلکہ کاتبین کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ الفاظ عربی کے سوا جو فارسی میں مستعمل ہوں الفاظ زبان فارسیہ میں جو غیر افعال ہوں جہاں چاہیں بے کو حروف لفظ کے ساتھ ملا کر لکھیں یا ہائے مختفی کے ساتھ جدا۔

صورت آخرہ میں جمل کا قاعدہ عام اس کا متقاضی ہے کہ بلحاظ کتابت ایسی بے کے عدد ہائے مختفی کے ساتھ (ہ) محسوب ہوں محققین فن کی رائے یہ ہے کہ ہائے مختفی کا عدد ہرگز محسوب نہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کلیۂ مذکرۂ قاعدہ عام کے قائم رہنے کے لئے مورخین کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس قسم کی بے کو متصل بہ لفظ لکھا کریں اور منفصل لکھنے کا قصد ہی نہ کریں گو کہ رسم الخط نے اوس کی اجازت دی ہو۔

اگر اس ہدایت کی پابندی نہ ہوگی تو مادۂ تاریخ خطرہ میں رہے گا یعنی اگر (بسر یا بفرق) کو مورخ نے (بہ سر و بہ فرق) لکھ کر بے کے عدد کو ہائے مختفی کے ساتھ محسوب کیا ہو تو ممکن ہے کہ نقل نویسی میں کبھی بے کا اتصال لفظ سر و فرق کے ساتھ واقع ہو اور ہائے مختفی کے پانچ عدد کا گھٹنا مادۂ تاریخ کو برباد کرے۔ اس لئے محتاط طریقہ یہی ہے کہ فن جمل کے اغراض کے لحاظ سے بے کو ملا کر لکھیں۔

صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہیں کہ اکثر مردم این عصر بائے موحدہ را بقصد ہیئت (بہ) می نویسند و عددش ہفت می گیرند این ہفت مشتاق ہفت ہشت ہست کہ بر زبان فکر و عاجزی طبیعت آنہا دلیل قوی دارد کہ در کلام اساتذہ بائے موحدہ باشتراک

نا نیامدہ است ۔ ہم نہ اس درشت بیانی کو پسند کرتے ہین اور نہ مطلق العنانی کو قواعد فن سے کام لینا چاہیئے ۔ اور عقل سلیم بھی اس تصفیہ کے لئے موجود ہے کہ استادون نے جو کچھہ کہا ہے وہ کن خوبیون پر مبنی ہے ۔

شعرائے عجم کا بھی یہی مذہب ہے ۔ ملا محتشم کاشی نے جلوس شاہ اسمعیل مین ایک رباعی لکھی ہے جس کے آخر شعر مین باے موحدہ کو متصل لکھہ کر صرف دو عدد لئے ہین

در مہر فلکش دلا بہ از اہل جہان		دانند بلاف مہر شاہ اسمعیل
۹۸۴		۹۸۴

حضرت استادی معنی دکھنی اپنے رسالہ مناظرہ معنی مین فرماتے ہین کہ

جائیکہ کتابت صورت کلمہ بد نماید و برخوانندہ نوعے دشواری در نظر کردن آید ۔ می نویسند چون بہ بینند و نمی نویسند چون ببینند و جائیکہ چنین نیست متصل نویسند چون بخور و ببین و بخدا اگر کسے براے پر کردن اعداد تاریخ چنین نویسد بخور بہ بین ۔ بہ خدا ۔ و براے کم کردن اعداد چنین نویسد ۔ ببیند ۔ خلاف رسم الخط باشد و نزد مورخان محققین ناجائز ۔

ہم اس کو نقل کرنے کے بعد اس قدر اضافہ ضرور کرین گے کہ صاحبان رسم الخط نے اس باے موحدہ کے متصل یا منفصل لکھنے کا کوئی تصفیہ نہین کیا ہے یہی وجہ ہے کہ محتاط محققین جمل نے اس ب کی نسبت وہ فیصلہ کیا ہے جس کو ہم نے اوپر لکھا ۔ اگر رسم الخط مین بطور کلیہ کے کوئی قاعدہ بیان ہوتا یا اس قاعدہ رسم الخط کی کوئی سند ہاتہ آتی جس سے ہم اس وقت تک محروم ہین تو آسانی کے ساتہ ہم اُس کی پیروی کر سکتے ۔ اس لئے کہ اعداد جمل کا دار و مدار رسم الخط پر ہے ۔

ت

تاے عربی رسم الخط کے لحاظ سے دو اشکال مین لکھی جاتی ہے۔

(۱) دراز جیسے (ت) جس کا نام عربی مین تاے مبسوطہ ہے۔ اور اردو مین لانبی تے

(۲) دوسری گول جیسے (ۃ) اس کو عربون نے تاے مدوّرہ و مربوطہ کہا ہے اور اردو والون نے گول تے سے نامزد کیا ہے۔ اور چھوٹی تے بھی۔

عربی مین بعض خاص مقامات پر تاے مبسوطہ مستعمل ہے۔

(۱) جس لفظ مین تاے اصلی ہو جیسے بیت وغیرہ اسی کے ضمن مین چند خاص الفاظ مین جن کی تے تاے اصلی کے حکم مین داخل کی گئی ہے۔ جیسے۔ لات۔ منات۔ ذات بنت۔ اخت۔ کیت۔ ذیت۔ لیت۔ وغیرہ۔

(۲) جس لفظ مین تاے جمع مونث سالم ہو جیسے حرکات۔ سکنات۔ جہات وغیرہ

(۳) جس لفظ مین تاے علامت تانیث فاعل ہو جو فعل مین آتی ہے جیسے فعلت۔

(۴) جس لفظ مین تاے ضمیر ہو جو فعل ماضی سے مخصوص ہے جیسے۔ فعلتَ فعلتِ۔ فعلتُ۔

ان کے سوا جو تاے تانیث اسم مین واقع ہو عموماً گول لکھی جاتی ہے جیسے فلاحۃ۔ ملاحۃ۔ حفاظۃ۔ وغیرہ۔

جب کبھی تاے مدوّرہ حالت وقف مین ہو۔ تو اوس کی کتابت سے نقطون کا حذف کرنا جائز ہے جس کی صورت مثل ہاے ہوز کے رہ جاتی ہے اور قرأت مین بھی (ہے) کی آواز۔ پس دراز تے یعنی تاے مبسوطہ کے عدد تو اہل جمل کے پاس بالاتفاق ۴۰۰ ہین لیکن تاے مربوطہ کے اعداد مین اختلاف ہے اور اسی اختلاف

کی وجہ سے ۳ مذہب قائم ہو چکے ہین ۔

(۱) عموماً گول تے کے عدد مثل دراز تے کے ۴۰۰ محسوب کرتے ہین ۔

(۲) عموماً گول تے کو (ہے) قرار دیکر اس کے پانچ عدد لیتے ہین ۔

(۳) گول تے کے عدد حالت وقف مین پانچ لیتے ہین اور غیر وقف مین ۴۰۰ ۔

نمبر (۱) کا قول ہے کہ اہل جمل کا قاعدہ عام کتابت اور رسم الخط پر مبنی ہے اور رسم الخط مبنی بر حقیقت ہے ۔ صاحبان رسم الخط نے تاے مربوط یا مدوّر کے لئے گول شکل دو نقطون کے ساتھ قرار دی ہے اور اس شکل مدوّر کا نام تے ہی ہے پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کو (تے) ماننے کے بعد اس کے عدد ۴۰۰ محسوب نہ کرین ۔ اگر حالت وقف مین اس کے نقطون کا حذف کرنا جائز ہوا ہو اور نقطون کے حذف ہونے کے بعد اس کی صورت (ہے) سے مشابہ ہو جاتی ہو اور وقف کی وجہ سے قرائت مین اس سے (ہے) ہی کی آواز نکلے تو اس اعتباری عمل سے اس کی حقیقت زائل نہین ہوتی ۔ اگر نحویین نے اپنی اصطلاح مین اسکو ہاے تانیث سے موسوم کیا ہو تو اون کا صرف اصطلاحی عمل اس کی حقیقت کو باطل نہین کرتا پس تاے مدوّر کے عدد ہر حالت مین ۴۰۰ محسوب ہونے چاہیین

نمبر ۲ اس کے خلاف ہین اون کی راے مین گول تے بلحاظ صورت کتابت (ہے) ہے ۔ اور بدین وجہ کہ جمل کے قاعدہ عام نے مکتوب کو معتبر مانا ہے لہذا ان کی راے مین گول تے کے عدد مثل (ہے) کے پانچ محسوب ہونے چاہیین اس لئے کہ کتابت مین اس کی شکل مثل ھے کے ہے اعم ازین کہ وہ حالت وقف مین ہو یا غیر وقف مین اون کا قول ہے کہ ہرگاہ نحویین نے گول تے کو ہاے تانیث

سے نامزد کیا ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ اس ۃ کے عدد ۴۰۰ محسوب کیے جاوین نمبر ۳ کہتے ہین کہ گول تے غیر حالت وقف مین ۔ بلاشبہ تے ہے اس لیئے کہ اس کی صورت خاص لفظون کے ساتھ تے ہی کے نام سے موضوع ہے اور قرائت مین اس کی آواز سے بھی تے ہی کا وجود ثابت ہے پس کوئی وجہ نہین ہے کہ اس کے عدد ۴۰۰ محسوب نہ ہون البتہ حالت وقف مین اس کا عدد پانچ محسوب ہونا چاہیئے اس لئے کہ کتابت سے نقطے بھی حذف ہو جاتے ہین اور قرأت مین آواز بھی بدلجاتی ہے اور اس کی شکل اور ھے کی شکل مین کوئی فرق بھی باقی نہین رہتا اور نحویین نے اس کو ھے ہی سے تعبیر کیا ہے لہذا کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اس کے عدد ۴۰۰ محسوب کرین ۔

صاحب سبحۃ المرجان نے بضمن ترجمہ شیخ محمد سندی ۔ مدنی بحوالہ کتاب عقد الجواہر للشریف محمد بن ابی بکر الشلی الباعلوی فرمایا ہے کہ فاذا اتفق اللفظ والرسم فذٰلک واضح وان اختلفا کحمزۃ و طلحۃ التلفظ بالتاء والرسم بالہاء فقیل المعتبر المرسوم دون الملفوظ وقیل الاعتبار باللفظ لا بالرسم ۔ قال الشریف عبداللہ المدہر الیمنی ۔ القول الاول المعول علیہ والثانی نادر ۔

یعنی جب تلفظ اور رسم الخط مین اتفاق ہو تو کوئی جھگڑا ہی نہین ہے لیکن اگر دونون مین اختلاف ہو جیسے لفظ (ہمزہ) اور (طلحہ) جس کا تلفظ تے کے ساتھ ہے اور کتابت ھے کے ساتھ تو اس حالت مین بعض نے کہا ہے کہ کتابت معتبر ہے برخلاف قرائت کے اور بعض نے کہا ہے کہ لفظ معتبر ہے نہ رسم الخط ۔ اور شریف عبداللہ مدہر یمنی نے قول اول کو معتبر کہا ہے اور قول دوم کو نادر ۔

اکثر اہل تحقیق نے ان اقوال کو بیان کرتے ہوے اپنی راے سے سکوت اختیار کیا ہے اور بعض انہین اقوال کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہین ۔

پھر غلام علی آزاد بلگرامی ہی نے بعض رسائل عبد الجلیل بلگرامی سے نقل کیا ہے کہ "تاء التانیث التی تکتب علی صورة الہاء یاخذون عنہا خمسة لا اربع مائة اعتبارًا للصورة الخطیة ولا مشاحة فی الاصطلاح وللحریری فی المقامات خطبة غیر منقوطة وقعت فیہا مساورة الاعلال ومصادمة المال والآل فاعتبر التاء الفوقانیة فی القرینتین غیر منقوطة مع انہا لیست فی الحالة الوقفیة وتتلفظ منقوطة لانہا ترسم علی صورة الہاء وہی عاطلة عن النقطة ۔ ثم تاء التانیث اذا لم تکتب علی صورة الہاء تکون علی اصلہا ویوخذ عنہا اربع مائة مثلا اذا الحق بالمساورة والمصادمة ضمیر ویقال مساورتہ ومصادمتہ (الخ) یعنی وہ تاے تانیث جو (ہ) کی شکل مین لکھی جاتی ہے اہل جمل اس کے پانچ عدد لیتے ہین نہ چار سو ۔ اور یہ عمل صورت خط کے اعتبار سے ہے ۔ اور نہین گرفت ہے قرار داد مین

اور مقامات حریری مین ایک خطبۂ غیر منقوطہ ہے جس مین الفاظ مساورة الاعلال ومصادمة المال والآل واقع ہوے ہین ۔ پس ان دونون الفاظ مین صاحب حریری نے تاے فوقانیہ کو بدون نقطون کے استعمال کیا ہے باوجود اس کے کہ حالت وقف مین نہین ہے اور باوجودے کہ نقطون کے ساتھ پڑھی جاتی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (ة) (ہ) کی شکل مین لکھی جاتی ہے اور (ہ) نقطون سے خالی ہے ۔ پس تاء تانیث جب صورت (ہ) پر

نہ لکھی جاے تو اپنی اصلیت پر رہے گی اور اوس کے عدد چار سو محسوب ہون گے مثلاً جب کہ لفظ مساورۃ اور مصادمۃ کے ساتھ ضمیر لاحق ہو اور کہا جاے مساورتہ ومصادمتہ۔ (الخ)

پھر آزاد نے صنعت تاریخ کے ذیل مین لکھا ہے کہ وتار التانیث التی علی صورۃ الہاء وان لم تکن فی الحالۃ الوقفیۃ تعد ہاء کحمزۃ وطلحۃ (انتہی) یعنی تا تانیث جو کہ (ۃ) کی صورت مین لکھی جاتی ہے اگرچہ وہ حالت وقف مین ہو تاہم (ۃ) شمار کی جاوے گی جیسے حمزۃ وطلحۃ۔

اس سے ظاہر ہے کہ علامہ بلگرامی مذہب دوم کے پیرو ہین۔

صاحب معدن الجواہر نے نصر ہورینی مصری کی تالیف مطابع النصریہ کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ اما النقط فتارۃ یجب عند خوف اللبس فی مثل ہاء التانیث نحو امتہ فانہا اذا لم تنقط ہا وہا ربما التبس فی بعض التراکیب لفظہا بہاء مضافاً للضمیر وتارۃ یجوز فیہا الامران اذا لم یخف اللبس۔ وتارۃ یمتنع نقطہا اذا وقعت فی سجع او قافیۃ علی الہاء الساکنۃ وان کانوا لا یعدونہا رویّا کما سبق ذلک مفصلاً فی فصلہا فہی اذن علی ثلاثۃ اقسام ومع کونہا تنقط وجوباً او جوازاً فقد عدّہا الحریری من المہمل فی خطبۃ المقامۃ (۳۸) السمرقندیۃ نظراً لصورتہا الخطیۃ تبعاً للوقف علیہا لما تقدم غیر مرۃ ان مبنی کتابۃ الحرف الاخیر علی تقدیر الوقف حتی انہم حسبوہا فی العدد بخمسۃ فی ابیات التواریخ المعمولۃ بحروف الجمل وجری علی ہذا استاذنا البکری فی شرحہ للورد السحری حیث قال ان اسمہ تعالیٰ قوی

عدده (۱۱۶) یوافق عدد القهوة وکذلک الخیر الرملی کتب فی آخر الفتاوی الخیریة انه سئل عن الهاء المذکورة هل تعد فی عمل التاریخ المبنی علی الجمل ام بخمسة او تاء باربع مائة فاجاب بمثل ما قلنا واطال القول فیها بجلب النصوص عن الحافظ السیوطی وعن ائمة القرآت وغیرهم ثم قال آخراً ان هذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکل وقال فی النقایة الهاء تنقط الا عند الادباء ومنهم الحریری (انتهی) یعنی۔ لیکن نقطے بس واجب ہو جاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ التباس کا خوف ہو جیسے لفظ (مائة) کی ہاے تانیث پس اگر اسپر نقطے نہ دیے جاوین تو وہ مشابہ ہو جاے گی لفظ (مار) سے جب کہ لفظ (مار) ضمیر کی طرف مضاف ہو۔ اور کبھی جائز ہوتا ہے نقطون کا دینا یا نہ دینا جب کہ التباس کا خوف نہ رہے۔ اور کبھی ممنوع ہو جاتا ہے نقطون کا دینا جب کہ واقع ہو (ۃ) سجع یا قافیہ (ہاے) ساکن مین۔ اگرچہ اس کو روسے مین شمار نہ کرین۔ جیسا کہ ہم نے اس کا مفصل بیان اس کی متعلقہ فصل مین کیا ہے۔ پس اس حالت مین اس کی ۳ قسمین ہوئین۔ اور باوجود اس کے کہ نقطون کا دینا جائز ہو یا واجب۔ حریری نے اٹھائیسوین مقامہ سمرقندیہ کے خطبہ مین (ۃ) کا شمار حروف مہملہ مین کیا ہے۔ اس نظر سے کہ (ۃ) کی کتابی شکل تابع ہے حالت وقف کے۔ جیسا کہ چند بار گزر چکا ہے کہ حرف اخیر کی کتابت کا دار و مدار حالت وقف پر ہے۔ تا آن کہ اہل جمل نے ابیات تواریخ مین (ۃ) کے عدد پانچ لئے ہین۔ اور میرے استاد (بکری) نے اپنی شرح ورد السحری مین بھی ایسا ہی کیا ہے یعنی وہ فرماتے ہین کہ بہ تحقیق

اسم خداوند کریم (قوی) کے عدد ۱۱۶ مساوی ہین لفظ (قہوہ) کے عدد کے اور اسیطح خیر الدین رملی نے آخر فتاوی خیریہ مین لکہا ہے کہ اونسے ہاے مذکورہ کی نسبت پوچہا گیا کہ آیا (ۃ) کے عدد تاریخ جمل مین پانچ لیئے جاتے ہین یا اسکو (تے) قرار دیکر۔ چار سو محسوب ہوتے ہین پس اونہون نے ہمارے قول مذکور کے مطابق جواب دیا اور اپنے قول پر تفصیل کے ساتہ حافظ سیوطی اور ائمہ قرائت وغیرہ کے اقوال سند مین پیش کیئے۔ اور پہر آخر مین یہ کہا کہ ہمارا یہ قول اصطلاح کے لحاظ سے ہی ورنہ دونون طور پر عمل ہوسکتا ہی۔ اور کہا مولف نقایہ نے کہ ادیبون کے نزدیک جن مین سے حریری بہی ہے (ۃ) پر نقطے نہ دینے چاہیئں انتہی

اب صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ہرگاہ زبان عربی مین تاے مدورہ مستعمل ہو تو اوس کی دو شکلین ہین۔ اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے ساتہ ملحق ہون تو اس کے عدد چار سو محسوب ہون گے جیسے لفظ رحمتہ اور دولتک مین۔ اور اگر ضمائر متصلہ اور علامت تانیث اس کے ساتہ ملحق نہ ہو تو پہر اوسکی دو صورتین ہون گی۔ ایک یہ کہ وسط ترکیب کلام مین اور فقرہ کے اندر واقع ہو جیسے جنتہ الفردوس اور رحمۃ اللہ مین تو ایسے تاے مدورہ کے عدد پانچ لئے جاوین گے اور دوسرے یہ کہ آخر کلام مین واقع ہو اور حالت وقف مین رہے جیسے قسیم النار والجنۃ تو ایسے تاے مدورہ کو (ۃ) قرار دیکر اوسکے عدد پانچ ہی محسوب ہونا ضرور ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل ناجائز۔

اور جو لوگ اس آخر الذکر (تے) کے عدد چار سو لیتے ہین اونکا عمل بعید از قیاس وصحت ہے۔ انتہی۔

ہم عرض کرتے ہین کہ متقدمین کا خیال اس کے متعلق جیسا کچھہ رہا ہی اوسکی صراحت اوپر ہو چکی ہے اور ایک محقق کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ صرف مردہ پسندی یا قدیم لکیر کا پابند نہ ہو بلکہ اون تمام وجوہ پر جو اس بحث سے متعلق ہین کافی غور کر کے اپنی راے کا اظہار کرے ۔ ہم اس عرض کی معافی چاہتے ہین کہ ہمکو صرف مذہب دوم سے اتفاق نہین ہے کہ جس تاے مدوّر کی آواز (تے) کی ہو اور جسپر نقطے بھی موجود ہون اوس کے عدد بھی (۵) محسوب ہون ۔ اسمین شک نہین کہ اتفاق سلف اسپر ہے کہ اسکو (ۃ) سمجھین اور پانچ عدد لین ۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ اسکو (ۃ) سمجھنے کی کوئی وجہ نہین ہے جب کہ واضعان رسم الخط نے اس کا نام بضرورت کتابتِ مقامات خاص "تاے مدوّرہ" کہا ہے اور اوس پر نقطے بھی دیئے ہین اور قرائت مین بھی (تے) ہے ۔ شکل (ہ) سے اس کا التباس نقطون کے جدا کرنے کے بعد ہوتا ہے ۔ نقطون کے وجود مین اس کو (ہے) کہنا ایسا ہے جیسا کہ نقطون کے وجود مین ہم ت کو ب یا ث اس بنا پر کہدین کہ دونون کی شکل ایک ہے ۔ ہمنے اسپر بھی غور کر لیا ہے کہ رسم الخط مین (ہے) کے اشکال دو ہین (۱) یک چشمی (ہے) جیسے (ہ) اور دوسری دوچشمی (ہے) جیسے (ھ) اور الفاظ مرکبہ مین رسم الخط نے ہاے دوچشمی کی شکل مین ایک اور تغیر بھی کیا ہے جیسے لفظ (فلھذا) و (فلھذا) ان دونون مین دوچشمی (ہے) ہی ہے لیکن رسم الخط مین خفیف سا فرق ہے ۔ اور ایسا ہی خفیف فرق اکثر حروف کی کتابت مفردہ و مرکبہ مین ضرور واقع ہوتا ہے ۔ پس تاے مدوّر کی نسبت جس کی وضع واضع رسم الخط نے ضرورت کتابتِ مقاماتِ خاصِ عربی کے لئے کی ہے اوس کے

نقطون سے قطع نظر کرکے یہ کہدینا کہ (ـہ) کی ایک قسم کے ساتھ مشابہ ہونیکی وجہ سے ہم اس کو درحقیقت (ـہ) قرار دین ایسی بات ہوگی جیسے کوئی کہے کہ زید کے چہرہ سے ناک نکالدینے سے اس کا حلیہ بعینہ بکر کا سا ہو جاتا ہے لہذا اسکو بکر ہی سمجھو۔ ہم اصطلاحی طور پر الف کو بے قرار دے سکتے ہین لیکن جب اصطلاحی ضرورت باقی نہ رہے تو ہرگز ایسا نہین کر سکتے۔ مانا کہ جمل کے "قاعدۂ عام" نے اعداد کے باب مین مکتوب کو معتبر قرار دیا ہے اور ملفوظ سے کچھہ سروکار نہین کہا ہے۔ لیکن اس کلیہ کا ہرگز یہ مقصد نہین ہے کہ ث کے ایک نقطہ کو حکماً مٹا کر اس کو ت سمجھین اگر نقطہ کی علامت خاص سے ہم قطع نظر کرینگے تو ت کو ب یا ث سمجھہ لینا کچھہ مشکل نہ ہوگا۔ اور طوفان بے تمیزی پہیل جاوے گا۔

سب سے بڑی بات غور اور فیصلہ کے قابل یہ ہے کہ قاعدۂ رسم الخط عربی نے تاے تانیث کی نسبت یہ نہین کہا ہے کہ اس کو (ـہ) سے بدل دو یا اس کو (ـہ) ہی سمجھو بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اس (تے) کو مدوّر شکل مین لکھکر اسپر دو نقطے رکھدو جس کا نام اہل فن نے تاے مدوّر یا تاے مربوطہ کہا ہے نہ ہا۔ اور اسی وجہ خاص سے بڑی تے کو تاے مبسوطہ سے موسوم کیا۔ پس جب کہ ہم اسکو فی الحقیقت (تے) مانتے ہین اور (تے) پڑھتے ہین تو نقطون سے قطع نظر کرکے (ـہ) سے تعبیر کرنا صریحی غلطی ہے۔ محققین سلف نے جہان اپنی راے اور اپنا مذہب بیان کیا ہے وہان یہ بھی لکھدیا ہے کہ ہمارا خیال صرف اصطلاحی ہے اور دوسری شکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے۔ پس متاخرین تحقیق پسند کو صرف اونکے اصطلاحی عمل کا مرید ہو جانا اور نفس حقیقت کی دریافت اور غور سے کام نہ لینا فن جمل پر ستم ہوگا

اوراس کا دائرہ محدود رہ جاویگا۔ اگر آزاد بلگرامی نے اپنی راے کو سلف کی صورت اول کے تابع رکھا تو اچھا کیا لیکن خزانہ عامرہ مین بضمن ترجمۂ ناصر علی سرہندی جمل جنت مثواہ کے مادہ پر جو اعتراض فرمایا ہے ہم اوس سے متفق نہین ہین یہ مادہ محمد عاکف کا طبعزاد ہے جس کو سرخوش نے کلمات الشعرا مین بذیل ترجمۂ میرزا قطب الدین مائل پسند کیا ہے۔ میرزا ے موصوف کی رحلت کا سنہ ۱۱۰۸ ہجری اس مادہ سے حاصل ہوتا ہے مصنف نے تاے جنت کے ۴۰۰ عدد لئے ہین۔ اور بقول آزاد یہ غلط ہے اس لئے کہ تاے جنت کے عدد آپ کے مذہب مین پانچ ہین ہم نہ صرف اس مادہ کو صحیح خیال کرتے ہین بلکہ متقدمین کی راے کو لحاظ سے یہی کہ ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بکلّ جس کی تفصیلی عبارت اوپر نقل ہوئی ہے اس مادہ تاریخ کو صحیح مانتے ہین۔

حیدرآباد مین بزمانہ وزارت اعظم سرسالار جنگ مختار الملک مغفور اسی کا محاکمہ ہوا تہا۔ ذکی مرحوم لکھنوی اور معنی مغفور دکہنی مین تاے لفظ صلوۃ کے اعداد جمل کی بحث تہی ذکی مرحوم کو تاے مدورہ کے اعداد پانچ لینے پر اصرار اور معنی مغفور کو اس سے انکار تہا۔ استادان جمل سے استصواب ہوا۔

ہم نے اس فیصلہ کو پڑہا ہے جس کا لب لباب استادی مولوی حبیب اللہ ذکا تخلص کے اس قطعہ مین موجود ہے۔

من بہ یقین من بہ بینم من بہ بین　　خان معنی انچہ می گوید بجاست
در حضور حق توان گفتن ذکا　　آخر لفظ صلوۃ البتہ تاست

اب ہم اس فیصلہ سے صرف اون اقوال کا ذکر اس مقام پر کرتے ہین

جو موتیون مین تولنے کے قابل ہین۔ افضل العلما مولوی سید شاہ محمد بطور حکم فرماتے ہین کہ از تتبع کتب نحو واضح می شود کہ تانیث بر دو قسم ست۔ (۱) حقیقی (۲) لفظی۔ حقیقی آن کہ مقابل آن مذکر باشد از جنس حیوان مثلاً امراۃ و ناقہ۔ و تانیث لفظی بخلاف آن باشد کہ مقابل آن چنان نبود بلکہ تانیث آن منسوب بلفظ بود بسبب وجود علامت تانیث در لفظ حقیقۃً مثل ظلمۃ و تقدیراً مثل عین چہ تاے تانیث در آن مقدر ست بدلیل تصغیر و آن (عیینۃ) باشد و لفظ شمس نیز بنظر اشتراک آن در حقیقی ازین قبیل ست و در حاشیہ عبد الرحمن در تحت قول التانیث فیہ لفظیاً مرقوم ست کہ الحاصل انّ التانیث فی الشمس لفظی حکماً حیث یظہر التاء فی بعض الافراد ای بعض افراد الظاہر الغیر الحقیقی حالۃ التصغیر کعیین وحکما مثل عقرب۔ چہ حرف رابع در حکم تاے تانیث ست۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ در فوائد ضیائیہ بہ تعلیل این معنی فرمودہ و لہذا لا یظہر التاء فی تصغیر الرباعی من المونث السماعیۃ چون این مقدمہ ممہد شد باید دانست کہ لفظ صلوۃ داخل قسم اول ست از اقسام ثلثۂ تانیث لفظی کہ آنرا در لسان نحاۃ تانیث بالتاء نیز گویند و وجود تا در آن حقیقۃً ثابت ست و ازین تقریر اشتباہ بودن ہا در آخر لفظ صلوۃ و جنۃ وغیرہ مرتفع شد درین صورت در حساب جمل از آخر حرف تانیث لفظی حقیقی عدد چہار صد بشمار آید نہ برعکس اگر گویند کہ در حالت وقف (تا) بہ (ہا) مبدل می شود گوییم کہ وقف قطع نطق را گویند و آن بر تا و ہا ہر دو درست باشد نہایت آن کہ در بعض مقام قطع نطق

بر تا افصح باشد و در بعضی برها افصح تحقیق این معنی از کتب نحو باید جست چنانکه در متمم اجرومیه می نگارد اذا وقف علی ما فیه تاء التانیث فان کانت ساکنة لم تتغیر نحو قامت وان کانت متحرکة فان کانت فی جمع نحو المسلمٰت فالافصح الوقف بالتاء وبعضهم بالهاء وان کانت فی مفرد فالافصح بالهاء نحو رحمة وشجرة وبعضهم یقف بالتاء (انتهی) وازین عبارت صاف ظاهر میشود که حالت وقف را بجز تلفظ در کتابت اعتبارے نیست۔ علاوه برآن در قرآن مجید جل شانه می فرماید که یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة وکلا منها رغدا حیث شئتما و جاے دیگر می فرماید واستعینوا بالصبر والصلوة وانها لکبیرة الا علی الخاشعین (الخ) ضمیر ها علامت تانیث که در آیت اوّل بطرف جنت و در آیت ثانی بطرف صلوة راجع گشته رفع اوهام فاسدهٔ وجه ها در آخر لفظ صلوة بوجه احسن می کند درینجا نکته ایست باریک که بر اهل بصیرت پوشیده نیست وآن اینکه در آیت اول بر لفظ جنّة وقف نیست و در آیت ثانی بر لفظ صلوة وقفست باوجود آن علماے رسم الخط قرآنی در آخر هر دو تاے با نقط نوشته اند می بایست که در اول تاے دراز و در ثانی تاے مدوّرة مثل ها می نوشتند هرگاه صورت ها و تاے مدوّره مشترک ست واعتبار اصل راست و در اصل وجود تاء تانیث ست و وقف امر اعتباری ست لهذا بر صورت مصرحهٔ بالا اکتفا کرده اند وارجاع ضمیر تانیث بطرف کلمهٔ که آخرش ها باشد از عرب مسموع نه شده و در کتب نحو هم مندرج نه گشته۔

عمّی و استادی وجیہ الدین معنی می فرماید کہ قاعدۂ ابجد برائے علم تکسیرست
و تقرر اعداد حروف در تکسیر اصل باشد۔ اصحاب تکسیر کلہم اجمعون عدد
ہائے دراز و مدوّر را چار صد گیرند چنانچہ از تصنیفات حضرت شاہ محمد
غوث گوالیاری۔ صاحب جواہر خمسہ۔ و حضرت شیخ ابو العباس بونی
رحمۃ اللہ علیہما ظاہرست۔ و حضرت سید علی محمد حسین القادری خلاصۃ
الجواہر عدد ہائے الفاظ الٰہۃ و دیمومۃ و رافۃ و رحمۃ کہ در اسم دوم
و پنجم و سیزدہم و شانزدہم از چہل و یک اسم باری تعالےٰ واقع ست
چہار چہار صد گرفتہ ثلاثی و رباعی بآن حساب پر کردہ اند و حضرت
محمد رضا علی ابن محمد فرخ شاہ سرہندی در کتاب مفتاح المہمات عدد ہائے
لفظ حمالۃ کہ در صورت تبت یدا واقع ست چہار صد گرفتہ اعداد سورۂ
مذکور برآوردہ اند پس در فن تاریخ کہ متبع اوست چہار صد گرفتن چرا لازم نباشد
اگر گویند کہ در تکسیر ہمچنان ست و در تاریخ خلاف آن این سخن از درجہ
اعتبار ساقط۔

آزاد بلگرامی عدد ہائے مدوّر را پنج گرفت و ہیچ یک تاریخ از قدمائے
عجم در سند دعوے خود پیش نکرد و چیزے کہ از قواعد عرب پیش ست
اجازت ہر دو مے دہد و صورت ہا را محمول بر اصطلاح نحویین می
گردانند پس قرار داد اصطلاحی تفوق بر اصلیت نہ پذیرد۔

نعمت خان عالی ہم پیروی ہمین مذہب کرد کہ تاریخ تولد فرزند میر
حسن ابن میر علی مشہدی از (ع) قرۃ عین حسن ۱۲۱۱ ابن علیؓ حاصل کرد

و در شمار اعداد این مصرع عدد تاے مدوّر چار صد گرفته است ۔

آزاد بلگرامی در خزانهٔ عامره مے نگارد که شگلی در عقد الجواہر گوید که وقتے که رسم الخط و لفظ مخالف واقع شود مثل حصلی و یحیی که در نطق الف ست و در رسم یا۔ و مثل حمزه و طلحه که در نطق تا ست و در رسم الخط ہا۔ بعضی گویند معتبر مکتوب ست نه ملفوظ و بعضی گویند معتبر لفظ ست نه رسم۔ قول اول معتمد علیه است و قول ثانی نادر ۔

آزاد بلگرامی راست می گوید که مکتوب معتبر ست نه ملفوظ و مثال حمزه و طلحه در قول شگلی داخل کردهٔ اوست که ہا را در رسم الخط حمزه و طلحه داخل کرده۔ فی الحقیقت آن تاے مدوّر ست نه ہا۔

الحاصل ہماری ذاتی راے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تاے مبسوطه یا مدوّرہ کے عدد چار سو لئے جاوین خواہ وہ حالت وقف مین ہو یا نہ ہو۔ جو لوگ حالت وقف مین تاے مدوّرہ کے عدد صرف پانچ لیتے ہین ہم اونپر حرف نہین رکہتے۔ اور جن کا مذہب یہ ہے کہ حالت غیر وقف مین بہی اس کے عدد پانچ محسوب کرتے ہین۔ ہم اون سے اتفاق نہین کرتے ۔

بعض متقدمین فن جمل نے اس کو اپنی معتبر کتابون مین ہاے تانیث سے موسوم کرکے اس کے پانچ عدد لئے ہین ہم اون کے اس عمل کو اصطلاحی عمل خیال کرتے ہین اور وہ خود اس کے قائل ہین اور خود اونہون نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارا عمل صرف اصطلاحی ہے اس کے خلاف دوسری

مشکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے ہم اون کی اس بے نفسی اور راستی پر رحمت بھیجتے ہین ۔ صاحب افادہ تاریخی مذہب نمبر ۲ کے پیرو ہین ۔ اور صاحب ملخص تسلیم نے مذہب نمبر ۱ کو اختیار کیا ہے ۔

اب ہم ذیل مین اون استادون کے کلام سے استناد کرتے ہین جو ہمارے ہم خیال ہین

محمد عاکف نامی ایک استاد فن جمل گزرے ہین جنہون نے تاریخ وفات مرزا قطب الدین مائل کو جعل الجنۃ مثواہ سے پیدا کیا ہے اور تاے مدورہ کے ۴۰۰ عدد محسوب فرماے ہین ۱۱۰۸ ۔ جس کا ذکر سرخوش نے اپنے تذکرہ مین کیا ہے افسوس ہے کہ غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین اسپر اعتراضی پہلو اختیار کیا ۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ معاملہ مذاہب مین بے تعصب نہ تھے ۔

شیر خان مصنف مرآۃ الخیال نے اپنی کتاب کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدور کے عدد ۴۰۰ لئے ہین ۔

این چمن زاری کہ مرآۃ الخیالش خواندہ ام
دارد از حسن معانی یک جہان حسن کمال
صورت تاریخ انجامش توان پر بر دید
گر تأمل پردہ بر دارد ز مرآۃ الخیال
۱۱۰۲

مرآۃ الخیال کے عدد ۱۳۱۳ ہین جس مین سے پردہ کے اعداد ۲۱۱ منہا ہون تو سنہ مطلوب ۱۱۰۲ حاصل ہوتا ہے ۔

جناب مولوی فائق صاحب انشاے فائق ایک استاد فن جمل گزرے ہین جنہون نے کتاب خزینۃ الاصول کی تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدور کے چارسو عدد شمار کئے ہین ۔

این نسخہ کہ گوہرِ قبول ست　　تاریخ خزینۃ الاصول ست
۱۲۲۵

انہین بزرگ نے مسجد نواب آصف الدولہ کی ایک تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ لئے ہین ۔

فائق دوگانہ کرد بمحرابِ او ادا　　تاریخ گفت خضر کہ قد قامت الصلوٰۃ
۱۲۰۲

ناظم تبریزی نے حضرت معین الدین چشتی نور اللہ مرقدہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہین ۔

سال نقلِ معینِ دین ز فلک　　زبدۃ الصالحین بگفت ملک
۶۳۳

مولانا عبد الباسط امیٹھوی ایک فاضل اجل گذرے ہین جو فن جمل مین اکمل تھے صاحب ملخص تسلیم نے ان کے پایۂ فن جمل کا ذکر فرمایا ہے آپ نے اپنے جد و جدّہ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین ۔

گفت امر خداش با احباب　　اُسکن انت وزوجک الجنۃ
۱۱۰۸ھ

مولوی احمد حسین مرادآبادی نے جن کے پایۂ علم اور معلومات جمل کی تعریف صاحب ملخص تسلیم نے کی ہے جناب مظہر علی شاہ مغفرت پناہ کی وفات کی تاریخ العاقبۃ للمتقین ۱۲۶۴ھ سے نکالی ہے اور تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد لئے ہین ۔

جناب مولانا شاہ عبد العزیز مغفور دہلوی نے بحق ملائکۃ المقربین و عباد اللہ الصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین سے بشمار اعداد منقوطہ ۱۲۰۸ ہجری حاصل فرمایا ہے اور ملائکۃ کی تے کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین

میر مہدی علی ذکی تخلص مراد آبادی نے جن کو اہل ہند نے امام الجمل کہا ہے ایک مسجد کی تاریخ مین تاے مدوّر کے چار سو عدد محسوب کیۓ ہین ۔

شد چو آغاز طرح این مسجد	صورت کعبہ شد بدل منقوش
سال تاریخ ابتداے بنا	ہٰذہٖ قبلۃ ۱۲۴۲ بگفت سروش

صاحب تخلص تسلیم فرماتے ہین کہ یہ تاریخ ذکی مرحوم کے دیوان مین طبع ہوئی ہے ۔

باقر گیلانی متاخرین مین فن جمل کے امام مانے گئے ہین آپ نے جلوس عالمگیر کے بیان مین مندرجہ ذیل تاریخی عبارت لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے عدد چار سو محسوب فرماے ہین ۔ الحمد للہ الرحمن المہیمن الباقی المقصود ۱۰۶۸ والصلوٰۃ علی النبی الکامل الہادی المحمود ۱۰۶۸ ۔

منتخب التواریخ مصنفہٗ مولانا عبدالقادر بدایونی اکبر شاہی مین امراے اکبری سے ایک امیر ذی شان کی تجدید ایمان کی تاریخ لکھی ہے جس مین تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوے ہین ۔

لقد تاب شیخی عن الحوبتہ	فتاریخہ صادق ۱۰۳۴ التوبۃ

محمد افضل سرخوش نے اپنے تذکرہ کلمات الشعرا مین اپنی والدہ کی رحلت کا تاریخی مادہ فی جنۃ عالیۃ سے (۱۰۵۴) حاصل فرمایا ہے اسمین بھی تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہین ۔

اور اسی تذکرہ مین ایک اور اپنے عزیز کی رحلت کی تاریخ تخرجہ کے ساتھ دخل الجنۃ بلا حساب لکھی ہے یعنی دخل الجنۃ کے اعداد مجموعی (۱۱۱۸) سے

حساب کے (۱۷) عدد خارج کئے گئے ہین جس سے سنہ مطلوب (۱۰۴۷) حاصل ہوا ہے۔ اس تاریخ مین بھی تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوے ہین۔

افضل العلماء قاضی ارتضا علی خان سرخوش مغفور گوپاموئی نے ابوطیب خان والا کی رحلت کی تاریخ العاقبۃ للمتقین ۱۲۶۴ سے حاصل کی ہے اس مین بھی تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد شمار ہوے ہین۔

صاحب مفتاح التواریخ نے ایک مسجد واقع قصبہ سیلون کی تاریخ لانّ الصلوۃ معراج المؤمنین لکھی ہے جس سے اعداد ۱۱۷۹ ہجری حاصل ہوتے ہین اس مین تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ لئے گئے ہین۔

دلّی مین قدم گاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو تاریخ کسی استاد وقت کی کندہ ہے اُس کا مادہ تاریخ یہ ہے قال محمّد حبیب اللہ انا مدینۃ العلم وعلیّ بابہا اس سے سنہ ۱۱۶۵ حاصل ہوتا ہے اور تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہین۔

مولانا حسن نے تاریخ وصال شیخ علی احمد قدّس سرہ العزیز مین مات وہو فی الحالۃ سے سنہ ۱۰۱۸ حاصل فرمایا ہے جس مین تاے مدوّرہ کے ۴۰۰ عدد شریک ہین۔

شیخ امین بن حسن الحلوانی المدنی نے بھی ایک تاریخی قطعہ مین تاے مدوّرہ کے چارسو عدد محسوب فرمائے ہین۔

اللہ اکبر کہذا تاریخہا		نہل الحمیّا نشوۃ السکران ۱۲۹۳

شیخ کمال خجندی کی وفات کی تاریخ سید کمال افندی نے لکھی ہے

جوابیہ جمل سے گزرے ہین جس مین تاے مدوّرہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہین

تاریخ وفات شیخ کامل		پیداست ز رحمۃ من اللہ ۸۰۴

صاحب مخلص التسلیم فرماتے ہین کہ ہاے نقطہ دار کو مین نے اپنی تمام عمر مین نہ دیکہا ہے اور نہ سنا۔ صنعۃ الاہمال اور صنعۃ الاعجام سے کام لین تو فرمایئے کہ "تاے مدوّرہ کو جسپر دو نقطے بطور علامت "تا موجود ہین منقوطہ مین محسوب کرنا چاہیئے یا مہملہ مین۔ اسی سوال کا جواب بحث لاحقہ کا قول فیصل ہوگا۔ ہم عرض کرتے ہین کہ کیا آپ نے نہین دیکہا کہ اہل اصطلاح نے تاے مدوّرہ کے نقطون کو اڑا کر صنعت اہمال مین اس کو (ھے) مانا ہے جہان دست تصرف دراز ہے وہان کونسی بات مشکل ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ تاے مدوّرہ فارسی رسم الخط مین تاے دراز سے بدل گئی ہے۔ اس کے عدد جمہور کے پاس بلا اختلاف ۴۰۰ ہین جیسے حکمۃ فارسی مین حکمت لکہا جاتا ہے۔ اور دولۃ فارسی مین دولت۔ اس خاص باب مین مذاہب کا کوئی اختلاف نہین ہے۔

ہم کہتے ہین کہ فارسیون نے حقۃ کو بہی حقہ اور قطعۃ کو بہی قطعہ کر لیا ہے ایسی حالت مین فارسی رسم الخط کی رو سے تاے حقۃ و قطعۃ ہاے ہوز ہو گئی ہے جس کے عدد فارسی مین پانچ محسوب ہون گے۔

آخر پر ہم کہتے ہین کہ متقدمین کی رائے تو کل مذاہب کے لئے حجت ہوسکتی ہے اس لئے کہ اونہون نے محض بے نفسی کے ساتہ اصل حقیقت کا اظہار کر دیا ہے اور لکہدیا ہے کہ اسپر عمل کرو یا اوسپر دونون درست ہین

لیکن آزاد اور پیروان آزاد کو جن کو مذہب دوم پر اصرار ہے لازم تھا کہ کم سے کم متقدمین یا متاخرین کی کوئی ایک نظیر استعمال پیش کرتے در حالیکہ استعمالی سند ایک بھی نہین پیش ہوئی۔ محمد عاکف کی ایک تاریخ پر صرف اعتراض کر دینا تو اون کے لیئے کافی نہین ہے اس لیئے کہ وہ علانیہ مذہب اول کا پیرو ہے۔ اور پیروان مذہب دوم کا یہہ اعتراض اون تمام تاریخون پر بھی ہو سکتا ہے جن کو ہم مذہب اول کی سند مین ہدیۂ ناظرین کر چکے ہین جنمین متقدمین اور متاخرین دونون کا کلام شریک ہے۔ تسّے کے عدد نے گویا شیعہ وسنی کا جھگڑا قائم کر دیا ہے۔ صاحب ملخص تسلیم باوجود فہمیدہ ہونیکے جامہ سے باہر ہین اور خود مذہب اول کے پیرو بن کر پیروان مذہب دوم پر خوب ہی سب وشتم کرتے ہین ہماری راے مین یہ طرز خوشنما نہین ہے معقول تحقیقین ہمارے سامنے ہین بے تعصب اہل جمل کی آرا موجود۔ استعمال متقدمین ومتاخرین کی سندین حاضر۔ اہل بصیرت کو اختیار ہے کہ ان تمام چیزون کے ملاحظہ کے بعد جس مذہب کو وہ چاہین اختیار کرین آزاد بلگرامی کے مہذب اصرار اور تسلیم سہسوانی کی بھرمار دونون پر ہمارا اعتراض ہے۔

آغا سید علی شوستری نے لطیفہ کیا۔ فرمانے لگے کہ تاے مدوّر فسادے برپا کردہ است چار یاریان بر عدد چار صد اصرار کنند وآزاد بلگرامی نظر بر پنجتن دارد کہ عددش را پنج مے شمارد اما انصاف بالاے طاعت ست از شش و پنج یا ہفت ہشت کار نباید گرفت چون بامعان نظر دلائل فریقین را می سنجم چار و ناچار برہیم کہ مذہب سوم خیر الامور اوسطہا ست۔ کہ از استادان فن باقر گیلانی ہم پیرو

آن ست وحق بجانب اوست۔ واگر از سوم قطع نظر کردہ درمیان اول ودوم ترجیح جوئیم گوئیم کہ مرتبہ اول بر دوم فائق ست کہ مدّ در ما فی البحث تای مربوطہ ومنقوطست نہ ہا من اللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

آپ ہی نے سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین مناظرۂ مغنی ونزکی پر حسب ذیل راے لکھی تھی۔ اطبق العلماء کافۃ علی ان التاء علامۃ التانیث لا الہاء کابن ہشام وابن الحاجب وابن مالک وابن الناظم وابن الانباری وابن الجماعہ والبہائی ثم التاء اربع مائۃ ان ہی ہی۔ وخمسۃ ان ہی الہاء وما شرح المغنی لاثبات ذلک معنیً ثابت ویثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت یعنی اتفاق کیا تمام علماء نے اس پر کہ تے علامت تانیث ہے نہ ھے جیسے ابن ہشام اور ابن حاجب اور ابن مالک اور ابن ناظم اور ابن الانباری اور ابن جماعہ اور بہائی۔ پس تے کے عدد چار سو ہین اگر وہ تے ہے۔ اور پانچ ہین اگر وہ ھے ہے۔ اور وہ جو شرح کی اسکی مغنی نے اس امر کے اثبات کے واسطے وہ امر واقعی ہے اور ثابت رکھتا ہے اللہ تعالے مؤمنون کو سچے قول پر۔

از ث تا ق

ان حروف کے اعداد جمل مین کوئی بحث یا ایسا اختلاف نہین ہے جس کو قواعد کے ذیل مین بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ اور نہ رسم الخط کے متعلق کوئی خاص بات لائق بیان ہے۔

عربی۔ فارسی۔ اور اردو زبان مین حرف کاف جب ابتدا یا وسط یا آخر کلمہ مین واقع ہوتا ہے اور اپنے متصلہ دوسرے حرف ماقبل یا بعد سے ملا ہوتا ہے تو اوس کے اعداد مین کوئی بحث نہین ہوتی جیسے۔

(عربی مین)	کلاب	مکرّم	علیک
(فارسی مین)	کوفتہ	چاکش	کلک
(اردو مین)	کترنا	رکابی	جھلک

لیکن فارسی مین جب کاف الفاظ ماقبل و مابعد سے جداگانہ لکھا جاتا ہے تو اظہار حرکت کے لئے اس کے ساتھ ہاے مختفی لکھتے ہین جیسے (کہ گفت) اور بعض وقت آخر کلمہ مین بھی اس کے ساتھ ہاے مختفی لکھی جاتی ہے جیسے (چنانکہ) اور اردو مین بھی یہی عمل ہے جیسے (اس سے کہو کہ ٹھہر جائے) یا (جبکہ) اہل جمل نے بلحاظ کتابت ایسے کاف کے ساتھ (ہے) کے پانچ عدد بھی محسوب کئے ہین۔ صاحب ملخص تسلیم کا بھی یہی مذہب ہے خواجہ حسین ہروی کے ایک قصیدہ تاریخی سے اس کے استعمال کی سند ملتی ہے جو متضمن جلوس اکبر شاہی ہے جو سنہ ۹۶۳ھ مین واقع ہوا۔ لائق شاعر نے اس کا التزام کیا ہے کہ پہلے مصرع سے تاریخ جلوس نکلے اور دوسرے مصرع سے شہزادہ سلیم کا سنہ ولادت (۹۷۷)

شاد شد دلہا کہ باز از آسمان عدل داد	باز دنیا زندہ شد کز مہر ایام بہار
۹۶۳	۹۷۷
للہ الحمد انیکہ جاہ و جلال شہریار	گوہر مجد از محیط عدل آمد در کنار
۹۶۳	۹۷۷

مہر ہمگوید کہ بیغیر سید کہ آن مہ پارہ را	کر نپے زیب و جمال دہر سازم آشکا
۹۶۳	۹۷۷

(افادہ) لفظ پے کے عدد حالت اضافت مین بہی ۱۲ محسوب ہوتے ہین بعض لوگ غلطی سے ۲۲ شمار کرتے ہین اور یا پر ہمزہ لکہہ کر بشکل (پۓ) لکہتے ہین از روے رسم الخط پے مین صرف ایک یا ہے اور حالت اضافت مین یا پر صرف کسرہ زیادہ ہوتا ہے ۔

حضرت معنی کو ایسے کاف کے ۲۵ عدد مین اختلاف ہے ۔ آپ نے مناظرۂ معنی مین لکہا ہے کہ مرزا طہماسب قلی ترکی تخلص در ۱۰۴۳ سنہ ہجری قصیدہ مایکی نوشتہ و در صلہ آن از عطیات شاہ جہان خلعت خاص جواہر با اسپ و فیل و لک روپیہ نقد سرفرازی یافت و ہمہ شعرا بندرت و قدرت استادیش معترف و از تتبع آن عاجز آمدند ۔ عدد کاف را در مطلع و شعر ہفتم و پانزدہم بست و پنج گرفت ۔ و در شعر سوم و پنجم و ہفتم بست بشمار آوردہ و ہو ہذا ۔

دیر بیدولت کہ یارب جاودان بادا ز جود او	قرین شد علم گل گل ز لطف داور سبحان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
زہی شاہا نکو آئین کہ ماندہا پر اقبالش	یمین عہد را باز و یسار جود را سامان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
نوید جشن شہزادہ ز وصل آمد بحمد اللہ	قرین فر کہ ایزد باد عہد حاجب دوران
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری

طرفہ عجب است کہ در یک قصیدہ یک بام و دو ہوا را پسند کرد لیس برین ہم دو مذہب است ۔ فریقے در کاف نستعلیق عدد ہا ہرگز نمے گیرد باین دلیل کہ

او از حروف مفرد ست و مرکبہ بیست و دال پر سمائے خود ست و تشکلی ست از اشکال اربعۂ مخترعۂ خوشنویسان و عددش بست ست پس بست و پنج گرفتن خطا ست چنانکہ مرزا عبدالقادر بیدل در ابیات نہ گانۂ تہنیت کدخدائی عنایت اللہ خان پسر خورد نواب شکر اللہ خان کہ ہر مصرعش مادۂ تاریخ ۱۱۰۱ دارد در شعرے کاف را بست عدد گرفتہ و ہو ہذا ۔

وقت ست کہ از نوائے دلہا	سازِ دوران رسد بارشاد
۱۱۰۱ ہجری	۱۱۰۱ ہجری

و سر آمد متاخرین یگانۂ زمن غلام مصطفیٰ سخن در قصیدۂ تاریخی چہل و یک بیتی کہ ہر مصرع آن حامل تاریخ ست در یازدہ شعر کاف را بعدد بست آوردہ (انتہی کلامہ) ہم یہ عرض کرتے ہین کہ کاف کے اعداد مین بے شک دو مذہب ہین خواجہ حسین ہروی کے جس قصیدہ کے تین شعر کی نقل ہمنے کی ہے اُسی قصیدہ مین خود آپ نے ایک شعر ذیل مین کاف کے عدد ۲۰ لئے ہین ۔

کس نیارد ہدیۂ زین بہ اگر دارد کسی	ہر کہ دارد گو بیا چیزیکہ داری گو بیار
۹۶۳	۹۷۷

لیکن ہم اس اختلاف کو آیندہ کے لئے باقی رکھنا مناسب نہین خیال کرتے اور آخر پر اس قدر عرض کرنے پر مجبور ہین کہ کاف کے متعلق ہم اپنی واجب التعظیم استاد کی رائے کے ساتھ متفق نہین ہین اس لئے کہ قانون زبان فارسی نے اس کاف کی نسبت جو کسی لفظ کے ساتھ ملا کر نہین لکھا جاتا بلکہ جدا لکھا جاتا ہے بوضاحت لکھدیا ہے کہ اظہار حرکت کے لئے ہائے مختفی اسکے ساتھ

شریک ہے پس اگر ہم چند خطوں کے لئے کاف کے اشکال مختلفہ سے اُس کی اِس صورت (کہ) کو اصلی بھی قرار دیں تو اس کو جدا لکھنے کی حالت میں اظہار حرکت صرف اضافت کے ساتھ نہیں کرسکتے اس لئے کہ قواعد فارسی اس کے خلاف ہیں۔ صاحب تحقیق القوانین فرماتے ہیں کہ کاف تازی با ہاے بیان کسرہ بر چہار دہ نوع آمد (۱) کاف بیان (۲) کاف تعلیل (۳) کاف تشبیہہ (۴) کاف تردید (۵) کاف شرط (۶) کاف عطف (۷) کاف مقولہ۔ (۸) کاف مفاجات (۹) کاف استفہام (۱۰) کاف نفی (۱۱) کاف بمعنی کسے (۱۲) کاف بمعنی بلکہ (۱۳) کاف بمعنی ہم (۱۴) کاف بمعنی از۔ کسی قانون فارسی نے کسی کاف کی نسبت یہ نہیں کہا ہے کہ وہ لفظ سے جدا بھی واقع ہو اور بدون ہاے مختفی لکھا جائے۔ پس ایسی حالت میں ہم کسی ایسے کاف کے اعداد کو جس کو انہیں اقسام مذکورہ میں سے کسی ایک قسم میں شریک ہونے سے گریز نہیں ہے باوجود وجود ۲۰ نہیں منسوب کرسکتے۔ جن مورخین نے قاعدۂ عام کی خلاف ورزی کی ہے اوس کو ہم تسامح کہیں گے۔ کسی کا تسامح یا غلطی خلاف ورزی کلیۂ عام کے لئے سند نہیں ہوسکتی۔ شاہی انعام صرف مصنف کی محنت کا صلہ ہے ہم اس انعام کو فن جمل کی استادی کا سارٹیفکٹ نہیں قرار دے سکتے۔ چون طہماسپ قلی ترکی را ترکی تمام شد تا بہ عبد القادر بیدل چہ رسد و کلام غلام مصطفیٰ اسحٰق را کہ می پرسد کلہم متساوون فی التسامح دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب ایک بڑے پایہ کے شخص سے غلطی ہوتی ہے تو اوس کے پیرو اوس غلطی سے سند لیتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ غلطی غلطی ہے وہ کسی اور کے لئے سند کا کام نہیں دے سکتی

ل

لفظ اللہ کے رسم الخط مین ال ل ہ چار حرف ہین۔ اس کا اصل لفظ الالٰہ تہا۔ قاعدہ عربی کے لحاظ سے تعلیل جاری ہوئی یعنی الف دوم کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی گئی اور ہمزہ کو گرا دیا اَلِلہ ہوا۔ اب دو لام متحرک جمع ہوے اول کو ساکن کرکے دوسرے مین ادغام کیا اللہ ہوا۔ اس تعلیل کے لحاظ سے لفظ اللہ کی کتابت لام مشدّد کے ساتہ مثل الٰہ کے ہونی تہی لیکن رسم الخط فرقانی نے باوجود اس کے دونون لام کو کتابت مین قائم رکہا بنا رعلیہ اہل جمل نے بالاتفاق اللہ کا عدد ۶۶ مانا ہے اور اس مین تشدید کے لحاظ سے ایک لام محسوب نہین ہوا بلکہ کتابت رسم الخط کے لحاظ سے دو لام محسوب ہوئے اور جب لفظ اللہ پر ایک لام اور بڑہایا جاتا ہے تو للہ مین بعوض لام زائد شدہ کے بڑہانے کے لفظ اللہ سے صرف الف کم کر دیا جاتا ہے اور یہی رسم الخط فرقانی ہے لہذا اہل جمل نے للہ کے اعداد ۶۵ مانے ہین۔ قیاس اس کا متقاضی تہا کہ جب اللہ کو عدد ۶۶ مانے گئے تہے تو للہ کے اعداد ۹۵ ہون لیکن یہ قیاس اُس وقت درست ہوتا جب کہ رسم الخط قرآنی مین للہ کی کتابت ۳ لام کے ساتہ لللہ ہوتی۔ حساب جمل تابع رسم الخط ہے اور بس۔

اردو رسم الخط مین للہ کا رسم الخط عربی کے خلاف ہے یعنی ۳ لام کے ساتہ لللہ لکہا جاتا ہے لیکن اعداد مین وہی ۶۵ محسوب ہوتے ہین چنانچہ قدر بلگرامی کی ایک تاریخ مین ایسا ہی عمل ہوا ہے۔

تاریخ کدخدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی طبعزاد استادی قدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ

جاکے دہلی مین جو تم واہ میان ساجد بیگ		بیاہ لائے ہو دولہن گہر کی ہوئی آبادی
لو سنو قدر سے یون مصرع تاریخ نکاح		للہ الحمد مبارک تمہین ساجد شادی
		۱۲۹۹ھ

ہمارا یہ خیال ہے کہ کم سواد خطّاطون نے چہاپہ کی کتابون مین اسکے رسم الخط کو بگاڑا ہے اون کا دست تصرّف اس قدر دراز ہے کہ فرہنگ آصفیہ مین لفظ للہ کو تو جلی قلم سے مطابق رسم الخط فرقانی لکہا ہے اور اوس کے بیان ذیلی مین ایک جگہ پر خوشنویس نے اپنا کام بہی پورا کیا ہے ۔

بعض اہل ہند کا یہ خیال ہے کہ للہ کا رسم الخط اردو مین ۳ لام کے ساتہ (لللہ) ہے یعنی گویا وہ اون خطّاطون کے طرف دار ہین جنہون نے ہر طرف اپنا دام پہیلا رکہا ہے ہم جب رسم الخط فرقانی سے مقابلہ کرکے دکہلاتے ہین اور فرہنگ آصفیہ کو پیش کرتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ دُنون طرح جائز ہے ۔ اگر ہم چند لحاظ کے لئے اس کو تسلیم بہی کر لین تو قدر بلگرامی کی تاریخ متذکرہ عنوان سے اس بات کا فیصلہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اس بحث کا اثر اعداد پر کچہہ نہ پڑنا چاہیئے یعنی للہ کے عدد ۶۵ محسوب ہون ۔

م و ن

بعض الفاظ کی املا مین نون لکہا جاتا ہے اور میم پڑہا جاتا ہے جیسے انبۃ اللہ یا فارسی مین لفظ انبہ جس کو نون کے ساتہ لکہتے ہین اور اس نون کو میم پڑہتے ہین بدین وجہ کہ جمل کا قاعدۂ عام کتابت پر مبنی ہے لہذا تلفظ کا اعتبار نہین کیا جاتا اور اس قسم کے الفاظ مین نون ہی کے عدد محسوب ہوتے ہین ۔

نون تین شکل پر لکھا جاتا ہے (۱) الف کے ساتھ جیسے نا (۲) دوسرا ہاے مختفی کے ساتھ جیسے نہ (۳) تیسرا یا کے ساتھ جیسے نے ۔

ہمکو نا اور نے سے کچھ بحث نہین ہے اس لئے کہ دونون کا رسم الخط معین ہے اور بلحاظ رسم الخط نا کے عدد ۵۱ اور نہ کے عدد ۵۵ اور نے کے عدد ۶۰ محسوب ہون گے ۔ فارسیون نے کہا ہے کہ نون نفی افعال پر بغیر فصل بھی آتا ہے اور فصل کے ساتھ بھی ۔ جیسے قول سعدی رح ہر کہ با بدان نشیند نیکی نہ بیند اس مقام پر بیند کے ساتھ نون ملا کر لکھنا جائز نہ ہوگا اسی طرح کلام حافظ مین (رہ) گفتگو آئین درویشی نبود ؛ ورنہ با تو ماجراہا داشتیم ؛ (نبود) مین نون کو لفظ (بود) کے ساتھ ملا کر لکھنا بھی جائز ہے اور جدا بھی جیسے نہ بود الغرض افعال مین تو کہین ایسا رسم الخط ہے اور کہین ویسا لیکن اسما مین بدون فصل لکھنا جائز ہی نہین ہے بلکہ ہمیشہ فصل کے ساتھ لکھا جاوے گا جیسے نہ آن ۔ نہ این ۔ نہ برد ۔ نہ برین ۔ نہ ترا ۔ نہ جوان ست و نہ پیر ۔ نہ تو و نہ من ۔ نہ چندان ۔ پس رسم الخط نے جن مقامات مین نون نفی کو ہاے مختفی کے ساتھ اور فعل و اسم سے جدا لکھنے کا حکم دیا ہے وہان حرف نون کے ساتھ (ہے) کے عدد بھی محسوب ہون گے ۔ اور افعال مین جہان وصل یا فصل جائز ہے وہان مادہ تاریخ مین فصل سے احتراز اولے ہے اور وصل ہی سے کام لینا چاہیئے ۔ مثلاً نگفت اور نہ گفت دونون جائز ہین تو مادہ تاریخ مین نگفت لکھنا چاہیئے اور نہ گفت سے احتراز اس لئے کہ اگر مورخ نے بلحاظ جواز نون کو الگ لکھ کر اس کے ساتھ ہاے مختفی کا

عدد لیا تو طرز کتابت کی صراحت مادّہ کے ساتہ لازم ہوگی ورنہ مادّہ کی صحت نقل نویسون کے قبضۂ قدرت مین آجاے گی یہی وجہ ہے کہ محتاط اہل جمل نے حکم فرمایا ہے کہ ایسے نون کو جس کا وصل وفصل جائز ہے وصل ہی کے ساتہ لکہا کرو اور مادہ مین صرف نون کے پچاس عدد محسوب کرو جیسا کہ (ب) کے بیان مین ہدایت ہوئی ہے ۔

و

ہم کو واو کے متعلق کچہہ زیادہ عرض کرنا نہین ہے ۔ طریقۂ رسم الخط مین جو واو شامل ہے اور پڑہنے مین متروک اس کے عدد قاعدہ عام کے لحاظ سے محسوب ہون گے مثلاً لفظ (اولٰئک) اور (اُولی الامر) کا واو یا لفظ (عمرو) کا واو اگرچہ پڑہا نہ جاے لیکن حساب جمل مین برابر محسوب ہوگا ۔

اسی طرح زبان فارسی مین لفظ خواب و خویش کا واو اگرچہ نہین پڑہا جاتا لیکن حساب جمل مین برابر محسوب ہوتا ہے ۔

اسی طرح لفظ (داؤد) مین اگرچہ قرائت مین دو واو پڑہے جاتے ہین لیکن چونکہ کتابت مین صرف ایک واو لکہا جاتا ہے تو صرف اسی کے عدد محسوب ہون گے ۔

ہ

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ زبان فارسی مین ہاے مختفی کا عدد حساب جمل مین برابر محسوب ہوگا جیسے لفظ خامہ و جامہ و کہ وغیرہ ۔

محققین جمل نے اس کی صراحت کی ہے کہ جو عربی الفاظ فارسی مین مستعمل ہین

جنمین عربی کی تاے مدوّر فارسی مین (ہ) ہوگئی ہے جیسے عابدۃ سے عابدہ اور دولۃ سے دولہ اور جمیلۃ سے جمیلہ۔ اس کے عدد فارسی مین پانچ ہی محسوب ہون گے۔

جو ہاے مختفی کتابت سے ساقط ہو جاتی ہے جیسے جامہ سے جامہا اور خامہ سے خامہا اور نامہ سے نامہا اس کو خلاف قاعدہ رسم الخط خواہ مخواہ جدا لکھہ کر (ہ) محسوب کرنا جائز نہین ہے۔ صاحب لخص التسلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

ہمزہ

ہم حصۂ گزشتہ مین بھی اس کا ذکر کر آئے ہین کہ ہمزہ نہ داخل حروف ہے اور نہ اس کے عدد محسوب ہوتے ہین۔ اور جو الف عربون اور فارسیون کے پاس ہمزہ سے موسوم اور داخل حروف ہے اوس کو اہل جمل نے الف ہی کہا ہے جیسے لفظ اسلام کا پہلا حرف الف۔

اب اس خاص بیان مین ہم اوس ہمزہ کے قواعد بھی عرض کرتے ہین جو داخل حروف نہین سمجھا جاتا اور کتابت مین سر عین کی شکل مین لکھہ دیا جاتا ہے

صاحب سبحۃ المرجان فرماتے ہین کہ الہمزۃ ان کانت علی صورۃ الالف تعد الفاً کسأل و ما احسن ما قیل (؎) قلبی علی قدک المشوق بالہیفا طیر علی الغصن او ہمزۃ علی الالف ٭ وان کانت علی صورۃ الواو تعد واواً کسؤل او الیاء تعد یاءً کسئل والہمزۃ التی تجئی بعد الالف لا تعد کصحراً لانہا لیست لہا بعد الالف صورۃ من صور حروف الہجاء وانما تکتب

علامتہا علی صورۃ نملیۃ (انتہیٰ) یعنی اگر ہمزہ آوے الف کی شکل مین تو الف شمار ہوگا جیسا لفظ سائل۔ کیا اچھا کہا گیا ہے (ترجمہ شعر) میرا قلب تیرے درد آ قد پر بسبب افسوس و غم کے ایک پرندہ ہے شاخ پر یا ہمزہ الف پر۔
اور اگر ہو ہمزہ صورت واو مین تو شمار کیا جاویگا واؤ جیسا سؤل۔
اور اگر ہو ہمزہ صورت یا مین تو یا شمار کیا جاوے گا جیسے سئل۔
اور جو ہمزہ بعد الف کے آوے وہ کچھ شمار نہ کیا جائیگا جیسے صحراء یہ اس لئے کہ اس کے لئے الف کے بعد کوئی صورت۔ اشکال حروف تہجی سے نہین ہے اور جز این نیست کہ لکھی جاتی ہے اس کی علامت چیونٹی کی شکل پر۔

حقیقت یہ ہے کہ لفظ سائل یا سؤل یا سئل مین الف اور واو اور یا پر ہمزہ کی شکل صرف اس بات کے اظہار کے لئے بنائی جاتی ہے کہ قاری اس حرف کی حقیقت سے آگاہ رہے اور قرائت مین اس کا اظہار کرے۔

لفظ جزئک مین چونکہ ہمزہ کو بشکل یا لکھا گیا ہے اس لئے اس لفظ کے عدد بشمول یا ۴۰ محسوب ہون گے۔ یہی عمل اولئک مین ہوگا یعنی لفظ اولئک کے عدد ۶۷ شمار کیے جاوین گے۔

فارسی مین لفظ کدخدائی اور اردو مین۔ برائی۔ بھلائی کی نسبت یہی حکم ہے یعنی دو یا محسوب ہوتے ہین۔ یہی کیفیت خائیدن۔ زائیدن۔ کی ہے۔ فارسی رسم الخط مین ایسے ہمزہ کے عوض دونون یا کو نقطے دیتے ہین۔ حسین ہروی نے لفظ (پے) کے ۱۲ عدد محسوب فرمائے ہین اس لئے کہ (پے) مین صرف ایک یا ہے۔

للہ الحمد از پے جاہ و جلال شہر یار ۹۶۳		گوہر مجد از محیط عدل آمد در کنار ۹۷۷

آقا طہماسپ نے شہزادہ داراشکوہ کی تاریخ کدخدائی مین یائل مین یا محسوب کی ہے

حسود بدگوہرے او پا نحوست مائل طالع	مرید کلک او بادا سعادت از بن دندان
۱۰۴۳	۱۰۴۳

تاریخ جلوس شاہ اسمٰعیل از ملا محتشم کاشی جسمین لفظ تمیز مین دو یا محسوب ہین

می کرد چو سکۂ حقّ صاحب تنزیل	نقدے کہ عیار بودش از اصل خلیل
۹۸۴ھ	۹۸۴ھ
سکّہ چو رسانید بتمییز ملوک	فرق کہ وسمہ دادہ بشاہ اسمٰعیل
۹۸۴ھ	۹۸۴ھ

(نوٹ) رباعی بالا کے پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ مین کاف کر ۲۵ عدد محسوب ہوئے ہین۔ اور یہ بہی بحث ماضیہ کی سند ہے۔

لفظ ہوئی اور ہوئے کے اعداد مین مورخین ہند نے دو طرح عمل کیا ہے بعض تو اس کے رسم الخط مین دو یا کو تسلیم کرکے ۳۱ عدد محسوب فرمائے ہین اور بعض کہتے ہین کہ صرف ۲۱ عدد محسوب ہونے چاہئین اس لئے کہ اس کا مصدر (ہونا) ہے اور (ہونا کا ماضی مطلق (ہوا) اور اسی کا مؤنث (ہوی) اور جمع مذکر (ہوے) ۔ پس نہ دو یا لکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ۳۱ عدد شمار کرنے کی حاجت۔

ایک تیسرا گروہ لفظ (ہوئی) مین مذہب اول کو پسند کرتا ہے اور لفظ (ہوے) مین مذہب دوم کا پیرو ہے۔

اور یہ سارا جھگڑا اس لئے قائم ہوا ہے کہ رسم الخط کے کسی رسالہ نے ان دونون

الفاظ کے حلیہ کا تصفیہ نہین کیا۔

اہل زبان سے موجودہ افراد کی زبان تو مذہب دوم کی تائید کرتی ہے اور اون کا قلم مذہب اول کا پیرو ہے یعنی مطبوعہ رسائل مین ان الفاظ کی اکثر کتابت دو یا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور جب کبھی اون سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو وہ بصراحت فرماتے ہین کہ یہ الفاظ ۔ ہ ۔ و ۔ ی ۔ سے مرکّب ہین۔

یہ اختلاف صرف (ہوئی) یا (ہوئے) ہی مین نہین ہے بلکہ اس کے مماثل الفاظ (موئی) (موئے) ۔ (چھوئی) (چھوئے) وغیرہ مین بھی ۔

مولانا مولوی سید احمد دہلوی مصنف فرہنگ آصفیہ نے لفظ (ہوئی) کا حلیہ دو یا کے ساتھ لکھا ہے اور لفظ (ہوئے) مین یاے مجہول لکھ کر اوپر ہمزہ دیا ہے ۔ اور (چھوئی) (موئی) اور (موئے) کی کتابت مین بھی دو یا کو کام لیا ہے ۔ نیز آپ نے لفظ (مونا) پر لکھا ہے کہ یہ مرنے کا مرادف ہے اور (موآ) پر جس کے آخر مین الف ممدودہ ہے تحریر فرمایا ہے کہ یہ (مونا) کا ماضی مطلق ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ (مونا) تو مصدر ہے اور (موآ) جو عرف عام مین (مُوا) سے مشہور ہے اس کا ماضی مطلق اور (موئی) اسی کا مؤنث اور (موئے) اسی کا جمع مذکر ۔

حضرت جلیل جو امیر مینائی مغفور کے شاگرد رشید ہین فرماتے ہین کہ (موآ) (مونا) کا ماضی ہم نے سنا ہی نہین اور نہ (مونا) مرنے کے معنون مین مستعمل ہے بلکہ (مُوا) ماضی مطلق ہے (مرنا) کا ۔ اور (مُوا) سے (موئی) اور (موے) صرف ایک یا کے ساتھ ہین ۔

ہمارے استاد جمل جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی نے بزمانۂ قیام حیدرآباد ہم سے فرمایا تھا کہ (ہونا) کے مصدر سے ماضی مطلق (ہوآ) بالف ممدودہ ہے جس کو محاورۂ عام مین (ہوا) کہنے لگے۔ اسی طرح (چھونا) کا ماضی مطلق (چھوآ) تھا جس کو ہم فی زماننا (چھوا) کہتے ہین۔ پس (ہوآ) اور (چھوآ) کا مؤنث (ہوائی) اور (چھوائی) ہے جس کو رسم الخط نے (ہوئی) اور (چھوئی) کی شکل پر رواج دیا ہے

حضرت کامل کے ارشاد کی تصدیق کتابت زمانۂ حال سے ہوتی ہے جو عموماً دو یا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور (ہوآ) اور (چھوآ) کی تائید صاحب فرہنگ آصفیہ سے ہوتی ہے کہ آپ نے (ہونا) کے ماضی مطلق کو (ہوآ) فرمایا ہے۔ الغرض ہماری تحقیق مین زبان کے مقابلہ مین کتابتِ زبان کا پلہ بھاری ہے اور اصول جمل کے لحاظ سے کتابت معتبر ہے نہ قرائت۔ پس ہم (ہوئی) اور (ہوئے) کی کتابت مین ناگزیر دو یا کو تسلیم کرتے ہین اور اسی کا نتیجہ لازمی ہے کہ ان دونون کے اعداد ۳۱ مانتے ہین۔

استادی داغ مغفور سے ہم کو اس کے متعلق گفتگو کا موقع ملا تھا آپ نے فرمایا کہ دونون جائز ہین خواہ ان الفاظ کو ایک یا سے لکھو یا دو یا سے پھر فرمایا کہ ہم نے تو (ہوئی) کا رسم الخط اکثر دو یا سے دیکھا ہے اور (ہوئے) کی کتابت دونون طرح پر۔ پھر آپ ہی نے فرمایا کہ ہم نے اپنی ایک تاریخ مین لفظ (ہوے) کے اعداد (۲۱) محسوب کئے ہین لیکن آئندہ تاریخون مین دو یا کے پابند رہین گے۔ وہو ہذا

داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی
معتمد صاحب ہوے زیبا خطاب
۱۳۰۸ھ

ہمارے استاد جمل قدر بلگرامی نے ہم سے کہا کہ کیننگ کالج کی تاریخ مین ہم نے شعر ذیل مین لفظ (ہوئے) کا استعمال دو یا کے ساتھ کیا ہے اور اس لفظ کے اعداد ۳۱ محسوب کئے ہین ۔

ہوئے میر عمارت نیکدل کرنل جو خوش آئین		دل افزا ہے صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین
۱۸۷۸ع		۱۸۷۸ع

فرمایا کہ بعض احباب نے ہمپر اعتراض کیا اور کہا کہ ہوئے کے عدد ۲۱ محسوب ہونے چاہئیں نہ ۳۱ تو ہم نے اون کو یہ کہکر ساکت کیا کہ اگر آپ کی ایسی ہی خوشی ہے تو (ہوش) مین ایک یا بڑہا دیجئے چھٹی ہوئی ۔ پھر یہ فرمایا کہ بعض تاریخین ہماری ایسی بہی ہین جن مین لفظ (ہوسے) کے اعداد ۲۱ محسوب ہوئے ہین جیسے

نہاں جو آشکارا قدر لکھہ مصراع تاریخی		ہوئے کامل یہ علم آگاہ بار اسی چھتر مین ۱۲۷۶ھ

مؤلف نے عرض کیا کہ اصول جمل کے لحاظ سے دو عملی ناخوشنما ہے یکسوئی ہونی چاہیئے آپ نے فرمایا کہ بے شک لیکن یہ امر تحقیق طلب ہے کہ صحیح رسم الخط ان الفاظ کا کیا ہے جس کے بعد اعداد تابع رسم الخط ہون گے ۔ پھر یہ بہی فرمایا کہ کاتبین تو عموماً (ہوئی) کو دو یا کے ساتھ لکھتے ہین اور ہمارے قلم سے بہی بے ساختہ ایسی ہی کتابت ہو جاتی ہے ۔ افسوس ہے کہ اصلیت حروف پر اب تک کسی نے روشنی نہین ڈالی ۔ بہرحال تمہارے لئے مین یہی صلاح دونگا کہ رسم الخط کے تابع رہو اور یہی حکم ہے اصول جمل کا ۔

اس گفتگو کے بعد ہم ان دونون الفاظ مین دو یا کے پابند رہے اور ۳۱ عدد

محسوب کرنے لگے ۔ اور آج تقریباً بائیس سال کے بعد بھی ہماری تحقیق مین اب تک اسی کا پلہ بھاری ہے ۔ مولانا سید علی کامل کے ارشاد اور صاحب فرہنگ آصفیہ کے اسناد سے بھی ہم (ہوئی ۔ موئی ۔ چھوئی ۔ ہوئے ۔ موئے ۔ چھوئے) مین دو یا کا وجود پاتے ہین اور ۱۳ عدد محسوب کرنے پر مجبور ہین ۔ یعنی ہم مذہب اول کے پیرو ہین ۔

پیروان مذہب دوم اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہین اور اون کے طرز عمل پر ہم کوئی حرف گیری نہین کرتے اس لئے کہ انہون نے ماضی مطلق (ہوا ۔ موا چھوا) پر ہوی ۔ موی ۔ چھوی ۔ کی بنیاد قائم کر لی ہے لیکن ہم اس قدر ضرور عرض کرین گے کہ اون کو اس کا پابند رہنا چاہیئے کہ کتابت بھی ایک ہی یا کے ساتھ کرین اور یا پر ہمزہ نہ دین ۔

تیسرے گروہ کی نسبت البتہ ہم اس قدر کہنے پر مجبور ہین کہ انکو یکسوئی اختیار کرنا چاہیئے ۔ (ہوئی) مین مذہب اول کی پیروی کرنا اور (ہوے) مین مذہب دوم کو ماننا ۔ یک بام و دو ہوا کا مصداق ہے واقعات متذکرہ بالا کے پڑھنے کے بعد یا تو وہ اصلیت اور حقیقت لفظ کو تسلیم کر کے تابع رسم الخط جاریہ رہین یا زباندانان حال کی زبان کے بھروسہ پر رسم الخط کی تبدیل و مذہب دوم کی پیروی فرمائین ۔

جناب امیر مینائی کی ایک تاریخ ہمکو ملی ہے جس مین لفظ ہوئی کا استعمال مادۂ تاریخ مین ہوا ہے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مذہب دوم کے پیرو تھے

تاریخ صحت منشی امتیاز علی وزیر ریاست بھوپال

عمر خضر نصیب مرے دستگیر کو	چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو
لب پر امیر مصرع تاریخ آگیا	اقبال شاہ سے ہوئی صحت وزیر کو
۳۲	۱۳۱۰ = ۱۲ ۷۸

زبان اردو کے رسم الخط کے متعلق جب کوئی رسالہ موجود نہین ہے تو ہم قلمی اور مطبوعہ رسائل سے کام لیتے ہین جو لکھنؤ اور حوالی لکھنؤ اور دلّی اور مضافات دلّی سے شائع ہوتے ہین۔ ان رسائل مین لفظ ہوئی اور ہوئے کا رسم الخط دو یا کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے مخالف بعض خطّاطون کو جب یہ سند رسم الخط ناگوار گزری اور اون کی توجہ ایک یا کے قائم رکھنے اور دوسری یا کے مٹانے کی جانب رجوع ہوئی تو اونہون نے اس قدر تعصب سے کام لیا کہ دو یا کی حقیقی ضرورت کے مقام پر بھی ایک یا پر قناعت کی۔ حضرت امیر کا مشہور لغت آپ کی زندگی مین کامل نگرانی کے ساتھ طبع ہوا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس مین صحّت الفاظ کا بڑا ہی خیال ملحوظ رہا ہے۔ اس لغت مین جہان کہین الفاظ بنائی۔ آئی۔ کوئی۔ ہوئی۔ للچائی۔ وغیرہ مستعمل ہین اونہین بھی ایک یا سے کام لیا گیا ہے اور ضرورت وزن شعر کے لیے اسی ایک یا پر ہمزہ رکھدیا گیا ہے۔ محاورہ (آنکھہ للچائی ہوئی پڑنا) کو (آنکھہ للچائی ہوئی پڑنا) لکھکر جرأت کا یہ شعر سند مین پیش ہوا ہے ؎ ہے غضب اپنی طبیعت اوسپہ ہے آئی ہوئی ؏ جسپہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکھہ للچائی ہوئی ؏ ہم نے اس ایک شعر کو صرف بطور نظیر طرز کتابت و مثال اصلاح رسم الخط پیش کیا ہے سارا لغت اسی قسم کے نظائر سے بھرا ہوا ہے اب انصاف پسند اہل زبان خود دیکھ لین

جرأت کو ملاحظہ فرماوین جو اون کی زندگی مین طبع ہوا ہے جسمین للچائی اور ہوئی دونون کے رسم الخط مین دو یا ہین پس معاصرین کا یہ طرز خاص خاص کتابون مین اصلاح زبان کے ساتہ اصلاح رسم الخط کا حکم رکہتا ہو اور معاصرین اہل زبان اس کو پسند فرماتے ہون اور صحیح مانتے ہون تو ہماری راے مین اون کو ایک یا کے عدد پر قناعت کرنا جائز ہے لیکن اصول قواعد جمل کے لحاظ سے ان کو براہ کرم ہمزہ سے بہی دستکش ہونا چاہیئے اس لئے کہ اگر ہمزہ فی اصل کتابت رہے گا تو وہ بزبان حال پکار اٹھے گا کہ (آئی ہوئی) کو دو یا کے ساتہ لکہو ۔

استادان زبان کے اکثر اون دواوین کی سیر ہمنے کی ہے جو ان کی زندگی ہی مین چہپ چکے ہین اور بعض کا چہاپہ انہین کی خاص نگرانی سے ہوا ہے کل ایسے دواوین مین ۔ بینائی ۔ ہوئی ۔ آئی ۔ کوئی ۔ للچائی ۔ وغیرہ مین دو یا کی کتابت ہمزہ کے ساتہ موجود ہے ۔ بعض معاصرین فرماتے ہین کہ پرانی اردو کا رسم الخط ایسا ہی تہا اور جب روز بروز اس کی اصلاح ہوتی گئی اور زمانۂ حال کی زبان مین بہت سے تغیرات ہو چکے ہین تو اب رسم الخط قدیم کو متروک خیال کرنا چاہیئے ۔ ہم عرض کرتے ہین کہ جو حکم ۔ بہت خوب ۔ لیکن زبان اردو کے ساتہ رسم الخط کی ایسی اصلاح کے لئے جس مین اصلی حروف چہٹ ہو چکے ہین اور قواعد بدیہی کے برخلاف عمل ہوا ہے آخر کوئی نہ کوئی دلیل بہی ہونی چاہیئے (چاہیئے) کو ایک یا کے ساتہ (چاہیے) لکہکر اوسپر ہمزہ دیدینے کا نام اگر اصلاح رسم الخط ہے تو ہماری راے مین اس اصلاح سے رسم الخط

کا خون ہوا ہے۔ جس شعر مین (کوئی) کو اظہار ہمزہ کے ساتھ پڑھنے کے بغیر بحر قائم نہین رہتی اوس مین ناگزیر ہمزہ کو قائم رکھنا اور مظہر ہمزہ کو ترک کر کے ایک یا سے کام لینا ہماری سمجھ مین بالکل نہین آتا کہ کس بنیاد پر ہے۔ کم سے کم اگر انہین استادان مصلح کا کوئی رسالہ رسم الخط اس اصلاح کے لئے سند ہوتا تو ذمہ داری کا بار اون کے سر ہوتا۔ رسالۂ اصلاح رسم الخط قدیم ندارد اور ایسی فاش غلطی کے نشانۂ ملامت بننے کے لئے بے زبان کاتب راضی ہین۔ پھر اصلاح رسم الخط کا دعوے کرنا چہ معنی دارد۔

ہوئی اور ہوئے مین تو کہنے کے لئے یہ گنجایش ہے کہ ہوا سے ہوی اور ہوے بنا لیا گیا۔ مگر جب کہ (للچائی کا ماخذ (للچایا) ہے تو پھر اس کو ایک یا سے (للچای) لکھ کر ہمزہ سے کام نکالنا اور مظہر ہمزہ کی ضرورت نہ ماننا کیسی انوکھی بات ہے

اب ہم اس بحث کو اسی پر ختم کرتے ہین۔ افسوس ہے کہ نہ داغ مغفور ہین نہ امیر مرحوم اور نہ قدر و کامل اگر وہ ہوتے تو اس بحث کا تصفیہ انہین کے ہاتھون ہوتا۔ ہم شائقین فن جمل کی خدمت مین صرف اس قدر عرض کرتے ہین کہ وہ ضرورت جمل کے لئے اس طوفان کے دھوکے مین نہ آئین۔ جہان کہین انکو ایسے الفاظ مین یا پر وجود ہمزہ کا اطمینان ہو وہ اس کو بغرض اظہار ہمزہ دو یا سے لکھین۔ کبھی للچائی اور آئی اور کوئی اور اون کے مماثل الفاظ مین ایک یا سے کام نہ لین اور اصلاح جدیدۂ رسم الخط پر فاتحہ پڑھین۔ ہوئی اور ہوئے۔ چھوئی اور چھوئے اور موئی اور موئے کی نسبت اگر اون کو دلی کے اہل لغت پر بھروسہ ہو اور ہماری رائے کے ساتھ اتفاق تو ان الفاظ مین بھی دو یا داخل کتابت

رکھین اور دونون کے عدد محسوب فرمائین والّا اون کو مذہب دوم کے اختیار کرنے مین آزادی ہے۔ لیکن مذہب دوم کو جدید رسائل کی کتابت کے بھروسہ پر الفاظ للچائی و آئی و کوئی سے متعلق نہ سمجھین وما علینا الا البلاغ

لکھنو کے نامی ناول نگار مولوی عبدالحلیم شرر سے قریب قریب کل ہندوستان واقف ہے حیدرآباد کی خوش قسمتی سے آپ آجکل ناظم تعلیمات کے مددگار ہین۔ جب ہم نے اس بحث مین آپ سے استصواب کیا تو آپنے مہربانی آمود جواب سے ہمکو شکرگزار فرمایا جس کو ہم بجنسہٖ ذیل مین نقل کرتے ہین

(ہوا۔ ہوئی۔ ہوئے۔ کا تلفظ واو سے نہین ہے بلکہ ہمزہ سے ہے۔ اور املا مین ہمزہ کا قاعدہ ہے کہ اپنی حرکت کے مناسب حرف علت کی صورت مین لکھا جاتا ہے اس لئے بجاے (ہوے) کے (ہوئے) لکھنا صحیح ہے۔ اور تاریخ مین دو حرف یا محسوب ہونے چاہیین۔

ہماری راے مین حضرت شرر کی یہ تحریر مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے اور اس سے بھی مذہب اول کی تائید ہوتی ہے۔ قدما کے کلام بلاغت نظام سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ امیر خسرو دہلویؒ کا ایک قطعہ ہمکو یاد ہے جس کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔ اس سے بھی رسم الخط ما فی البحث پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔

رفتم بتماشاے کنار جوئے ۔۔۔ دیدم بلب آب زن ہندوئے
گفتم کہ بہاے سر مویت چہ بود ۔۔۔ آواز برآورد کہ دُر دُر موئے

یادگاران غالب مرحوم سے حضرت تابان دہلوی اور سائل دہلوی

بتقید حیات ہین حضرت تابان کا ایک مطلع ہے کہ (ـــہ) وصل کی شب وہ
سمٹتے ہین ہٹے جاتے ہین ؛ چھوئی موئی ہین کہ چھوے سے مرے جاتے ہین
حضرت سال فرماتے ہین ۔ (ـــہ)

مرنے کی مہر سے اسکو سنا کر خبر کوئی الفت مین اتنی چاہیئے خاطر کو ٹک سوئی		اتنا ہی کہدے اب تو تسلی تری ہوئی ہم جس کو چاہتے ہون تم چاہو اوسی کوئی

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور پیروان مذہب دوم کی توفیق کے لئے دعاے خیر۔

ہمزۂ بعد الف کی نسبت یہ امر فیصل شدہ ہے کہ وہ کوئی چیز نہین ہے اُس کا کوئی عدد محسوب نہ ہوگا اور یہی حکم ہمزۂ بعد واو کی نسبت ہر جیسے لفظ (ضووره) جس کے عدد بترک ہمزہ ۸۱۱ محسوب ہوتے ہین ۔ اس لیے کہ ہمزہ بعد واو مثل ہمزہ بعد الف ہے ۔ اسی طرح (وضووره) کے عدد بہی بترک ہمزہ ۸۱۷ لئے جاوین گے ۔ یہی کیفیت جزءٌ دفءٌ کی ہر جس مین ہمزہ حساب جمل سے خارج رہتا ہے ۔

ہمزۂ بعد الف کی نسبت بعض متاخرین نے ایک عدد محسوب کیا ہے جس کا ذکر صاحب سبحۃ المرجان نے فرمایا ہے ۔ فرماتے ہین کہ وجد بعضهم تاریخ وفاته (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل) وهمزة علماء وهمزة انبیاء محسوبتان فی التاریخ (انتہی) ۱۰۵۲ یعنی بعض نے کسی عالم کی وفات کی تاریخ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ مین پائی ہے ۔ اور الفاظ علماء اور انبیاء دونون مین ہمزہ محسوب

ہوا ہے۔ اس موقعہ پر آزاد بلگرامی نے مورخ کے نام سے سکوت فرمایا ہے لیکن چونکہ وہ تاریخ شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی کی وفات کے متعلق کہی گئی ہے تو معلوم ہو چکا کہ اس کے مصنف و مورّخ متاخرین سے کوئی بزرگ ہین۔

اور اسی طرح آزاد بلگرامی نے احوال عبدالجلیل بلگرامی مین فرمایا ہے

کہ لازم السلطان فرخ سیر وقضی بہا من عنایاتہ ما کان لہ من وطر و نظم لجلوسہ تواریخ الالسنۃ الاربعۃ المذکورۃ والذی بالعربیۃ ہذا (سـ)

قد تولی فرخسیر ملک ہند		ولہ من عون القدیر اعتداد
فاقتبسنا تاریخہ من کلام		حمدی یورثہا من یشاء ۱۱۲۴

والہمزۃ محسوبۃ فی التاریخ لان الجلوس فی سنۃ اربع وعشرین و مائۃ والف (انتہی) یعنی (صاحب "تذکرہ) ملازم ہوا فرخ سیر کا اور روا کیا اس کی عنایتون کی برکتون سے اپنے حوائج کو اور نظم کین اس کے جلوس کے لئے تاریخین چار زبانون مین جن مین سے عربی تاریخ یہ ہے (جو اوپر لکھی گئی) اس تاریخ مین ہمزہ شمار کیا گیا ہے اس لئے کہ جلوس سنہ ایک ہزار ایک سو چوبیس مین ہے۔

اسی طرح نعمت خان عالی نے کامگار خان کی شادی کی تاریخ مین ہجو کی ہے جو سنہ ایک ہزار ننانوے ہجری مین واقع ہوئی تہی جس مین
ہمزہ کا عدد محسوب ہوا ہے (سـ) حرف مد را ساخت مدغم پیر عقل آنگاہ گفت
نحو جائز کرد اینجا التقاء ساکنین تو آزاد بلگرامی نے اس تاریخ کی نسبت
۱۰۹۸ + ۱ = ۱۰۹۹ لکھا ہے کہ مادہ تاریخ مین ایک عدد کی

کمی ہونے کی وجہ سے شاعر نے تعمیہ سے کام لیا ہے یعنی حرف مذکور جس سے الف مراد ہے مادۂ تاریخ مین مدغم کیا ہے اور نیز لفظ التقار کے ہمزۂ مابعد الف کو بھی محسوب فرمایا ہے درحالیکہ ہمزہ کے عدد کا محسوب کرنا تاریخ گویان عرب کے مذہب کے خلاف ہے اس لئے کہ نہ وہ داخل حروف ہے اور نہ اسکے لئے کوئی عدد جمل۔

پھر آپ ہی نے خزانۂ عامرہ مین بضمن احوال یحیی کاشی اس کی تاریخ موت کا ذکر کیا ہے یعنی (ع) احیار سخن چو کرد یحیی جان داد ۱۰۶۴ اور فرمایا ہے کہ اس مادۂ تاریخ مین لفظ احیار کے الف آخر کے بعد کا ہمزہ حساب جمل سے خارج ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اکثر مورخان فارس ہمزہ کا عدد لیتے ہین اور بعض نہین لیتے۔ اور مورخان عرب اکثر ایسے ہمزہ کو ترک کرتے ہین اور بعض اوس وقت محسوب کرتے ہین جب کہ مادہ تاریخ کسی آیت قرآنی یا حدیث مین پایا جاوے جیسا کہ عبدالجلیل بلگرامی نے تاریخ جلوس فرخ سیر مین عمل کیا ہے۔ (جس کو ہم اوپر نقل کر چکے ہین)

ہم اس موقعہ پر صرف اسی قدر بیان پر خاموش نہین رہ سکتے اس لئے کہ یہ کتاب صرف بیان واقعات کے لئے نہین ہے ہم ضرور عرض کرین گے کہ جن شعرائے عرب نے ہمزۂ بعد الف التقار یا احیار کو حرف قرار دیکر اسکا عدد لیا ہے اونھون نے غلطی کی ہے۔ آزاد بلگرامی نے نہ شعرائے قدیم عرب کی اون تاریخات کی نقل کی اور نہ ان کے نام گنوائے محض تذکرۃً ان کے مذہب جمل کا ذکر کر دیا ہے اور موقع کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ

شعرائے عرب یعنی ما فی ذہنہ سنہ ہین عبدالجلیل بلگرامی کے لئے ۔ اور یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ مورخان عرب کے پاس آیۂ قرآنی اور حدیث نبویؐ سے ملے ہوئے مادّہ مین ایسا عمل بعض وقت جائز قرار پایا ہے اس کے متعلق بھی متقدمین کے کسی ایسے مادّۂ تاریخ کی سند نہین پیش ہوئی تاکہ ہم اوس سے اس بات کا اندازہ کرسکتے کہ مورخ کا رتبہ فنّ جمل مین کیسا ہے ۔ ہمارے روبرو اس کے متعلق بھی جو کچھ ہے وہ آزاد بلگرامی کا تذکرہ اور عبدالجلیل بلگرامی کی تاریخ ہے اور بس ۔ اللہ اللہ خیر سلّا ۔

پس ایسی حالت مین ہم ایک عام قاعدہ کے مقابلہ مین جس کی تصدیق محقّقین و متقدمین فن جمل کے اقوال متعددہ سے ہوئی ہے ۔ ایسے استثنائی جزئی کو جائز نہین قرار دے سکتے ۔ عبدالجلیل بلگرامی کو ضرورت وقت نے ایسے عمل ناجائز پر مجبور کیا ہوگا ۔ یا فن جمل مین اونہون نے اپنے معلومات کو اسی حد تک پایا ہوگا ۔ یا آپ سے تسامح ہوا ہوگا ۔

ہم گزشتہ حصہ کے متعدد مقامات پر اون محقّقین کی عبارتون کی نقل کر چکے ہین جنمین سے بعض نے حروف تہجی کے ذیل مین ہمزہ کا ذکر کیا ہے ، اور بعض نے ہمزہ کے عدد کے متعلق صاف صاف لکھدیا ہے کہ ہمزہ کے لئے جمل مین کوئی عدد نہین ہے ۔ اور اونمین سے کسی نے یہ استثنائی جزئیہ نہین بیان کیا کہ آیت قرآنی یا حدیث نبویؐ مین مادّہ پایا جاوے تو برخلاف قاعدہ عام عمل کرنا جائز ہے ۔ اور اون کا طرز بیان بتلا رہا ہے کہ وہ ایسی محتاط افراد تھے کہ اعداد تائے مدوّرہ کی بحث مین اختلاف اقوال کی کوئی جزئیت

اونہون نے اپنے بیان مین نہین اوٹھا رکھی پس ایسی حالت مین آزاد بلگرامی کا صرف یہ فرمادینا کہ مورخان عرب نے برخلاف قاعدۂ عام ایسا کیا ہے بدون سند ہم نہین مان سکتے ۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ بعض مورخین زمانۂ حال اپنے لئے عبد الجلیل بلگرامی کی سند کو کافی خیال کرین لیکن ہم اُنکے لئے کبھی ایسا مشورہ نہین دے سکتے اس لئے کہ غلطی کی مثال کسی کے لئے سند کا کام نہین دیسکتی

اب رہی نعمت خان عالی کی فارسی تاریخ جس مین اونہون نے لفظ التقا مین ہمزہ بعد الف آخرین کو محسوب کیا ہے ۔ وہ بھی فارسی مورخین کے لئے سند نہین ہوسکتی اس لئے کہ زبان فارسی کے قاعدہ اور رسم الخط کے لحاظ سے اون کا عمل غلط ہے یعنی التقاء ساکنین اور احیاء سخن دونون مرکبات زبان فارسی سے ہین اور فارسی کا قاعدہ کہہ رہا ہے کہ ایسے مرکبات مین جب حرف الف آخر کلمہ مین واقع ہو تو مضاف کے بعد یاے حطی کا لانا ضروریات سے ہے ۔ صاحب منتخب النحو فرماتے ہین کہ ہر اسمے کہ در آخر آن الف باشد و ماقبل آن مفتوح بود و ہمچنین واو باشد و ماقبل آن مضموم بود و آن را مضاف کنند می باید کہ یاے زائدہ میان مضاف و مضاف الیہ در آرند مانند ادا ے معشوق و ابروے محبوب و این یا را در وقت خواندن بہمزۂ ملینہ بدل کنند ۔

پس نعمت خان عالی کے مصرع تاریخ مین اگر برخلاف قاعدہ رسم الخط فارسی بجاے ہمزۂ آخرِ لفظ التقاء یا کی کتابت بضرورت تاریخ ترک ہوئی ہو اور ہمزہ کے عدد برخلاف قاعدۂ عامِ جمل محسوب ہوے ہون تو کہا جاسکے گا کہ استاد سخن نے فن جمل کی کمی معلومات کی وجہ سے تسامح کیا ہے ۔ اور ایسا متنزلہ

مصرع ہمکو خلاف ورزی قاعدۂ عام کے لئے سند نہین ہوسکتا۔

باقر گیلانی نے جلوس عالمگیر کے تاریخی بیان کے آغاز مین بضمن لغت قواعد فارسی کالحاظ رکہا ہے اور (ملجاے دوسرا) مین بعد الف ملجا یا کو محسوب فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ ملجاے دوسرا امام المتقین ۱۰۶۸
مکرم جہان مقبول الہ سید المرسلین ۱۰۶۸ (سہ)

سماے حکم وسخا ومہ جمال وکمال		پناہ تاجوران کاسمان ندیدہ جہان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

اس شعر مین لفظ سما کے بعد یا مطابق قاعدہ ہے۔ صاحب ملخص تسلیم فرماتے ہین کہ ہرگاہ کدخدائی یا اولئک مین ہمزہ کے عوض یا محسوب کی جاتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے تو ازاجارد ماشاء کا ہمزہ بعد الف بہی مستحق یک عدد ہے۔ ہم کہتے ہین کہ اولئک مین یا کی کتابت بغرض اظہار ہمزہ ہوئی ہے۔ اور رسائل مین الف بہی بغرض اظہار ہمزہ ہے۔ اور سئول مین واو بہی اسی غرض سے ہے۔ پس اہل جمل نے اولئک مین یا اور رسائل مین الف اور سئول مین واو محسوب کرنے کا حکم ہمزہ کی خاطر اور اس کی کسی مرتبت کی وجہ سے نہین دیا بلکہ کتابت اور رسم الخط کی وجہ سے جس مین ی۔ ا۔ و موجود ہے۔ ہرگاہ ابتدائی بیان مین یہ بات طے ہوچکی ہے کہ ہمزہ کوئی مستقل حرف نہین ہے تو پہر ماشاء کے ہمزۂ آخر کے لئے عدد کی سفارش بے موقع اور غیر موجہ ہے۔ قواعد اس کی قبولیت کے مانع ہین امید ہے کہ آپ معاف فرماوین

صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ الفاظ دیوانہ یا بیگانہ کا ہمزہ

ہمزہ بعد الف کا حکم رکہتا ہے یعنی بلحاظ رسم الخط اس کو حروف لفظ مین کچہہ دخل نہین ہے اور نہ ان کے لئے حروف ثلاثہ یعنی الف۔ واو۔ ی سے کوئی حرف موجود ہے۔ قواعد فارسی کی رو سے لفظ دیوانۂ یا بیگانۂ کا اصل لفظ دیوانئی یا بیگانئی تہا لیکن جب کہ قاعدہ نے رسم الخط سے دو یا کو حذف کر کے اس کے عوض صرف (ء) کو قائم کر دیا ہے تو اب حساب جمل مین بروے قاعدۂ عام ہمکو رسم الخط کی پابندی لازم ہے پس دیوانۂ کے اعداد ۷۶۔ اور بیگانۂ کے اعداد ۳۸ محسوب ہون گے اور ہمزہ کا کوئی عدد نہ لیا جاوے گا۔

ی

جن الفاظ عربی کے آخر مین یا ہے اور فارسیون نے اوس کو الف سے بدل دیا ہے جیسے تمنی۔ ماجری۔ جس کو فارسیون نے تمنا اور ماجرا کر لیا ہے اس کے حرف آخر کے عدد عربی مین بلحاظ کتابت یا دس محسوب ہون گے۔ اور فارسی مین بلحاظ کتابت الف۔ ایک۔

صاحب ملخص تسلیم نے حبیب اللہ بشیر کی ایک تاریخ پر اعتراض فرمایا ہے اور وہ تاریخ یہ ہے۔

بشیر القصہ جب تفتیش سال اسکا کیا مین نے
سروش غیب نے ترغیب یون مجھکو بایما کی
نمایان مصرع تاریخ مطبوع طبائع ہو
عجب لکھی گئی توشیح اردوے معلیٰ کی
۱۲۹۵

آپ فرماتے ہین کہ درین قطعہ قافیۂ افزا و ہویدا و ایما و دنیا آشکارست معلیٰ بیاے محض بوجہ تاریخ و در قوافی الف قاعدۂ عربی جاری

کردن بجاست (انتہی)

افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے غور سے کام نہین لیا اردوے معلی کی یا کو زباندانان اردو نے بہ تبدیل الف جائز نہین رکہا۔ پس بیچارے مورخ نے اگر لفظ صحیح کو استعمال کیا تو اوسپر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا اوس نے یا کو بضرورت تاریخ نہین قائم رکہا ہے بلکہ بضرورت صحت لفظ و رسم الخط قائم رکہا ہے۔ جو غلطی اس مادہ مین ہے وہ اور ہے یعنی مورّخ نے لفظ (گئی) مین صرف ایک یا کو محسوب فرمایا ہے تسلیم سہسوانی نے غالبًا اس پر غور نہین فرمایا۔

لائق مؤلف فرماتے ہین کہ موسے و روسے و سوسے و توسے و ہمین قیاس ولجوسے و گوسے بدو یاست۔ ہم کہتے ہین کہ اس موقعپر آپسے تسامح ہوا ہے۔ دو یا محسوب ہونے کی ضرورت اوس وقت ہو گی جب کہ ہم ولجوسے کو ولجوئے کہین یا گوسے کو گوئے یا توسے کو توئے یا موسے کو موئے

ہم اس قاعدے کو ہمزہ کے ذیل مین بیان کر آئے ہین اور درحقیقت اس کا اصلی مقام وہی ہے۔ لائق مؤلف نے چون کہ الفاظ موسے۔ روسے۔ سوسے۔ توسے۔ ولجوسے۔ گوسے۔ کے رسم الخط کو بدون ہمزہ لکہا ہے اور ایسے یا کے عدد ۲۰ لینے کا حکم دیا ہے اور خواہ نخواہ حرف یا کے ذیل مین اس کا ذکر فرمایا ہے لہذا دفع غلط فہمی کے لئے اس موقعپر ہمنے صراحت کردی

حروف مشدّدہ

حروف مشدّد کی نسبت قاعدہ عام کے ذیل مین بہی ایک اجمالی بیان گزرا ہے

اور آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں بضمن بیان صنعت تاریخ لکھا ہے کہ

یعد المشدد حرفاً واحداً کالمشدد وکذلک الہمزۃ الممدودۃ کآمن (انتہی) یعنی شمار کیا جاتا ہے حرف مشدد و ایک حرف جیسا لفظ مشدد اور اسی طرح ہمزہ ممدودہ جیسا لفظ آمن۔

ہمزۂ آمن کی بحث پہلے بضمن حرف الف کی ہے اس موقع پر اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حرف مشدد کی نسبت صاحب معدن الجواہر نے بھی صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ حساب جمل میں تشدید کوئی چیز نہیں ہے چونکہ جمل کا قاعدہ عام کتابت پر مبنی ہے اور تشدید کی وجہ سے کتابت میں کوئی تکرار نہیں واقع ہوتی لہذا اہل جمل نے حرف مشدد کو ایک ہی حرف قرار دیا ہے اور جہاں کتابت میں مشدد کے دو حرف لکھے جاتے ہیں جیسے اللہ وہاں یہ سمجھنا چاہیئے کہ لام اول درحقیقت قرارت میں داخل نہیں ہے بلکہ لام دوم مشدد ہی سے قرارت کا کام لیا جاتا ہے اور اس خاص رسم الخط کا بیان حرف ل پر گزر چکا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس کلیہ کو تسلیم فرما کر فرمایا ہے کہ اگر کوئی مورخ الفاظ مشددہ کے مکرر شمار سے مادہ تاریخ حاصل کرے تو یہ ایک قسم کی صنعت ہوسکتی ہے جیسا کہ آپ کی ایک تاریخ ہے۔ و ہو ہذا۔

تعمیر مسجدے چو امیر علی نمود — تاریخ سال جستم و فرمود زاہدے
ہجری ست با مشدد و فصلی بضابطہ — بر چاہ باولی شدہ تیار مسجدے
۱۲۹۷ ف

آپ نے اس مادۂ تاریخ سے جو فی الحقیقت سنہ فصلی کا مادہ ہے تشدید

یا ے لفظ تبّار سے دو یا محسوب کر کے ۱۳۱۱ ہجری بھی پیدا کیا ہے اور عمل غلط کا نام صنعت رکھنا چاہا ہے اور یہ گویا اس بات کی ہدایت ہے کہ قواعد جمل کی خلاف ورزی کرنے والے صنّاع کا لقب پاوین ۔ اگر ایسی آزادی عطا کر دی جائے اور غلطی کو صنعت کہہ دیا جائے تو سارا قاعدہ خاک مین ملجائیگا ۔ ایک مادّہ سے دو مادون کا حاصل کرنا بے شک ایک صنعت ہے جس کا نام صنعت ذو تاریخین ہے اور ہمنے اس کا ذکر بجاے خود کیا ہے اور وہ صنعت اُس وقت قرار پاسکتی ہے جب کہ قواعد جمل کی پابندی کے ساتھ وہ خوبی حاصل ہو جو اس صنعت کی تعریف ہے اگر ہمارے مشفق کو اپنی تاریخ بحال اور برقرار رکھنے کے لیے کوئی خاص نام ہی درکار ہے تو ہم اس کا نام صنعت مصنوعی رکھتے ہین جس سے بچنا اس کی تلین تعریف ہے ۔

دوسرا باب عمل یعنی فروع جمل کے متعلق

پہلی فصل تاریخ کے متعلق

(۱) تاریخ کی تعریف

کسی چیز کے وقت کے پیدا کرنے کو اہل لغت تاریخ کہتے ہین اور اصطلاح مین ایک علم کا نام ہے جس مین واقعات عام یا خاص کا ذکر کرین ۔

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ تاریخ در اصطلاح عبارت ست از تعیّن کردن مدتے از ابتداے امر عظیم و قدیم و مشہور تا ظہور امر ثانی کہ عقب اوست تا کہ دریافتہ شود بزمانہ آیندہ و دیگر ظہور این امر ثانی بلحاظ

نسبت بعد مدت امر قدیم مشہور اول ۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ تاریخ نام صنعتی ست از صنائع علم بدیع واین عبارت ست ازآن کہ متکلم بیان کند سال ہجری یا سال دیگر را براے وقوع امرے بلفظے یا بفقرۂ یا مصرعے یا زیادہ ازان کہ اعدادش بحسب حساب جمل موافق سال مذکور باشد ۔

صاحب سبحۃ المرجان کا قول ہے کہ ومنہا مختصۃ بالعرب کاستخدام المضمر وحسن التخلص والتاریخ علی قاعدۃ الجمل وغیرہا (انتہی) یعنی اور بعض اونمین سے عرب کے ساتہ مخصوص ہین جیسے صنعت استخدام ضمیر وحسن تخلص اور تاریخ بقاعدہ جمل وغیرہ ۔

آپ ہی نے غزلان ہند مین فرمایا ہے کہ فقیر صنائع عربی وہندی ملاحظہ کردم سہ قسم برآمد بعضے مشترک در عرب وہند مثل ایہام وحسن التعلیل الخ و بعضی مختص بعرب مثل استخدام مضمر وحسن التخلص یعنی گریز قصیدہ تاریخ بقاعدۂ جمل وغیرہا وبعضے مختص بہ ہند ۔

پہر آپ ہی نے سبحۃ المرجان مین لکہا ہے کہ التاریخ ہو عبارۃ عن ان یبیّن المتکلم عاما ہجریا لوقوع حادثۃ بقاعدۃ الجمل وہو عروۃ لا یدی الادبار ولعبۃ فی محافل الظرفاء والعجب انہم قصروا عن ادار حقہ حیث ما ادخلوہ فی سلک انواع البدیع ولم ینظمہ احد من اصحاب البدیعیات التی طالعتہا وہو حریّ بذلک اما ادبار الفرس فقد قضوا حقہ وذکروہ فی انواع البدیع الفارسی (انتہی) ۔ یعنی تاریخ عبارت ہے اس سے کہ متکلّم سال ہجری کسی

حادثہ کے وقوع کا فنّ جمل کے قاعدہ سے بیان کرے اور یہ صنعت ایک دستانہ ہے ادیبون کے ہاتہ مین اور ایک کہلونا ہے ظریفون کی محفلون مین اور تعجّب اس کا ہے کہ مؤلفین عرب نے اس صنعت کا حق ادا کرنے مین کوتاہی کی ہے بدین وجہ کہ اس کو اقسام فنّ بدیع مین ذکر نہین کیا اور نہ اصحاب بدیعیات مین سے جو میری نظر سے گزرے ہین کسی نے اسکو نظم کیا حالانکہ یہ صنعت ذکر کرنے کے قابل ہے ۔ لیکن فارس کے ادیبون نے اسکا حق ادا کیا ہے اور فارسی کے فنّ بدیع کے اقسام مین اس کو بہی جگہ دی ہے ۔

صاحب ہفت قلزم کا قول ہے کہ "تاریخ عبارت ست از آن کہ جہت حدوث واقعہ لفظے یا مصرعے یا زیادہ کہ بحسب حروف مکتوبہ از روے حساب جمل موافق تاریخ سال ہجری آن باشد تاریخ آن کنند (انتہی)

صاحب منتخب اللغات نے لفظ تاریخ پر صرف اس قدر لکہا ہے کہ وقت چیزے پدید آمدن باشد وبس ۔

اب ہم کہتے ہین کہ لفظ تاریخ کے اصطلاحی معنون مین اہل لغت نے کوتاہی کی ہے اور اس کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ اون کو اس فن پر عبور کامل نہ رہا ہو اور تعجّب اس کا ہے کہ جن مصنفین فن جمل نے اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتہ کیا ہے اونہون نے بہی تعریف اصطلاحی لفظ "تاریخ پر توجہ مبذول نہین کی ۔ اگر ہم اس موقعپر تعریف اصطلاحی کو افراد تاریخ پر حاوی نہ رکہین گے تو خود ہمکو اقسام تاریخ کے بیان کرتے وقت مشکلات کا سامنا ہوگا یعنی بعض اقسام تاریخ ۔ تاریخ کے ذیل سے نکل جاوین گے ۔ پس جمل کی واقفیت عامہ نے ہمکو اسپر مجبور کیا ہے کہ ہم

لفظ تاریخ کی اصطلاحی تعریف حسب ذیل کرین۔

(۱) تاریخ اوس حرف یالفظ یا الفاظ کا نام ہے جن کے اعداد حروف سے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ یا

(۲) محض اون الفاظ سے امور ذیل واضح ہون۔

(۱) سنہ مطلوب۔ یا

(۲) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ۔ یا

(۳) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز۔ یا

(۴) سنہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز و وقت۔

تعریف کے حصہ اول کا تعلق فن جمل سے ہے۔ اور حصہ دوم جمل سے غیر متعلق

تعریف کے حصہ اول کی قدامت کا پتہ بعض قدیم تصانیف سے ملتا ہے لیکن اوس زمانہ کے مورخ اس کے پابند نہ تھے کہ حرف یالفظ یا الفاظ تاریخ بلحاظ واقعہ مطلوب التاریخ مناسب یا معنی دار تجویز کرین۔

بعض متاخرین محقق نے بھی اس کو لکھا ہے کہ بامعنی اور متعلق بواقعہ الفاظ مین تاریخی مادہ حروف ابجد سے پیدا کرنا غالباً استادان عجم کی ایجاد ہے۔ اور متقدمین عجم مین بھی خال خال افراد ہی ایسے گزرے ہین جن کے نام سے بعض تاریخی مصرعے منسوب ہین جیسے انوری جس نے ایک مکان کی تعمیر کی تاریخ نظم کی تھی۔

اے نمودار سپہر لاجورد	(۵۴۲ھ)	گشتہ ایمن چون سپہر لاجورد
بود در نرد فرح نقش بکام		تا فرح تاریخ این نقش ست و نرد ۲۸۸ + ۲۵۴

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عجم مین بھی ابتدا ابتدا مین اہل سست تاریخین لکھی جاتی تھین

اس تاریخ کو اگر محاسن تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو نہایت ادنیٰ درجہ کی تاریخ ہے لیکن محض بے معنی الفاظ کے مقابلہ مین بہت اچھی ہے۔ حافظ شیرازی رحمہ کی بعض تاریخین البتہ کسیقدر ٹھیک ہین اگرچہ اون مین بھی وہ باتین جمع نہین ہین جن کو اس زمانہ نے محاسن تاریخ مین داخل کیا ہے۔ منجملہ اونہین تاریخون کے حافظ شیراز علیہ الرحمہ کی یہ تاریخ بھی مشہور ہے۔

کشف رحمت حق منزل او دان وانگہ		سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق ۷۵۶

بعض متقدمین عجم اور متاخرین عرب نے البتہ اس طریقہ مین یہ خوبصورتی پیدا کی کہ وہ اس مقصد کو معنی دار الفاظ مین حاصل کرنے لگے جس سے۔ تاریخ کی رونق دوبالا ہوگئی۔

بعض اہل لغت نے تاریخ کی تعریف مین سنہ ہجری کی جو تخصیص بیان کی ہے ہماری راے مین وہ بھی غیر موجّہ ہے اس لئے کہ تاریخ کو کوئی خصوصیت صرف سنہ ہجری سے نہین ہے عربی مورخین نے سنہ ہجری یا محمدی مین تاریخ لکھی ہو۔ فارسیون نے ان دونون کے سوا سنہ نوروز وغیرہ سے بھی کام لیا ہو۔ واہل ہند نے اپنے ملک کے مروّجہ سنین کے لحاظ سے مختلف سنین مین تاریخین کہی ہون مسلمانون کے پاس سنہ ہجری یا محمدی کی ترجیح یا ہنود کے لئے سنہ سمّت یا اور کسی سنہ کی فضیلت اسی طرح پارسیون کے لئے سنہ نوروز کی اہمّیت یہ تمام ایسی چیزین ہین جن کا اثر تعریف لفظ تاریخ پر نہین پڑ سکتا ہم نے سنین مختلفہ کا خاص بیان اس کتاب کے خاتمہ کے لئے اٹھا رکھا ہے اور اس موقعپر اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہین کہ ہماری تحقیق مین سنہ ہجری کی تخصیص کو تعریف لفظ تاریخ مین داخل کرنا غلطی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ تاریخ داخل صنائع و بدائع ہے یا نہین ۔ اس کے متعلق ہم صرف قدر دانان اساتذۂ فارس یا آزاد بلگرامی کے تعجب اور صاحب معدن الجواہر کے اتباع کے پیرو نہ ہون گے دیکھنا یہ ہے کہ بلغاء عرب نے اس کے متعلق کیا کہا ہے صاحب سبحۃ المرجان نے اپنی حد علم تک فرما دیا ہے کہ ادبائے عرب نے تاریخ کو بدائع مین جگہ نہین دی ۔ جس کا آپ کو تعجب ہے اور ہمکو اس لئے تعجب نہین ہے کہ تاریخ کی تعریف سے خود ہمکو اطمینان ہو چکا ہے کہ اس مین کوئی ایسی نُدرت نہین ہے جس کی رو سے تاریخ کو بدائع و صنائع مین داخل کرین ۔ جب واضع جمل نے ہر ایک حرف کے لئے اُس کا عدد مقرر کر دیا تو اون حروف کے مجموعہ سے ایک سنہ کا حاصل کرنا کون سی ندرت ہے ۔ ہرگاہ قدماے عرب اس مجموعۂ حروف کو معنی دار الفاظ مین مرتب کرنے کے بھی عادی نہ تھے تو وہ تاریخی بے معنی جملہ یا لفظ کو داخل بدائع و صنائع کیون کرتے ۔ متقدمین فارس نے اون حروف سے معنی دار لفظ پیدا کرنے مین البتہ اپنی روشنی طبیعت سے کام لیا ہے لیکن اس مین بھی کوئی جدّت یا ندرت نہین ہے ۔ جس کے لحاظ سے ہم تاریخ کو ایک خاص قسم کی صنعت مانین عربون اور فارسیون نے جس قدر اقسام صنائع کی تعریف بیان فرمائی ہے انمین سے اکثر صنائع کا استعمال طبّاع مورخین اپنی تاریخون مین کیا کرتے ہین جس کے لحاظ سے ہم نے صنائع تاریخ کا ایک خاص بیان اسی فصل مین قائم کیا ہے ۔ پس ہماری راے مین کوئی ایسی قوی وجہ نہین ہے جس سے نفس تاریخ کو داخل اقسام بدائع کیا جاے ۔ بدیع کے لغوی معنی نو پیدا شدہ کے ہین ۔ ہرگاہ واضع جمل نے فن جمل کو اون دو خاص ضرورتون کے لئے وضع کیا جن کا بیان اس کتاب کے باب اول مین

گزر چکا ہے تو تاریخ کی معنوی قسم اسی پہلی غایت مین داخل ہے اور کوئی بات اس سے پیدا نہین ہوئی ۔ قدماء عرب سے جو لوگ کام سے کام رکھتے تھے وہ مجموعۂ حروف سے تاریخ کا مقصد حاصل کر لیتے تھے اور اپنے قیمتی وقت کو تلاش لفظ معنی دار مین نہین صرف کرتے تھے یا یون سمجھو کہ وہ اس کو ایک بیکار کام خیال کرتے تھے یا علم کی کمی نے مجبوراً یہی راستہ دکھلایا ہو اور پھر علما نے اسی کو اصل مقصد کے لئے کافی سمجھا ہو ۔ فارسی طباعون نے اگر معنی دار الفاظ کا التزام کیا اور مہمل الفاظ پر اس کو ترجیح دی تو اون کی اس تراش خراش کو دل کے خوش کر لینے کے لئے کھینچ تان کر داخل صنائع کر لینا اور بات ہے ۔ لیکن اس سے فاضل بلگرامی کا وہ مقصد نہین حاصل ہو سکتا کہ تاریخ کو خواہ نخواہ ہم اقسام بدائع سے ایک قسم قرار دے لین اس لئے کہ فاضل موصوف کی بیان فرمائی ہوئی تعریف مین الفاظ تاریخ کا معنی دار ہونا شرط نہین ہے اور اہل اصطلاح نے لفظ یا الفاظ معنی دار کی قید لگائی ہے ۔ پس ہماری رائے مین نفس تاریخ داخل صنائع نہین ہے ۔ ہمکو قدماے عرب کے اس عمل پر ذرا تعجب نہین ہے کہ انہون نے تاریخ کو داخل بدائع کیون نہین کیا ۔ جن کو اس سے اختلاف ہے وہ اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہین اور بدین وجہ کہ یہ صرف اعتباری بحث ہے ہم اس کے متعلق اس سے زیادہ خامہ فرسائی کرنا (ع) عزم منزل بدل و محو تماشا در راہ ؛ ہونا نہین چاہتے شائقین فن کو اون کی بصیرت بڑھانے کے لئے اسی قدر کافی ہے جس قدر ہم نے بیان کیا ۔

واضح ہو کہ جس حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد جمل سے سنہ حاصل

ہوتا ہے اس کو اہل جمل نے مادّہ تاریخ سے موسوم کیا ہے اور جن الفاظ سے سال مطلوب صوری طور پر حاصل ہوتا ہے اُنپر مادّہ کا اطلاق نہین کیا جاتا بلکہ اُنکا نام صوری تاریخ ہے اور اس کو فن جمل سے کوئی واسطہ نہین۔ تاریخ کے اقسام باعتبارات مختلفہ مختلف ہین جن کو ہم اسی کے متصلہ بیان مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

(۲) تاریخ کے اقسام

بیان عام اقسام تاریخ کے بیان مین بعض محققین فن جمل نے اختصار سے کام لیا ہے اور بعض نے اپنے مذاق کے لحاظ سے اُمین کمی وبیشی کی ہے۔

صاحب معدن الجواہر کی راے مین تاریخ کی صرف تین قسم ہین۔ (۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری ومعنوی۔ بعض نے پانچ قسم بیان کرکے تعمیہ وتخرجہ کو بھی اقسام تاریخ مین شمار کیا ہے۔ اور بعض نے بعض صنائع تاریخ کو داخل اقسام کیا ہے۔ بعض حضرات نے اقسام جمل کو بھی اقسام تاریخ قرار دیا ہے۔

ہماری راے مین مختلف اعتبارات سے تاریخ کے مختلف اقسام ہین اور صنائع تاریخ کو اقسام سے کچھہ تعلق نہین ہے۔ اس لئے کہ جن صنائع تاریخ کا ذکر ہم اسی فصل کے آئندہ بیان مین کرین گے وہ ہر ایک قسم تاریخ مین آسکتے ہین اور اقسام جمل کو اقسام تاریخ مین ملا دینا تو عام کو خاص کردینا ہے کیونکہ تاریخ کے مجموعی اقسام۔ اقسام جمل سے ہر ایک قسم مین داخل ہوسکتے ہین۔

الغرض ہم نے اقسام تاریخ کو مختلف اعتبارات سے ذیل مین عرض کیا ہے تاکہ شائقین فن کو اقسام کی حقیقت اچھی طرح پر معلوم ہوسکے۔

(الف) باعتبار حقیقت باعتبار حقیقت تاریخ کی تین قسم ہین (۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری و معنوی۔ صاحبان جمل کو ان اقسام ثلاثہ سے اتفاق ہے۔ بعض محققین نے ایک چوتھی قسم تعمیہ کے نام سے بیان کی ہے اور ہم اس کو تمام اقسام سے متعلق خیال کرتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے اس کو ان اقسام ثلاثہ سے خارج رکھا ہے اور آگے چل کر اوس کے مقام پر اوس کو ہدیہ ناظرین کرین گے۔

صوری زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی منسوب بصورت یعنی ظاہر اہل جمل نے اوس لفظ یا اُن الفاظ کو تاریخ صوری کہا ہے جن سے سنہ مطلوب معلوم ہو۔ محققین نے اگرچہ اس قسم کو من وجہٍ اقسام تاریخ مین داخل رکھا ہے لیکن فی الحقیقت اس کو جمل سے کچھ تعلق نہین ہے۔

اس کی مثال رباعی ذیل سے ظاہر ہے جس کو صاحب ہفت قلزم نے ذکر کیا ہے

سلطان تیمور مثل او شاہ نبود
در ہفتصد و سی و نہ درآمد بوجود
در ہفتصد و ہفتاد و یکے کرد خروج
در ہشتصد و ہفت کرد عالم پدرود

اسی طرح سعدی علیہ الرحمہ نے کتاب گلستان کی تاریخ بھی صوری لکھی ہے

دران مدت کہ مارا وقت خوش بود
ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود

اب ہم کہتے ہین کہ قسم صوری مین وہ الفاظ بھی داخل ہین جن سے سنہ مطلوب کے ساتھ تاریخ و مہینہ یا روز۔ یا تاریخ و مہینہ و روز تینون ظاہر ہون جس کی ایک مثال حسب ذیل ہے۔

چون بہ تخت سلطنت بنشست آن شاہ فریس
بستم شوال بود و ہشتصد یوم الخمیس

اگرچہ ہماری تعریف کا حصۂ آخرین اوس تعریف قسم صوری سے زائد ہے

جسپر اہل جمل کا اتفاق ہے یعنی اہل جمل نے صوری کی تعریف صرف اسی قدر بیان کی ہے جس کو ہم نے آغاز بیان مین عرض کیا ہے لیکن ہماری راے مین حصۂ آخرین تعریف کے لحاظ سے جو بضمن تعریف ہمارے بیان مین گزرا تمثیل آخر الذکر کو بھی تاریخ صوری مین داخل سمجھنا چاہیئے ۔

الف کی دوسری قسم ۔ تاریخ معنوی ہے ۔ معنوی بھی زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی منسوب بہ معنی کے ہین پس اہل جمل نے تاریخ معنوی اوس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام رکھا ہے جن کے اعداد جمل کے مجموعہ سے سنۂ مطلوب حاصل ہو تاریخ ذیل اس کی مثال ہے

(لمؤلفہ)

ای واقف قانون عدالت افسوس — وی ماہر احکام وکالت افسوس
در پیشیِ حق رفتی و گفتم تاریخ — مقصود علی نمودہ رحلت افسوس
۱۳۰۰ھ

الف کی تیسری قسم ۔ (صوری و معنوی) ہے ۔ یہ جامع ہے ہر دو اقسام اول الذکر کی یعنی جب تاریخ کے الفاظ سے صرف سنۂ مطلوب ظاہر ہو یا سنہ کے ساتھ ۔ تاریخ و ماہ ۔ یا ۔ تاریخ و ماہ و روز ۔ یا ۔ صرف تاریخ و ماہ ۔ یا ۔ صرف تاریخ و ماہ و روز ۔ اور اعداد حروف کے مجموعہ سے بھی وہی سنہ حاصل ہو تو ایسی تاریخ صوری و معنوی کہلاوے گی ۔

صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ اس قسم کو بعض اہل جمل نے صنع الصنع بھی کہا ہے جناب مولانا محمد حسن علیشاہ نائطی قدس سرہ کے لوح مزار مبارک پر جو حیدرآباد مین

واقع ہے مولوی عبد القادر نائطی طاہر تخلص کی کہی ہوئی ایک تاریخ کندہ ہے جو صورت اول قسم ہذا کی اعلیٰ مثال ہے ۔

(نمبر ۱)

چون عاشق ذات قل ہو اللہ احد　　شد واصل رب لم یلد لم یولد
این صوری و معنویست تاریخ وصال　　ہشتاد و چہار و یکہزار و دو صد
۱۲۸۴

مندرجہ ذیل مثال مین الفاظ سنہ کے ساتہ ماہ و تاریخ و روز بہی موجود ہے کسی استاد فن نے ۹۱۵ھ مین لکہا ہے ۔

(نمبر ۲)

گفت بالطف سال تاریخ وفات بادشاہ　　ہفدہ شعبان و نہصد پانزدہ یوم جمعہ
۹۱۵

نمبر ۳ لمؤلف الکتاب

محمد زمان خان عالی نژاد　　سر شام چون مہر گردون نہفت
ولا فکر سال شہادت نمود　　فلک ہفتم ماہ ذی حج بگفت
۱۲۹۲

مؤلف حقیر کے فرزند (غازی الدین احمد) کی تاریخ ولادت استادی افضل مغفور نے فرمائی تہی ۔

(نمبر ۴)

تاریخ ولادتش رقم زد افضل　　شب شنبہ بیستم جمادے الاولی
۱۲۹۷

اس تاریخ مین شب کے الفاظ بہی داخل مادۂ تاریخ ہین ۔ اور محققین نے کہا ہے کہ ساعت اور دقیقہ بہی داخل ہو تو ایک قسم کا حُسن ہے ۔

حسامی نے ظہیر الدین بابر بادشاہ کی ولادت مین یہ تاریخ کہی ہے ۔

(نمبر ۵)

چون در ششم محرم زاد آن شہ مکرم		تاریخ مولدش ہم آمد ششم محرم ۸۸۸

جب بابر بادشاہ نے دہلی کو فتح کیا تو کسی استاد نے اس کی تاریخ لکھی ۔

(نمبر ۶)

گشت در پانی پت ابراہیم شاہ		شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت و روز و سال و تاریخ ظفر		صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ مین لفظ بود بھی شامل ہے اور ایسا شمول غیر مستحسن ہے

جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی ولادت کی تاریخ کسی استاد نے لکھی ہے ۔

(نمبر ۷)

للہ الحمد کہ آمد بوجود		آن کہ از کون و مکان منتخب است
بادشاہے کہ ز شاہان جہان		اکبرش نام جلالش لقب است
سال و روز و مہ و سال میلاد		شب یکشنبہ و پنج رجب است ۹۴۹

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ مین واو عطف داخل نہین ہے ۔ صاحب معدن الجواہر بطریق افادہ فرماتے ہین کہ تورانیون کی زبان مین پانچوین کو پنج کہتے ہین ۔ فصحاے ایران نے لفظ پنجم کا استعمال میم فاعلی کے ساتھ کیا ہے جو ترجمہ ہے خامس کا ۔

صاحب ہفت قلزم نے لکھا ہے کہ خواجہ حسین انصاری نے خواجہ عبداللہ احرار کے گنبد کی تاریخ صوری و معنوی کہی ہے وہو ہذا ۔

(نمبر ۸)

خسرو عالی گہر عبد العزیز		ساخت این عالی بنا بے ریب و شک
ہست نہ طاق فلک در جنب او		پست چون گوے زمین زیر فلک
معنوی لفظی بود تاریخ آن		سال ہجرت نہ صد و پنجاہ و یک ۹۵۱

(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ مین الفاظ سال ہجرت شریک ہین جو محاسن تاریخ کے خلاف اور من وجہٖ غیر صحیح ہین ۔

عبدالقادر بداؤنی نے کتاب منتخب التواریخ مین بضمن تذکرۂ ہمایون بادشاہ لکھا ہے کہ ذیحجہ سنہ ۹۶۱ھ مین بادشاہ سلامت کابل سے راہی ہو کر عازم ہند ہوئے اور یہ اس کی تاریخ ہے ۔

(نمبر ۹)

خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ آنکہ		گوے سبقت برد از شاہان پیشین بے شکے
بہر فتح ہند از کابل عزیمت کردہ شد		سال تاریخ توجہ نہ صد و شست و یکے ۹۶۱

(افادہ) اس تاریخ مین لفظ شست سین مہملہ کے ساتھ لکھا گیا ہے ۔ فارسی مین لفظ شست ستہ کا ترجمہ ہے ۔ متاخرین املا مین تغیر کر کے صاد مہملہ سے لکھنے لگے ۔

تاریخ ذیل کے مورخ فیضی اکبر آبادی ہین جو غزالی مشہدی کی وفات پر لکھی گئی ہے ۔

(نمبر ۱۰)

قدوۂ نظم غزالی کہ سخن		ہمہ از طبع خداداد نوشت
عقل تاریخ وفاتش بدو طور		سنۂ نہ صد و ہشتاد نوشت ۹۸۰

(نوٹ) اس تاریخ مین لفظ سنہ کے عدد بھی شامل ہین اور یہ قابل اعتراض ہے

یا تو صرف نہ صد و ہشتاد سے تاریخ مکمل ہوتی یا سالم مصرع سے ۔ صورت اول مستحسن تھی لیکن یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ لفظ سنہ تو داخل اعداد ہوا اور لفظ نوشت خارج ۔ مورخ اگرچہ بڑے پایہ کے شخص گزرے ہیں لیکن غالباً فن جمل کی کمی معلومات کی وجہ سے ان سے تسامح ہوا ہے ۔

ہم نے اس قسم کے ذیل میں متعدد نظائر کا تذکرہ بے وجہ نہیں کیا ہے ۔ طبّاع مورخین اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک تاریخ میں ایک ایک خاص بات ہے اور بدین وجہ کہ بعض تاریخیں استادان فن کی ہیں ہم نے اونکو ہدیۂ ناظرین کیا ہے ۔

محقّقین فن کا اتفاق ہے کہ صوری معنوی تاریخوں میں ترجیح اُس تاریخ کو ہے جس میں بھرتی کا کوئی لفظ نہ ہو جیسے نظائر بالا سے تاریخ نمبر (۱)

واو عاطفہ کو بھرتی نہیں کہہ سکتے اور اس کا ترک ناجائز نہیں ہے ۔

سنہ یا سال کا لفظ اس وقت قابل اعتراض نہ ہوگا جب کہ مصرع میں داخل اور الفاظ بیانیۂ مادّہ سے متعلق نہ ہو ۔ مثلاً تاریخ نمبر ۸ میں لفظ سال قابل اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ سالم مصرع مادہ تاریخ ہے ۔ اور تاریخ نمبر ۱ میں لفظ سنہ قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس کا تعلق لفظ نوشت سے ہے جو مادہ تاریخ سے خارج ہے ۔

مہینہ کے عوض لفظ ماہ یا شہر اسی طرح ایّام کے عوض لفظ روز یا یوم داخل مادّہ ہو سکتا ہے ۔

علیٰ ہذا شب یا صبح کے الفاظ کے ساتھ اِن کے موزون اور مناسب الفاظ کا

استعمال بہی خوبی مین داخل ہے۔ مثلاً اوّل شب۔ یا آخر شب۔ یا شب قدر شب برات۔ یا صبح عید وغیرہ

(ب) باعتبار لفظ باعتبار لفظ تاریخ کے دو قسم ہین۔ (۱) تاریخ مفرد (۲) تاریخ مرکّب۔ تاریخ مفرد وہ ہے جو کسی حرف کے عدد جمل سے حاصل ہو۔ اس قسم کی بعض تاریخین صنائع تاریخ کے استعمال سے حاصل ہوئی ہین جیساکہ ناسخ نے ایک حکیم کی تاریخ لکہی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک حکیم پر شاہی عتاب ہوا جس کی تنخواہ الٹ تہی بحکم شاہی صما کردی گئی۔ بدقسمتی نے اسی سال پہر اسکو عتاب کا نشانہ بنایا اور تنصیف تنخواہ کا حکم ہوا۔ اب حکیم جی ماحہ کے ماہوار دار رہ گئے۔ پہر اسی سال قسمت کی گردش نے تیسری مرتبہ اس کو زک دلائی اور پہر تنصیف ماہوار کی سزا پائی۔ یعنی ما ھسہ ماہوار رہ گئی۔ طبّاع مورخ نے اس کی تاریخ کہی۔ (دمیو ہذا)

از حاے حکیم ہشت برگیر
سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

حرف (ح) کے عدد جمل ۸ ہین۔ اس کی تنصیف کیجیئے تو (۴) ہوئے پہر تنصیف کیجیئے تو (۲) اور تنصیف دفعہ سوم مین (۱) رہگیا۔ ان چارون ہندسونکو ایک سطر مین لکہیئے تو ۱۲۴۸ سنہ واقعہ کے مساوی ہین۔

ہم اس صنعت کو صنائع تاریخ مین تفصیل کے ساتہ بیان کرین گے۔ اس موقع پر تاریخ مفرد کی تعریف مین اس قدر بیان کافی ہے۔

اسی طرح ممکن ہے کہ اور شکلین بہی تاریخ مفرد کی پیدا ہون۔ فرض کرو کہ کسی کا نام غالب ہوا اور اوس کی وفات [illegible] ہجری مین واقع ہوا اور سر نام کے

حرف کو سال وفات قرار دیا جائے۔ یا کسی کے نام سے حرف اول و آخر لیکر اسکے متعلق کسی واقعہ کی تاریخ قرار دی جائے۔

تاریخ مرکّب وہ ہے جو ایک یا کئی الفاظ پر شامل ہو۔ جیسے ابھی ابھی نواب محسن الملک مغفور کی تاریخ کسی شاعر نے یغفر لہ ۱۳۲۵ کہی ہے۔ یہ دو لفظوں سے مرکّب ہے جن کے اعداد جمل سال وفات یعنی تیرا سو پچیس کے مساوی ہین۔ ہم نے ایک لڑکی کی ولادت کی تاریخ — صغری بی بی سے لکھی جس کے اعداد ۱۳۲۴ ہین اور یہی ولادت کا ہجری سال تہا۔ اور اسی نام سے وہ موسوم کیگئی یہ تاریخ دو الفاظ سے مرکب ہے۔

(ج) باعتبار کلام باعتبار کلام تاریخ کے دو قسم ہین (۱) تاریخ منثور (۲) تاریخ منظوم

تاریخ منثور وہ تاریخ ہے جو ایک یا کئی جملون یا فقرون کی عبارت سے حاصل ہو اس کی مثال اس کتاب کے دیباچہ کی وہ عبارت ہے جس کے ہر ایک فقرہ سے اس کا سنہ تالیف پیدا ہے۔

تاریخ منظوم وہ تاریخ ہے جو ایک مصرع یا جزو مصرع یا شعر سالم سے پیدا ہو جیسے ناصر علی سرہندی نے ایک مسجد کی تاریخ لکھی ہے جو سالم مصرع کی تاریخ ہے

(و ہو ہذا)

آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ   مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بنائے او علی سے گوید   اینک شدہ حسن مطلع بیت اللہ
۱۱۰۵

جزو مصرع کی تاریخ نورالدین جہانگیر بادشاہ دہلی کی وفات کی تاریخ ہے جو لوح مزار پر کندہ ہے (و ہو ہذا)

چو تاریخ وفاتش جست کشفی		خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت ۱۰۳۶

سالم شعر سے تاریخ کی مثال ہماری "تاریخ ذیل ہے۔ جو بتقریب عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری و معتمد حضور پر نور سرکار نظام دکن ادام اللہ اقبالہم۔ ہم نے لکھی ہے۔

وقع النکاح بجلسۃ		تاریخہا ارخ الولا	فلقد تزوج ابنت ۱۰۸۳	۱۳۲۵ھ	احمد حسین مطیب ۲۴۳

اسی طرح نواب وقار الملک بہادر آنریری سکرٹری علی گڈہ کالج کے خطاب نوابی کی تاریخ بہی سالم شعر میں ہم نے لکھی ہے۔

خاطب نائب القیصر	۱۳۲۶	مولانا بالنواب

(نوٹ) اس تمثیل کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کتاب کیا

(د) باعتبار مادۂ تاریخ | باعتبار مادّہ بہی تاریخ کے دو قسم ہین (۱) مستقل۔ (۲) غیر مستقل۔ مستقل مادّہ وہ ہے جو بنفسہ کامل ہو۔ اعم از ینکہ مفرد ہو یا مرکّب۔ منثور ہو یا منظوم۔ اس کی مثالین وہی ہین جو الف اور ب پر گزرین۔ غیر مستقل مادّہ وہ ہے جو تعبیہ یا تخرجہ کا محتاج ہو۔ اس کی مثالین پیش کرنے سے پہلے تعبیہ اور تخرجہ کی حقیقت بیان کرتے ہین۔

تعبیہ و تخرجہ

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ جمل کا اصطلاحی لفظ تعمیہ ہے بمعنی نابینا کردن و پنہان کردن و پوشیدن چیزے و بمعنی ساختن چیزے کہ غریب نماید اور نیز آپکا قول ہے کہ اصطلاح اہل بدیع مین معمّی کہنے کو تعمیہ کہتے ہین اور اصطلاح اہل جمل مین تعمیہ وہ ہے جس کے ذریعہ سے تاریخ کے اعداد کو درست اور برابر کرین خواہ زیادتی کے ذریعہ سے

یا کمی کر ذریعہ سے بقول آپکے تعمیہ کی ۳ قسم ہین (۱) اگر مادۂ تاریخ مین کمی ہو تو اسکی بھرتی کرین جس کا نام تدخلہ ہے (۲) یہ کہ اگر مادۂ تاریخ مین اعداد کی زیادتی ہو تو اسکو کم کرین جس کا نام تخرجہ ہے (۳) یہ کہ مادہ کی تکمیل عمل تخرجہ و تدخلہ دونون سے کرین (الخ) ۔ بعض اہل جمل نے کہا ہے کہ تعمیہ کی قسم اول کا نام تعمیۂ داخلی ہے اور قسم دوم کو تعمیۂ خارجی کہتے ہین ۔ اور یہ صرف لفظی اختلاف ہے تعمیۂ داخلی کہین یا تدخلہ ۔ تعمیۂ خارجی کہین یا تخرجہ بہرحال دونون اقسام ہین تعمیہ کے ۔

بعض کا قول ہے کہ اہل جمل نے تدخلہ کا خاص نام تعبیہ رکھا ہے تعبیہ کے لغوی معنی آراستہ کرنے اور ڈھاپنے اور عجیب چیز کے بنانے کے ہین ۔ اگرچہ تعبیہ اور تعمیہ کے معنی قریب قریب ایک ہین ۔ لیکن اہل جمل نے کسی مادہ تاریخ کی کمی کو مٹانے اور اس کے عیب یا نقص کو ڈھاپنے کا نام تعبیہ رکھا ہے اس کا عکس تخرجہ ہے جس کی تعریف اوپر بیان ہو چکی ہے ۔

بہرحال ہماری راے مین تعمیہ اور تعبیہ ایک ہین ۔ تعمیہ کو تعبیہ کا مرادف قرار دیکر اس کے ذیلی اقسام کا نام تدخلہ یا تخرجہ رکھین یا تعبیہ اور تخرجہ کو بنفسہ دو مستقل اصطلاح قرار دین دونون کا نتیجہ معنًی ایک ہے صرف لفظی فرق ہے ۔ اگرچہ ان الفاظ کی حقیقت کا پتہ کسی قدیم تصنیف سے نہین ملتا لیکن یہ عمل قدیم الایام سے عربی اور فارسی اور اردو شاعری مین بضمن تاریخ جاری ہے ۔

ہم پہلے تدخلہ کا عمل ہدیۂ ناظرین کرتے ہین کہ کن طریقون سے جاری ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم کا قول ہے کہ تدخلہ اور تخرجہ مین الفاظ ۔ سر ۔ ترجیح لب ۔ تاج ۔ اوّل ۔ ابتدا ۔ بالا ۔ زبر ۔ کے اشارہ سے اسوقت کام لیا جاسکتا

جب کہ پہلے حرف کو شریک مادّہ کرنا یا خارج کرنا مقصود ہو۔ اگر الفاظ سہ حرفی سے درمیانی حرف کا تعمیہ کرنا چاہو تو میان۔ جگر۔ قلب۔ روح۔ جان۔ سینہ کمر۔ ناف۔ سے۔ اشارہ کر سکتے ہین۔ اور حرف آخر کا تعمیہ مطلوب ہو تو پا۔ دامن۔ انتہا۔ زیرین۔ آخر۔ غایت۔ نہایت۔ کے اشارہ سے کام لے سکتے ہین۔ اور اسی قیاس پر کلمۂ پنج حرفی مین حرف دوم کو۔ دوش سینے گلو۔ کتف۔ سے تعبیر کر سکتے ہین اور حرف چہارم کو۔ ران۔ زانو۔ ساق

ہم کہتے ہین کہ صرف تعمیۂ حرفی مین آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اور تعمیۂ لفظی سے یہ متعلق نہین ہے۔ تعمیۂ حرفی و لفظی کا فرق ناظرین کو اون مثالون سے خود بخود معلوم ہو جاوے گا جو اسی بیان مین آگے آوین گی۔

لیکن تعمیۂ حرفی مین بھی ان اشارون کا انحصار لازمی نہین ہے اس لئے کہ اور اشارون سے بھی استادون نے کام لیا ہے جو لطیف ثابت ہوئے ہین جیسے چشم بد دور کا تعمیۂ خارجی تمثیل نمبر ۱۲ مین ہے جو ذیل مین آنے والی ہے بہرحال لطافت شرط ہے ورنہ تعمیۂ بے لطافت ہیچ ہے۔ اور باوجود لطافت تعمیہ کو غیر تعمیہ پر ترجیح نہین الّا بحالت خاص جیسے کہ تمثیل ۱ و ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰۔ وغیرہ۔

اشارہ تہہ کا تدخلہ ایسا ہونا چاہیئے جیسے سر ارادت۔ اور اشارۂ رخ اس طرح پر ہو جیسے رخ انور سے عیان ہے تاریخ۔

اشارہ لب۔ جیسے لب عالم سے یہ دعا نکلی۔ اس ترکیب مین ایک عمل تو یہ ہو سکتا ہے کہ لب عالم سے (ع) کا تدخلہ ہو۔ اور دوسرا عمل

اس سے زیادہ لطیف یہ ہے کہ لب عالم کے سالم اعداد سے دعا کے اعداد خارج کرکے باقی ماندہ عدد مادۂ تاریخ کی تکمیل مین محسوب کرین۔ لب کی عوض زبان یا نوک زبان کا اشارہ بھی مستحسن ہو۔

اشارہ تاج ایسا لطیف ہو جیسا کہ تاریخ تمثیل (۱) مین یعنی اگر اس تاریخ مین تاج پہ نور سے پ کے عدد بغرض تدخلہ لین تو ایسا تدخلہ لطیف ہوگا۔ اگرچہ مورخ نے اس تاریخ مین تاج پر نور کے سالم اعداد سے کام لیا ہے ہم نے اشارون کی صراحت مزید بغرض تفہیم کی ہے اور روشن خیال مورخین کے لئے اسی قدر اشارہ کافی ہے۔

لائق مصنف کی آخری رائے سے ہم متفق نہین ہین یعنی الفاظ پنج حرفی مین حرف اول و چہارم کے لئے جو اشارے بیان ہوئے ہین اون کی مثال ہماری نظر سے نہین گزری اور نہ فن معما مین حرف دوم کو دوش۔ گلو کتف۔ کہا گیا ہے اور نہ حرف چہارم سے۔ ران۔ زانو۔ ساق۔ مراد لی گئی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ایسا تعبیہ دلچسپ بھی نہ ہوگا۔

تاریخ گوئی مین عمل تدخلہ مستحسن نہین ہو۔ اور مجبوری کی حالت مین کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض استادان فن نے اس کو نہایت لطافت کے ساتھ استعمال کیا ہے تاہم تاریخ مستقل کو اسپر ترجیح ہے۔ اس لئے کہ مادہ غیر مستقل غیر کا محتاج ہوجاتا ہے۔ ہم ذیل مین ایک لطیف تعبیہ کی مثال پیش کرتے ہین جس کو خود ہم نے ملک معظم قیصر ہند کے جشن تاجپوشی مین لکھا ہے۔ اور یہ ایک مکمل قصیدہ کا انتخاب ہے۔

(نمبر ۱)

جب تلک نخل میں ہو بیول کی خلقت قائم		نخل اقبال شہنشہ رہے سرسبز مدام
صنعت تعمیہ جب تک عن تاریخ میں ہے		تاج پرنور کو ہو فرق شہنشہ پہ قیام ۸۶۲ + ۱۰۴۰

(فرق شہنشہ) کے اعداد ۱۰۴۰ پر (تاج پرنور) کے اعداد ۸۶۲ بڑہانے سے تاجپوشی کا سنہ حاصل ہوتا ہے جو ۱۹۰۲ عیسوی ہے ۔

اسی طرح ایک موت کی تاریخ میں ہمنے تعمیہ داخل کیا ہے۔ اور مرثیۂ تاریخی کا انتخاب حسب ذیل ہے ۔

(نمبر ۲)

تاریخ او بہ تعمیہ گوید سروش غیب		خیر النسا حضور شہ انبیا رسید ۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱
روح الامین بگفت کہ بنگر مراتبش		خیر النسا بدرگہ جل و علا رسید ۹۵۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

(نوٹ) خیر النسا۔ نواب غلام غوث خان بہادر والی کرناٹک کی بی بی تہین جن کی وفات سال ۱۳۲۱ ہجری میں واقع ہوئی تہی۔ جس کی یہ تاریخ ہے ۔

بعض مورخین نے مصرع سالم میں تاریخ لکہی ہے اور صرف ایک حرف یا لفظ سے تعمیہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہون تواریخ ذیل ۔

(نمبر ۳ تاریخ کتاب اشارات بینش)

خوش آمد بے خوشامد چون اشارات		فدائے ہر ادایش صد دل و جان
خرد با چشم بینش گفت سالش ۲		پسند خاطر معنی پسندان ۱۲۶۳ + ۲ = ۱۲۶۵

اس تاریخ میں مولف نے چشم بینش یعنی ب کے دو عدد سے تدخلہ

کیا ہے جس کو تاریخی مصرع کے ۱۲۶۳ کے ساتھ ملانیسے ۱۲۶۵ عدد حاصل ہوتے ہین اور یہی سنہ تالیف کتاب ہے۔

کسی شاعرنے تاریخ کہی ہے

(نمبر ۴)

بصدق دل نوشتم مصرع سال ۲۲۸	مبارک باد این جشن عروسی ۱۰۳۰ + ۲۲۸ = ۱۲۵۸ھ

الفاظ صدق دل کے ۲۲۸ عدد مصرع تاریخ مین شریک کرنے سے سنہ مطلوب ۱۲۵۸ حاصل ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل تاریخ عربی کا ذکر آزاد بلگرامی نے سبحۃ المرجان مین بضمن ترجمہ مولانا احمد التانیسری فرمایا ہے جس مین ایک نئی قسم کا تدخلہ ہے۔

(نمبر ۵)

صار فکری مستعیناً واحداً ۱	واقتفی تاریخہ فتح قریب ۸۰۰

یہ مادہ تاریخ امیر تیمور کی فتح الہند کا ہے جو سنہ ۸۰۱ ہجری مین واقع ہوئی شاعرنے فتح قریب مین ۸۰۰ عدد پائے اور ایک کی کمی کو واحد سے پورا کیا۔ اور یہان لفظ واحد سے شاعر کا مقصد صرف ایک عدد ہے اور اس قسم کا تدخلہ حسن مین داخل ہے بادی النظر مین ایسا تدخلہ لفظ واحد کے کامل عداد سے سمجھا جاوے گا۔ جب کہ مورخ نے صرف معنی سے تدخلہ کیا ہے تو اس کا اشارہ مصرع اول مین ضرور تہا۔

مندرجہ ذیل تاریخ مین تدخلہ ایک نئے ڈہنگ پر ہوا ہے۔

(نمبر ۶)

سنیدش از لب افضل شنیدم
ا
عطاے باغ از محبوب سبحان
۱۲۸۱=۱+۱۲۸۰

لب افضل سے الف مراد ہے ۔ مؤرخ نے ایک کی کمی کو بذریعہ تدخلہ پورا کیا ہے

تاریخ ذیل مین تدخلہ کی ایک جدا شان ہے

(نمبر ۷)

باجانِ ادب سروش سالِ تاریخ
د
گفتا شب گشت بندگان عالی
۱۲۶۴=۴+۱۲۶۰

یہ نواب کرناٹک کی تقریب شب گشت کی تاریخ ہے جو افضل الشعرا شیرین سخن خان راقم مغفور نے لکھی تھی ۔ جان ادب یعنی (د) کے عدد سے مادّہ کی بھرتی ہوتی ہے ۔

ہم نے تدخلہ کی متعدد تمثیلین محض اس غرض سے پیش کین کہ ہر ایک مین تدخلہ کا رنگ جدا ہے ۔ شائقین فن اون کے ملاحظہ سے واقف ہو جاوین گے کہ تدخلہ کس کس ڈھنگ سے کیا جاتا ہے ۔

اب ہم ذیل مین تخرجہ کی چند مثالین پیش کرتے ہین ۔ استادان فن کا قول ہے کہ تقاریب تہنیت کی تواریخ مین تخرجہ سے ہرگز کام نہ لینا چاہیئے ۔ اس لئے کہ تخرجہ غیر محمود مانا گیا ہے ۔ خوشی کے مواقع پر غیر محمود طریقہ کا استعمال نامناسب ہے

کسی اُستاد نے تاریخ ذیل مین کیا اچھا تخرجہ کیا ہے ۔

(نمبر ۸)

ارّخ آگاہ من التخرجہ
قد خرج الرّوح عن المرتضیٰ
۱۲ ۳۶

یہ تاریخ ایک بزرگ کی رحلت پر لکھی گئی ہے جن کا نام (مرتضی) تھا۔ مرتضی کے عدد ۱۴۵۰ ہیں۔ اور رحلت ۱۲۳۶ھ میں واقع ہوئی تھی لہذا مؤرخ نے روح کے اعداد ۲۱۴ سے تخرجہ کیا اور بے شک ایسا تخرجہ لطیف ہے۔

اسی طریقہ پر ہم نے فارسی میں ایک تاریخ لکھی ہے

(نمبر ۹)

گفتم تاریخ او روان شد		جان از بدن غلام حیدر

بدن غلام حیدر کے اعداد جمل ۱۳۴۹ ہیں اور انکی موت ۱۲۹۵ھ ہجری میں واقع ہوئی تھی لہذا ہم نے لفظ جان کے ۵۴ عدد کا تخرجہ کیا

تاریخ مندرجہ ذیل میں تخرجہ کی ایک دوسری شکل ہے

(نمبر ۱۰)

کنند گریہ خلائق بنالہ و فغان		ملائک آہ کشیداز وفات احمد خان ۶ ۱۱۹۱

یہ تاریخ احمد خان بنگش کی وفات کی ہے جو ۱۱۸۵ھ ہجری میں واقع ہوئی وفات احمد خان کے عدد ۱۱۹۱ تھے۔ لائق مورخ نے لفظ آہ کے ۶ عدد کا تخرجہ خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے۔

اسی طرح تذکرہ مرآۃ الخیال مؤلفہ شیر خان لودی کی تاریخ کلمہ بیتا دلی تخرجہ کے ساتھ لکھی ہے۔

(نمبر ۱۱)

این چمن زاریکہ مرآۃ الخیالش گفتہ اند		دارد از حسن معانی یک جہان رنگ کمال
صورت تاریخ انجامش توان بے پردہ دید		گر تامل پردہ بردارد ز مرآۃ الخیال ۱۱ ۲ ۱۴ ۱۳

مرآۃ الخیال کے اعداد ۱۳۱۳ ہین جن مین سے لطافت پسند مورخ نے پردہ کے ۲۱۱ عدد کا تخرجہ کیا ہے جس کے بعد ۱۱۰۲ عدد بچ رہتے ہین جو مساوی ہین سنہ تالیف کتاب کے ۔

حضرت راقم مغفور استاد مؤلف نے ایک حوض کی تاریخ لکھی ہے جس مین تخرجہ کی نئی صورت ہے ۔ (دیکھو ہذا)

(نمبر ۱۲)

چو تیار گردید درخانہ باغ   پئی نجم دین خوشنما حوض آب
سنش چشم بد دور راقم بگفت   زہے چشمہ چون چشمۂ آفتاب

مصرع تاریخی کے اعداد ۱۲۶۱ تھے جن مین سے مورخ نے چشم بد یعنی ب کے دو عدد کا تخرجہ کیا ہے جس سے ۱۲۵۹ عدد باقی رہجاتے ہین جو سنہ تعمیر کے مساوی ہین ۔

مندرجہ ذیل تاریخ مین تخرجہ کی ایک نئی شکل ہے ۔ یہ بھی حضرت راقم کی تاریخ ہے ۔

(نمبر ۱۳)

زین شہر فنا امیر ممتاز   چون راہی جادۂ فنا شد
بے پائے شکیب سالش از دل   ممتاز بہشتیان ندا شد

ممتاز بہشتیان کے عدد ۱۲۵۶ ہین اور موت ۱۲۵۴ھ ہجری مین واقع ہوئی تھی لہذا شاعر نے پائے شکیب یعنی ب کے دو عدد سے تخرجہ کیا ۔

صاحب ہفت قلزم نے ایک تاریخ کا ذکر کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت مبارک پر کسی عجمی نے لکھی ہے ۔ اس کا تخرجہ بھی پسندیدہ

ہے ۔ وہو ہذا

(نمبر ۱۴)

سال نقلش خرد بتعمیہ گفت	از محمدؐ زمانہ خالی شد

زمانہ کے عدد ۱۰۳ ہین اور محمدؐ کے عدد ۹۲ ۔ پس ۱۰۳ سے ۹۲ کا تخرجہ کرنیسے ۱۱ باقی رہ جاتے ہین اور یہی سال ہجری ہے رحلت مبارک کا ۔

شائقین فن جمل کو اپنی بصیرت بڑہانے کے لئے تخرجہ کی اس قدر مثالین بہت کافی ہین جو کہ ہم نے پیش کین اور وہ تخرجہ اور تدخلہ محض لچر ہے جو منہ چڑانے کا حکم رکہتا ہے جیسے سرآہ یا سردرد سے کیا جاوے یا سرغم خاج کیا جاوے تخرجہ ہو یا تعمیہ ایسی لطافت کے ساتہ ہونا چاہیئے جس سے ہمیشہ دو معنی پیدا ہون ۔ ایک عام معنی بلا لحاظ تخرجہ یا تدخلہ اور دوسرے خاص معنی بلحاظ تدخلہ یا تخرجہ ۔ اسی کی مثال امثلہ متذکرۂ صدر کی بعض تاریخین ہین ۔

اب ہم ذیل مین تیسری قسم کی بہی چند مثالین پیش کرتے ہین جن مین تدخلہ اور تخرجہ دونون کا عمل ہوا ہے تاریخ ذیل کے مصنف نعمت خان عالی ہین

(نمبر ۱۵)

زہق الباطل ست و جار الحق	معنی فتح شاہ عالم گیر
سال تاریخش از خرد جستم	این چنین گفت عقل خوش تقریر
بوالحسن داشت جا بچار محل	بدرش کرد زان میان تقدیر
چون برون رفت او بجاش نشست	شاہ اورنگ زیب عالم گیر

چارمحل کے عدد ۲۸۲ ہین جن مین سے بوالحسن کے عدد ۱۵۷ کا تخرجہ کرنا چاہیئے ۔ اور باقی ماندہ ۱۲۵ عدد کو مصرع تاریخ کے ۹۷۳ عدد مین داخل

کرنا چاہیئے مجموعہ ۱۰۹۸ ہوگا اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

والہ داغستانی نے اپنی تالیف تذکرۃ الشعرا کی تاریخ اسی طریقہ پر لکھی ہے جوکہ سال ۱۱۶۱ ہجری مین لکھا گیا وہو ہذا

(نمبر ۱۶)

این تذکرہ چون طرب فزاے دل شد		تاریخش راز دل خرد سائل شد
گفتا ز ریاض الشعرا رفت خزان		در وی چو بہار سر زدہ داخل شد

ریاض الشعرا کے اعداد ۱۶۱۳ سے خزان کے اعداد ۶۵۸ کا تخرجہ کیا جائے تو ۹۵۵ بچ رہتے ہین پھر اعداد لفظ بہار ۲۰۸ مین سے بلحاظ الفاظ سر زدہ (ب کے) ۲ عدد کم کرکے باقیماندہ ۲۰۶ کو ۹۵۵ مین داخل کرین تو ۱۱۶۱ عدد حاصل ہوتے ہین ہم سمجھتے ہین کہ یہ عمل لطیف ہے ۔ محاورہ دانان زبان فارسی اس تاریخ کی داد دینگے اسی قسم کی ایک تاریخ موت ہمنے بھی لکھی ہے جس کو ذیل مین عرض کرتے ہین

(نمبر ۱۷)

بندہ سال رحلت خیر النسا بیگم نوشت		شد بگلزار جنان روزیکہ دنیا را گذاشت

خیر النسا بیگم ۔ کے عدد ۱۰۲۴ ہین جنکو گلزار جنان کے ۳۶۲ مین بقاعدۂ مذکو شامل کرنے سے مجموعاً ۱۳۸۶ ہوتے ہین جس مین سے دنیا کے عدد ۶۵ کو خارج کرنے سے ۱۳۲۱ باقی رہتے ہین اور یہی سنہ وفات ہے ۔

اسی قسم کی ایک تاریخ بتقریب مسند نشینی والی سلطنت آصفیہ دام اقبالہ مولوی عبدالقادر نائطی طاہر تخلص نے لکھی ہے جو ذیل مین عرض کی جاتی ہے ۔

(نمبر ۱۸)

افضل الدولہ چو از تخت دکن ۹۸۷ ۱۴۷۴	۱۸۶۹ع	راہی ملک عدم گردید آہ
کرد از اقبال بر جایش جلوس		میر محبوب علیخان بادشاہ ۱۳۸۲

تخت دکن کے عدد ۱۴۷۴ ہین جن مین سے افضل الدولہ کے عدد ۹۸۷ خارج کئے جاوین تو ۴۸۷ باقی رہتے ہین پہران اعداد باقیہ کو مصرع چارم کے اعداد ۱۳۸۲ مین شریک کرین تو مجموعہ ۱۸۶۹ ہوتا ہے اور یہی سال عیسوی مطلوب ہے

واضح ہو کہ اگر کسی مادّہ تاریخ مین تعمیہ کی جہلک الفاظ سے نظر آئے اور فی الاصل وہ تعمیہ نہ ہو بلکہ کل اعداد مادّہ سے تاریخ حاصل ہوتی ہو تو اس تاریخ کو غلط نہین کہہ سکتے جیسا کہ مرزا دبیر مغفور کی رحلت کی تاریخ میر اسمٰعیل حسین منیر نے لکھی ہے ۔

گفت تاریخ وفاتش را منیر اشکبار		عقل بے دل سدرہ بے جبریل منبر بے دبیر ۱۲۹۲

اس تاریخ کو ہم نے اسکے اشعار بالائی کے ساتہ خاتمہ کے دوسرے حصہ مین نقل کیا ہے صاحب الملخص تسلیم نے بیچارے مورخ پر سخت حملہ کرکے فرمایا ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے اس لئے کہ مضمون خود کہہ رہا ہے کہ عقل سے دل کو خارج کرو اور سدرہ سے جبریل کو اور منبر سے دبیر کو اور اگر ایسا کیا جاوے اور سالم مصرعہ کے اعداد محسوب نہ ہون تو صرف ۱۰۶۶ عدد حاصل ہوتے ہین ۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ مضمون تخرجہ کا متقاضی ہے ۔ ہماری راے مین حملۂ اعتراضی قابل افسوس ہے لائق مورخ نے بہت اچھی تاریخ لکھی ہے ۔

بات یہ ہے کہ ہر ایک ترکیب کو اگر تدخلہ اور تخرجہ کے خیال سے دیکھا جاوے تو کچھہ نہ کچھہ اشارہ اسمین پایا جاوے گا ۔ مثلاً اگر کسی شاعر نے یہ مصرع لکھا

کر (ع ، مسرّت سے کہی تاریخ مین نے ؛ تو اُس کو ہم اسپر مجبور نہین کر سکتے کہ لفظ مسرّت کے سالم عدد کو مادّہ تاریخ مین خواہ نخواہ داخل کرین لیکن اگر فی نفسہ مادّہ تاریخ مین اس قدر عدد کم ہین اور مورّخ نے لفظ مسرّت سے تدخلہ کیا ہے تو کہا جاوے گا کہ تدخلہ لطیف ہے تاریخ متذکرۂ بالا کی بالکل یہی شکل ہے اور حضرت تسلیم کا اعتراض درحقیقت ہٹ دھرمی سے کم نہین ہے اس لئے کہ مورخ نے مصرع اول مین کوئی اشارہ تخرجہ کا نہین کیا ہے جس کے لحاظ سے مادّہ کے مصرع مین خواہ نخواہ بال کی کہال نکالنے کی ضرورت ہو ۔ فافہم ۔

(۵) باعتبار تصنیف باعتبار تصنیف بہی تاریخ کی دو قسم ہین (۱) تاریخ مصنفۂ مورّخ ۔ (۲) وہ تاریخ جو مورّخ کی مصنفہ نہ ہو ۔ اور تاریخ کا سہرہ مورخ کے سر قائم کرے ۔ ہم کو پہلی قسم کی تعریف بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے ۔ صرف دوسری قسم کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

یہہ ۔ وہ تاریخ ہے جو کسی اوستاد کے مشہور مصرع یا ضرب المثل یا حدیث شریف یا آیہ کلام اللہ پاک سے حاصل ہو ۔ اگرچہ اس قسم کی تاریخ مین مورّخ کو کلام پر ملکیت کا حق حاصل نہین ہے ۔ لیکن اہل جمل نے اس قسم کی تاریخون کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور عموماً عمل یہ رہا ہے کہ جس مصرع کی شہرت عام اُس کے مصنف کے نام سے نہ ہو اُس کے متعلق ذکر کر دینا چاہیئے کہ فلان اُستاد کے کلام سے ہم نے تاریخ پیدا کی ہے ۔ ضرب المثل یا حدیث پاک یا آیۂ قرآنی کی نسبت اس صراحت کی ضرورت نہین ہے ۔ اُستادان فن کا قول ہے کہ ایسے مادّون مین خفیف سا لفظی تصرّف اصل کلام کے مقابلہ مین باغراض تکمیل عدد

جائز ہے بشرطیکہ اس تغیّر کے بعد بھی سامع کا خیال سنتے ہی اصل کلام کی جانب رجوع ہو جائے ۔

اب ہم ذیل میں ایسی چند تاریخیں بطور تمثیل ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ۔
آزاد بلگرامی نے تذکرۂ ید بیضا میں لکھا ہے کہ نور جہان بیگم نے دم واپسین میں اپنی موت کی تاریخ ایک مشہور مثل سے پیدا کی ۔ وہو ہذا ۔

تنم عاجزہ در تہ خاک شد
فلک گفت حیف بیگم جہان پاک شد

ہم نے ایک خاص واقعہ پر اوس کی تاریخ اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ۔ (۱۲۹۸) سے لکھی تھی ۔

کسی بزرگ نے تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ حسب ذیل لکھی ہے ۔

گشت تاریخ مصرع اُستاد
ای بسا آرزو کہ خاک شدہ

کسی اُستاد نے (آیۂ کریمہ) اولئک مع الذین انعم اللہ سے ؁۱۱۹۵ھ پیدا کر کے تاریخ لکھی ہے ۔

اور ایک بزرگ کے مزار شریف پر ہم نے اُن کی رحلت کی تاریخ (آیۂ کریمہ) جنّات عدن یدخلونہا (۱۲۸۴) میں کندہ دیکھی ہے ۔

اسی طرح ایک مسجد کی تاریخ (آیۂ کریمہ) یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا (۱۲۹۶) ہجری ہمارے مشاہدہ سے گزری ہے ۔

علی ہذا حیدرآباد کی مسجد افضل گنج کی تاریخ ؁۱۲۸۶ھ ہجری (آیۂ کریمہ) وأمر اہلک بالصلوۃ واصطبر علیہا میں ہے ۔

میر عبدالرشید تتوی صاحب فرہنگ رشیدی نے جلوس اورنگ زیب کی تاریخ جو سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین واقع ہوا ایک آیت قرآنی سے حاصل کی ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۔

ایک بزرگ کی تاریخ موت (۱۱۹۵ھ) حدیث نبوی عاش حمیداً مات شہیدا سے پیدا کی گئی ہے ۔ جیسا کہ صاحب ملخص تسلیم نے ذکر کیا ہے ۔

(و) باعتبار بیان باعتبار طرز بیان تاریخ کی ۳ قسم ہین (۱) بیان واقعی (۲) بیان بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ (۳) دعائیہ ۔ قسم اول وہ تاریخ ہے جس مین کسی تقریب یا واقعہ کا بیان بغیر کسی مبالغہ یا بھرتی کے صاف الفاظ مین کیا جاے جیسے مندرجہ ذیل تاریخین ہین جنکو ہم نے لکھا ہے ۔ یہ تاریخ ایک مرثیہ کا انتخاب ہے

وہ محسن وہ مہدی علیخان بہادر ہوئے آج افسوس دنیا سے رخصت
کہی اُس کی تاریخ فکر و الا نے قیامت ہوئی ہائے مہدی کی رحلت
۱۳۲۴

یہ تاریخ فارسی بھی ایک تاریخی مرثیہ کا اقتباس ہے ۔ ولہ

ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ
۱۳۲۴

تاریخ ذیل ایک ہمارے دوست کی تقریب شادی پر لکھی گئی ہے ۔

لو میان آج چڑھی بیل منڈھے آرزو پوری ہوئی کیجیو حسین
عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے کتخدا ہو گئے الطاف حسین
۱۳۲۵ھ

تاریخ ذیل ایک تعمیر سے متعلق ہے ۔ ولہ

ہمایون راجہ بھگوان سنگھ ذی مراتب نے بنا کی اک عمارت دل کشا دربار نابھا مین
دلا نے عرض کی تاریخ سمّت بر محل سکی بنا الکن محل پر فضا سرکار نابھا مین
۱۹۵۵

تاریخ ذیل خود ہمارے فرزند کی ولادت کی تاریخ ہے ۔

خداوندا بشکر نعمت نتوان سخن گفتن — بکام خود رسد از لطف عامت آرزومندے
بجوشش اعتراف مرحمت گوید ولا سالش — خدائے بے نیازم داد طالع مند فرزندے
۱۲۹۹ھ

ہم نے ایک قسم کی متعدد مثالین صرف نوعیت مختلفہ کی وجہ سے پیش کین تاکہ طالبان فن جمل کو بیان واقعی کا مطلب اچھی طرح سمجھ مین آئے ۔

دوسری قسم بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ ہے اگرچہ اس قسم کی بعض تاریخون مین کنایہ یا استعارہ کی وجہ سے لطف سخن دوبالا ہو جاتا ہے لیکن اس کا درجہ بیان واقعی سے کبھی بڑھ نہین سکتا ۔ ہم اس کی کامل صراحت محاسن تاریخ کے بیان مین کرین گے انشاءاللہ ۔

تواریخ ذیل اس قسم کی مثال ہین ۔

سال ولادتش ز عطارد شنیده ام — ولا — گوئی کہ آفتاب تمنا برآمده
۱۲۹۸
کلفت زده خاطرم سنش گفت — ذکا — ہے ہے بسر شام شمع مرده
۱۲۹۰

تاریخ بعثا نون معمّا گفتم (شمس ازین بیفگن) خورشید قران یافتہ با ماه تمام
۱۱۲۰

ہم اس تاریخی معمّی کو بیان صنائع تاریخ مین حل کرین گے انشاءاللہ ۔

قسم سوم (دعائیہ تاریخ) سے وہ تاریخ مراد ہے جس مین واقعۂ تاریخی کا اشارہ صرف دعا مین ہو ۔ جس کی مثال مادہ ہائے ذیل سے واضح ہے ۔

کیا خوب لکھی مین نے رسا عقد کی تاریخ — زہرہ کا قران مہر فلک کو ہو مبارک
۱۲۹۴ھ
خجستہ سال ولادت رقم زند معنی — طلوع نیّر برج شرف ہمایون باد
۱۲۷۹
دلا سال وفات او رقم زد — خدایا عاقبت محمود بادا
۱۲۹۵

(۳) محاسن تاریخ کا بیان

محققین فنّ جمل نے تاریخ کے محاسن کا ذکر کیا ہے اور شائقین فنّ جمل کو نصیحت کی ہے کہ اون کی توجہ اسپر مائل رہے کہ جس قدر ہو سکے محاسن تاریخ کا لحاظ رکھین ہم ذیل مین محاسن تاریخ کی تفصیل کرتے ہین۔ ہماری اس کتاب کا یہ بیان در حقیقت ایک معیار ہے جس سے مورّخ کے نتیجۂ فکر کی خوبی اور منزلت دریافت ہو سکتی ہے یعنی ایک تاریخ جو ہمارے روبرو رکھی ہے اوس کی نسبت ہم اس بیان کی مدد سے یہ بات معلوم کر سکتے ہین کہ وہ کس پایہ کی تاریخ ہے کتنے محاسن اسمین جمع ہین۔

محاسن تاریخ کے قرارداد کا سہرہ درحقیقت متأخرین ہند کے سر ہے۔ تصانیف و رسائل مین بہت کم اس کا ذکر ہوا ہے۔ ہمارے مرحوم استادون کا صدقہ ہے کہ ہم اون سے واقف ہو کر آج اس کتاب مین اس کا ایک مستقل بیان قائم کر سکے۔ ممکن ہے کہ بعض محاسن مقررہ انہین بزرگون کی ایجاد ہو جیسا کہ بعض محاسن کو متاخرین محقّق نے قائم کیا ہے۔

شائقین فنّ جمل اس کو بے بنیاد سمجھ کر بے توجہی نہ فرماوین اور مَن قال سے بحث نہ کرین بلکہ اپنی نازک خیالی کو ماقال پر محوّل کرین (ع) متاع نیک ہر دکان کہ باشد ؛ جب فہم سلیم ہر امر کے ماننے کے قبل اوس کے ہر ایک پہلو پر نظر ڈالنے اور نتیجہ اخذ کرنے کے لئے موجود ہے تو پھر محاسن سے قطع نظر کرنا گویا سہل انگاری کا عادی بنانا ہے۔

(الف) میرے استاد مولوی غلام حسین مغفور بلگرامی المتخلص بہ قدر فرماتے تھے کہ

مادّہ تاریخ منثور پر منظوم کو ترجیح ہے۔ اگر کسی مخصوص عبارت یا آیۂ قرآنی یا حدیث نبوی یا کسی مشہور مثل سے مادّہ حاصل ہو تو حتی الوسع کوشش کرنا چاہیئے کہ اسکو کسی نہ کسی بحر مطبوع کے قالب مین داخل کرین اور تبدیل ترکیب وغیرہ کے ساتہ اس خاص مقصد مین کامیابی حاصل کی جائے اور بہ درجۂ لاچاری غیر مطبوع بحر بہی۔ نثر پر فضیلت رکہتی ہے لیکن تبدیل ترکیب مین اس بات کا لحاظ رہے کہ محاورہ اور زبان کے لطف مین فرق آنے نہ پائے۔

اس خاص مقصد کے لحاظ سے مورّخ کو فن عروض مین بہی کچہہ نہ کچہہ مہارت پیدا کرنا چاہیئے اور ہماری راے مین اس خاص ضرورت کے لئے زبان اردو مین اُستاد موصوف کی تالیف قواعد العروض بہت مفید اور جامع کتاب ہے جس کی سلاست بیان نہایت سریع الفہم ہے۔ یا اُستادی مولانا مولوی محمد حسین خان شیرین سخن۔ راقم۔ کی تالیف میزان الاشعار۔ سے کام لینا چاہیئے یہ کتاب آخر الذکر اگرچہ زبان فارسی مین لکہی گئی ہے لیکن سلیس عبارت مین مختصر مفید کا حکم رکہتی ہے۔

(**ب**) میرے اُستاد شفیق۔ افضل الشعرا شیرین سخن خان مولانا مولوی محمد حسین مغفور راقم تخلص میر مجلس مجلس مشاعرۂ نواب کرناٹک کی تاکید تہی کہ مادّۂ تاریخ منظوم حتی الوسع مصرع سالم مین لکہا جائے۔ جس قدر اُستادان فن سے ہمکو ملاقات کا اتفاق ہوا ہم نے اون سب کو اس کلیّہ سے اتفاق کرتے ہوئے پایا۔ غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ مادّہ جو مصرع سالم مین ہو اون الفاظ خارج از مادّہ سے معرّا رہتا ہے جو تکمیل مصرع کے لئے ناگزیر لانے پڑتے ہین۔ نیز اگر کوئی شخص

صرف مادہ کو لوح مزار پر کندہ کرانا چاہیے تو ایسا مصرع جو تمامتر مادّہ تاریخ کا حامل ہو کسی دوسرے مصرع کا محتاج نہین ہوتا ۔ جو مادّہ مصرع سالم مین نہین ہوتا اوسکا شمار منظوم مادّون مین نہین ہوتا جو محاسن تاریخ کی پہلی قسم ہے ۔

(ج) ہمارے استاد افضل العلما مولانا مولوی سید علی مغفور لکہنوی کامل تخلص کا ارشاد ہر وقت اونکی مبارک تصویر کو ہماری آنکہون کے روبرو رکہتا ہے کہ محاسن تاریخ مین زیادہ خیال رکہا جاوے کہ مادّہ تاریخ سے واقعۂ زیر تاریخ اور اوس شخص کا نام ظاہر ہو جس کے متعلق تاریخ لکہی گئی ہے اور بیان واقعہ اس خوبی کے ساتہ ہو کہ مادّہ تاریخ کسی صراحت مزید کا محتاج نہ ہو ۔ اس کی مثال خود ہمارا مصرع ہے ۔ (ع) فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ (۱۳۰۰ ہجری)

آپ ہی کا قول ہے کہ مجبوری کی حالت مین جزو نام بہی کافی ہے جیسی خود ہماری تاریخ ہے (ع) جہان بگزاشت بیچارہ جہانگیر (۱۲۹۹ھ) بعض مواقع مین خصوصیات کے لحاظ سے جزو نام سالم نام پر فضیلت رکہتا ہے جیسے ہماری تاریخ (ع) قیامت ہوئی ہائے مہدی کی رحلت (۱۳۲۵) اگر اس موقع پر سالم نام یعنی (مہدی علی) شریک مادّہ ہوتا تو معنوی لطافت کم ہو جاتی ۔

ہمارے استاد مغفور کا قول تہا کہ اسی کا نام اصطلاح جمل مین بیان واقعی ہے اور بیان واقعی کو کل اقسام تاریخ پر ترجیح ہے اس لئے کہ بیان واقعی کا مادّہ تاریخ جس مین واقعہ کی صراحت باظہار نام صاحب واقعہ ہوتی ہے ۔ اوسی واقعہ کی مخصوص تاریخ ہوتی ہے برخلاف اون تاریخون کے جن مین یہ پابندی نہ ہو ۔ جن کو اوس کے مماثل اور واقعات سے بہی متعلق کر سکتے ہین ۔

مثلاً اگر کسی موقع میلاد پر مورخ نے یہ مادہ لکھا کہ (ع) گوئی کہ آفتاب تمنا برآمدہ ۱۲۹۸ھ یا کسی سانحہ موت پر لفظ (مغفور ۱۳۲۲) سے سنہ برآمد کیا تو ایسا مادہ بوجہ تعمیم مضمون تقریب و سانحہ مخصوصہ سے خاص نہین سمجھا جا سکتا اس لئے کہ ایک سنہ کے متعدد تقاریب ولادت یا سوانح موت مین انہین مادون کا استعمال ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان مین نام صاحب تقریب و واقعہ نہین ہے اور نیز یہہ مادے اور مصرعون کے محتاج ہین جن مین صاحب تقریب کا نام یا واقعہ کا بیان کیا گیا ہو ۔

بعض محققین فن کا قول ہے اور ہمکو اس سے اتفاق ہے کہ بادشاہون کے تقاریب غسل صحت مین بیان واقعی سے کام لینا ترک ادب ہے ایسے مواقع پر مادہ تاریخ مین بصراحت نام صرف دعا دینا چاہیئے جس مین ترقی عمر و اقبال یا رد بلا کا مضمون ہو ۔ یا غسل صحت پر مبارکباد ۔

ایک محقق نے سچ کہا ہے کہ بیان واقعی مین صاحب واقعہ یا صاحب تقریب کی منزلت کا لحاظ ضرور رکھا جائے ۔ مثلاً ایک وکیل صاحب کی وفات کی تاریخ (ع) مقصود علی نبودہ رحلت افسوس ۱۳۰۰ھ بہت صاف اور عمدہ تاریخ ہے جس مین نام مرحوم اور واقعۂ رحلت نہایت صاف لفظون مین بیان ہوا ہے ۔

لیکن ایک بادشاہ یا امیر کی وفات کی تاریخ ایسے الفاظ مین زیادہ قابل تعریف نہ سمجھی جائیگی بلکہ ایسے مواقع کے لئے ایسا مادہ زیادہ قابل تعریف ہوگا جس مین جنت یا اوس کے مماثل الفاظ ہون ۔ جیسا کہ ہم نے نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدرآباد کے لئے لکھا تھا یعنی (ع) سیر گلزار جنان بگزید سپہ سالار جنگ ۱۳۰۰ھ ۔ اس تاریخ کی نسبت

کہنے والے کہہ سکتے ہین کہ اس مین بیان واقعی نہین ہے اور ایک حد تک ان کا کہنا صحیح ہے لیکن صاحب واقعہ کی منزلت کے لحاظ سے اہل جمل نے اس کو بہی بیان واقعی ہی قرار دیا ہے ۔

قدر بلگرامی کی رائے تہی کہ بیان واقعی مین الفاظ زائد سے بالکل پرہیز کرنا چاہیئے لیکن مولوی سید علی کامل اس کے مخالف تہے آپ فرماتے تہے کہ مین صرف بہرتی کے الفاظ کا مخالف ہون صفات مین مناسب اور موزون الفاظ کا بڑہانا خصوصًا علمار اور امرار کی تاریخون مین کبہی قابل اعتراض نہ ہوگا بلکہ بغیر اون الفاظ کے وہ تاریخ پہیکی کہلائے گی حضرت ممدوح نے ہمارے اس مادّہ کو چلدیئے دنیا سے بااعزاز رفعت یار جنگ ۱۳۱۵ بہت پسند فرمایا اور تحریرًا ہم کو مطلع کیا کہ اس دوسرے مادہ تاریخ ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۳۲۳ کے مقابلہ مین پہلا مادّہ بہتر ہے اور ساتہ ہی فرمایا کہ دوسرے مادّہ کی خوبی مین کچہہ کلام نہین ہے ـ لیکن اگر کچہہ اعزازی الفاظ اسمین ہوتے تو زیادہ پرلطف ہوتا

حضرت کامل کا قول ہے کہ اگر صاحب واقعہ یا تقریب کا نام یا جزو نام کثیر الاعداد ہو اور سنہ ہجری کی ایسی تاریخ نہ لکہی جا سکتی ہو جس مین نام یا جزو نام کا لانا ممکن ہو تو ایسی سخت مجبوری مین ترک نام یا جزو نام سے مناسب یہ ہے کہ سنہ ہجری کو ترک کرو اور عیسوی یا سمّت یا اور کسی سنہ مین تاریخ لکہو جس کے اعداد مین صاحب واقعہ کا نام یا جزو نام داخل ہو سکتا ہو ـ

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر مادۂ تاریخ مین سالم نام نہ آسکے اور جزو نام خوبصورتی سے مستعمل نہوسکے تو کم سے کم اس قدر کوشش کی جائے کہ الفاظ نام

کوئی خاص اشارہ اسکی جانب ہو جس سے معاصرین فوراً پہچان جاوین کہ یہ "تاریخ فلان شخص سے متعلق ہے۔ یا واقف لوگ عنوان تاریخ کی مدد سے مادّہ کی خوبی دریافت کرسکین۔ جیسا کہ مؤلف کتاب نے اپنے چچا محمود نواز خان کی رحلت پر دعائیہ "تاریخ کہی ہے۔ خدایا عاقبت محمود بادا۔ یا استاد داغ کی رحلت کی تاریخ ہے۔

۱۲۹۵

ہائے وہ داغ دیے گئے دل پر —

۱۳۲۲

(د) ہمارے استاد مغفور نواب فصیح الملک داغ دہلوی اگرچہ فنّ جمل مین بڑے پایہ کے شخص نہ تھے اور وہ خود ہماری ہر ایک تاریخ کی اصلاح کے وقت اس کا ذکر فرمایا کرتے تھے لیکن سبحان اللہ زبان کے متعلق آپ کی اصلاح کا کیا کہنا۔ آپنے ہمارے بعض اون مادّہ ہاے تاریخ کو کاٹ کر پھینکدیا جن کی ترکیب مین مبتدا سے خبر دور پڑی ہوئی تھی اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ حسن کلام یہ ہے کہ مبتدا سے خبر بہت قریب ہو۔ ہمارے بعض تاریخی مادّون کی ترکیب آپ نے پلٹ دی اور انکی رونق دوبالا فرمادی اور تعقید الفاظ کے آپ ہمیشہ مخالف رہا کرتے تھے۔

آپ کی تاکید تھی کہ بامحاورہ الفاظ کا لحاظ رکھا جاے اس لئے کہ خوبی زبان کا درجہ سب پر مقدم ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ عمدہ مضامین نقصان زبان کی وجہ سے خاک مین مل جاتے ہین اور کم درجہ کا مضمون بھی خوبی زبان کے ساتھ چمک اٹھتا ہے۔

آپ ہی کا قول تھا کہ اگر کسی مادہ مین زبان کی خوبی ہو اور صاحب واقعہ کا نام نہ آسکے تو ایسا مادّہ اوس مادّہ پر فائق ہوگا جس مین صاحب واقعہ کا نام تو ہو مگر زبان کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔

(ہ) استادان فن جمل نے بالاتفاق کہا ہے کہ محاسن تاریخ مین سب سے بڑی چیز

یہ ہے کہ مادّہ تاریخ بدون تدخلہ وتخرجہ ہو۔ تاکہ مصرع تاریخی کسی دوسریکا محتاج نہ رہے ۔ بعض نے کہا ہے کہ صرف تاریخ موت مین اعداد لفظ جان یا روح یا روان کا تخرجہ اعداد نام متوفی سے مستحسن مانا گیا ہے اور ایسی تاریخ بے تخرجہ تاریخ سے بہتر مانی گئی ۔ جیسے (ع) قد خرج الروح ۲۱۴ عن المرتضیٰ ۱۴۵۰-۲۱۴=۱۲۳۶

حضرت کامل مغفور کا قول تہا کہ اگر متوفی کے نام کے اعداد سال مطلوب سے بڑہے ہوے ہون تو خود بخود اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مادۂ تاریخ مین مرحوم کا نام داخل نہ ہو سکے گا اور اس مجبوری کی حالت مین مادہ تاریخ کی بڑی خوبی فوت ہو جائے گی ۔ پس اس قسم کے تخرجہ کے بغیر چارہ نہ ہو گا اور ایسا لطیف تخرجہ جیسا کہ مثال بالا مین گزرا تاریخ کو محاسن تاریخ کی تعریف سے خارج نہ ہونے دے گا ۔

(و) استادان فن جمل کا قول ہے کہ مادّۂ تاریخ مین حتی الوسع بھرتی کے الفاظ آنے نہ پائین ۔ مادّہ کی تکمیل کے لئے مربوط الفاظ سے کام لینا چاہیئے جو منشاءً تاریخ کے خلاف نہ ہون اور مضمون سے مناسبت رکہتے ہون ۔ مثلاً موت کی تاریخ مین افسوس یا آہ یا ہیہات اور اسی قسم کے الفاظ یا صاحب تقریب یا صاحب واقعہ کے صفات ۔ مثلاً اس مادّہ مین ہاے دنیا سے گئے خورشید جاہ ۱۳۲۰ھ ہاے کا لفظ بے محل نہین ہے اور مناسب وقت بھی ہے اور غم کی حالت مین بولا جاتا ہے ۔ اسی طرح اس مادّۂ فارسی مین لفظ واے ۔ سالار جنگ واے جہان فنا گزاشت ۱۳۰۰ھ ۔ لیکن جو مادہ بھرتی کے الفاظ سے پاک و صاف ہو اسکو ہر حالت مین اور مادون پر ترجیح ہے ۔ جیسے کتخدا ہو گئے الطاف حسین ۱۳۲۵ھ

اس خاص باب مین حضرت کامل کی رائے ہم حرف ج پر عرض کر چکے ہین حاصل یہ ہے کہ صفات ممدوح و صاحب تاریخ مین مناسب الفاظ کا لانا جن سے بہرتی نہ معلوم ہو مستحسنات سے ہے یا کسی واقعہ کے متعلق الفاظ مناسب و متعلقہ واقعہ کا استعمال مستحسن مانا گیا ہے ۔

(ز) متقدمین کے پاس محاسن تاریخ مین یہ بات داخل تہی کہ تاریخ سنہ ہجری سے مخصوص رہے لیکن متاخرین نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ سنہ کی خصوصیت محض فضول ہے بلکہ بعض مواقع مین ناخوشنما اور نامناسب ہو جاتی ہے ۔ واقعہ یا تقریب کی مناسبت کے ساتہ سنہ کا تعلق ہونا چاہیئے مثلاً اگر ایک اسلامی سلطنت مین جہان سنہ ہجری مروّج ہے کسی مسلمان کے لئے تاریخ لکہی جائے تو اس مین سنہ ہجری ہی کا لحاظ رہے ۔ یا اگر کسی ہندو کے لئے تاریخ مقصود ہے تو اوس کا مذہبی سنہ اولے ہے ۔ اسی طرح عیسائیون کے لئے عیسوی سنہ ۔ اور پارسیون کے لئے سنہ نوروز ۔ یا اگر کسی خاص مقام پر کل اقوام مین ایک ہی سنہ رائج ہے تو اوسی سنہ مین تاریخ کہنا زیادہ مناسب ہے

ہم اس کتاب کے خاتمہ مین حقیقت سنین کو بہی مختصر طور پر لکہین گے جو کہ شائقین فن جمل کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ۔

(۴) صنائع و بدائع تاریخ کا بیان

بیان عام | صنائع و بدائع بلاغت سے اگرچہ اکثر صنائع و بدائع کا استعمال تاریخ مین ہو سکتا ہے لیکن تاریخ کے صنائع و بدائع بہی مخصوص ہین جن کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین ۔ اور ہمارا یہ بیان اقسام مثلثہ ذیل پر صنائع کا انحصار نہین کرتا

بلکہ صرف اسیقدر صنائع اس مین بیان ہوئے ہین جن کا تذکرہ یا تو محققین جمل نے کر دیا ہے یا عملاً رائج ہین ۔ اور ہمکو اس بات کا افسوس ہے کہ صنائع کی تاریخ کہ کون سی صنعت کس کی ایجاد ہے متحقق نہ ہو سکی ۔

(۱) صنعت عامۃ الورود صنائع تاریخ سے یہ صنعت نہایت لطیف ہے ۔ اس کو عامۃ الورود اس لئے کہا گیا ہے کہ ہر ایک حرف یا ہر ایک لفظ یا ہر ایک جملہ یا ہر ایک مصرع یا ہر ایک شعر مطلوب ہے اس صنعت کی بدولت تاریخ مطلوب حاصل ہو سکتی ہے ۔

بعض محققین جمل کی راے مین یہ شعبدۂ تاریخ ہے بعض نے اس کو احسن الصنائع کہا ہے اور بعض نے اس کو سہل الممتنع سے موسوم کیا ہے ۔ بڑی حیرت اسکی ہے کہ جن کتابون سے ہم نے اس کتاب کی تالیف مین مدد لی ہے اون مین سے کسی کتاب مین اس صنعت کا ذکر نہین ہے نام خود بتلا رہا ہے کہ اس کے موجد عرب ہین ہمکو یہ نعمت غیر مترقبہ ہماری قوم کے ایک "قابل فخر محقق جمل" مولانا مولوی ابو طاہر محمد عبد القادر طاہر تخلص سے ملی جن کا پایہ فن جمل مین بلند ہے اور جو دکن کے اہل جمل مین ایک سر برآوردہ شخص ہین جن کے خاندان مین حساب جمل کا علم ابا عن جد چلا آتا ہے ۔ یہ عربی الاصل ہین انکو اس صنعت کا سبق اون کے والد ماجد سے ملا اور اون کو اون کے بزرگون سے ۔ اس مین کچھ شک نہین کہ یہ صنعت عربی رسائل قدیمہ سے حاصل کی گئی ہوگی ۔ لیکن اس فن کی بدقسمتی سے آج رسائل قدیمہ عرب پردۂ خفا مین ہین اور زبان فارسی کا لٹریچر اس سے خالی اور اُردو زبان مین برائے نام اس کی بو باس رہ گئی ہے لہذا اس فن کی ایسی لطیف چیزین یا صرف عالمان

فن کے سینون مین رہگئی ہین اور جو کچھہ باقی ہین وہ علم سینہ بن چکی ہین اور سینہ بسینہ چلی آتی ہین ۔ ہمارے مہربان مولوی عبدالقادر طاہر اگر کریم النفس نہ ہوتے توآج یہ نعمت اس کتاب کے ذریعہ سے پبلک کی نذر نہ ہوسکتی ۔

اس صنعت کا استعمال جس سنہ مین مقصود ہو یعنی جس سنہ کی تاریخ اس صنعت مین درکار ہو اول اسکو ایک کاغذ پر لکھنا چاہیئے اور پھر ایک ایسے عدد پر اس کو تقسیم کرنا چاہیئے جسپر اعداد سنہ بلاکسر تقسیم ہوجائین ۔ اور پھر مقسوم علیہ اور حاصل تقسیم دونون کو محفوظ کرلینا چاہیئے ۔ یہی دونون اس صنعت کی بنیاد ہین ۔

مثلاً ہم چاہتے ہین کہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین ایک تاریخ اس صنعت مین لکھین تو ہم نے ۱۳۲۵ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۲۶۵ حاصل ہوئے اور کوئی کسر نہ بچی پس ہم نے ۲۶۵ کو محفوظ کیا اور اس کا نام الف رکھا ۔ اسی طرح مقسوم علیہ یعنی (۵) کو بھی محفوظ کیا اور اس کا نام ب رکھا ۔ اور ان دونون اعداد الف و ب کا نام اصطلاح جمل مین عدد بنیادی ہے ۔ اگر سنہ مطلوب کے اعداد کسی ایسے عدد پر تقسیم نہ پاسکتے ہون جس مین کسر نہ بچے یا ہم کو یہ مقصود نہ ہو تو کسرات حاصل شدہ کو بھی محفوظ رکھنا چاہیئے اور اسکو (ج) سے موسوم کرنا چاہیئے ۔ اس حالت مین (ج) بھی الف اور ب کے ساتھ عدد بنیادی مین داخل ہوگا ۔ مثلاً اگر ہم سنہ ۱۳۲۶ کو ۱۰ پر تقسیم کرین تو حاصل تقسیم ۱۳۲ ہوگا اور ۶ کی کسرات بچ رہے گی تو ۱۳۲ کا نام (الف) ہوگا اور ۱۰ اکا نام (ب) اور ۶ کا نام (ج) اور یہ تینون اعداد بنیادی ہین ۔

فرض کرو کہ ہم ایک ولادت کی تاریخ کسی مولود کے نام سے سنہ ۱۳۲۵ مین حاصل کرنا چاہتے ہین اور نام (حامد) ہے تو سب سے پہلے حامد کے اعداد ۵۳ پر ۱۳۲۵ کا اضافہ کیا

توسب کا مجموعہ ۱۳۷۸ ہوا پھر اس مجموعہ کو ایک ایسے عدد پر تقسیم کیا جس کی کسرات احاد مین بچ رہی۔ یہ امر بالکل ہمارا اختیاری ہے کہ جس عدد پر چاہین ۱۳۷۸ کو تقسیم کرین۔ مثلاً ہم نے ۵ پر تقسیم کیا تو ۳ کی کسرات بچی اب اس ۳ پر ہم نے ۱۲ بڑھائے اور پھر مجموعہ سے ۱۰ گھٹائے۔ ہمارے اس عمل جمع و تفریق کا مطلب یہ تھا کہ ان عملون کے بعد جو کچھ بچ رہے وہ (ب عدد بنیادی) کے مساوی ہو اور یہ فی ذہن المؤرخ رہنا چاہیئے۔ پھر اس کو ۲۶۵ سے ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل ہوا۔ یہان تک جس قدر ہمنے عملاً سمجھایا ہے وہ بہت کچھ ہے شائق صنعت کو تفتیش سے کام لینا چاہیئے اور اعداد بنیادی کو ہمیشہ مخفی رکھنا چاہیئے۔

اصل مقصد کو مخفی رکھکر اعمال تقسیم و جمع و تفریق سے کام لینا یا اور کچھ اعمال حسابی کا اس مین شریک کرنا مؤرخ کی فراست پر موقوف ہے۔ مثلاً ہم اپنے مقصد کو دوسری شکل مین بیان کرتے ہین یعنی لفظ حامد کے اعداد ۵۳ پر ہم نے ۲۶۵ کو بڑھایا (سمجھہ رکھو کہ یہ عدد بنیادی الف ہے) پھر مجموعہ ۳۱۸ کو ۶ پر ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۹۰۸ ہوا جو سنہ عیسوی ہے۔ پھر اس مین سے ۱۶۴۳ کو گھٹا دیا اور حاصل تفریق کو پانچ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب یعنی ۱۳۲۵ ہجری حاصل ہوا۔

پھر ہم اصل مقصد کو ایک تیسری شکل مین بیان کرتے ہین کہ لفظ حامد کے اعداد ۵۳ کو ۱۹۰۸ عیسوی کے ساتھ جمع کیا مجموعہ (۱۹۶۱) کو دس سے ضرب دیا تو ۱۹۶۱۰ ہوئے اور مجموعہ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۳۹۲۲ حاصل ہوئے اور اس مین سے ۳۷۹۰ کو خارج کر دیا تو ۱۳۲ باقی رہے اور حاصل تفریق کو ۱۰ سے ضرب دیا پھر حاصل

ضرب پر ۵ کو بڑہایا تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوا ۔

اگر آسان طریقہ سے اس صنعت کو کام مین لانا چاہو تو لفظ یا حرف مطلوب کا عدد حاصل کرو پہر اوس کو ۳۰ پر ضرب دو حاصل ضرب پر ۲۰ کا اضافہ کرو پہر مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کرو اور جو کسرات بعد تقسیم بچ رہین اونکو ۲۶۵ پر ضرب دو تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوگا ۔ اور یہ عمل جمع و ضرب و تقسیم کی ہدایت صرف مؤرخ کی ہدایت پر مبنی ہے جس نے سنہ ۱۳۲۵ ہجری کے لحاظ سے اس کا قاعدہ قائم کر رکھا ہے ۔

اگر کسی دوسرے سنہ مین تاریخ مقصود ہوگی تو وہ قواعد صنعت کے لحاظ سے ان اعمال مین بہی ترمیم کر سکتا ہے ۔

اس کا اصلی گُر اعداد بنیادی کا ضرب ہے اور اس کو ہشیاری اور حاضر مزاجی اور روشن خیالی سے کام مین لانا استاد فن کا کام ہے ۔ جس مؤرخ کو علم حساب مین ید طولیٰ ہوگا وہ اس صنعت مین صرف اسی بیان کے پڑہ لینے سے کامیاب ہوگا جس کو حساب مین دخل نہین ہے اوس کو استاد فن کے سمجہانے کی ضرورت ہوگی

(۲) صنعت خاصّۃ الوجوہ یہ صنعت درحقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہے کہ اس نے اپنے بندون کو کیسے کیسے علوم سکہلائے ہین اور اون کے ذریعہ سے کس قدر دسترس اور قدرت اون کو حاصل ہوئی ہے ۔

اس صنعت کی تخصیص صاحب واقعہ کے نام سے ہے یعنی ہر صاحب واقعہ کا وجود واقعۂ تاریخی کا مظہر ہے خواہ وہ نام کسی زبان کا ہو یعنی صاحب واقعہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو یا پارسی اوس کے نام کے کسی ایک حرف یا مجموعۂ حروف کے اعداد سے تاریخ واقعہ حاصل ہوسکتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ اظہار

واقعہ کا بھی اشارہ ہو۔ مثلاً میلاد ہے تو میلاد زید یا موت ہے تو موت زید یا شادی ہو تو نکاح زید یا اور کوئی واقعہ ہو تو اسی قسم کا ایک مختصر سا اشارہ اسکے نام کے ساتھ کرکے بقاعدہ صنعت خاصّۃ الوجود اس نام اور اشارہ کے سالم اعداد سے تاریخ حاصل کریں جس کو مورخ پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ کسی اشارہ کی تخصیص بھی نہین ہے یعنی نکاح زید ہی کہنے کی ضرورت نہین بلکہ اختیار ہے کہ نکاح زید کہین یا زید کی شادی یا زید کا عقد یا زید کی کدخدائی یا اور کوئی اشارہ جس سے زید کی تقریب کا اظہار ہوتا ہو۔

قادران فن و حاکمان جمل نے کہا ہے کہ سائل۔ جس کو تاریخ کی طلب ہو خود اپنے ذہن مین الفاظ بالا فرض کر لیوے اور اون کے مجموعی اعداد صحیحہ سے مورّخ کو آگاہ نہ کرے پھر ان اعداد کو اپنے ہی ذہن مین مضاعف کرے پھر مورخ سے سوال کرے مورّخ بلحاظ سنہ مطلوب صرف ایک عدد بتلا دیگا جس کو اس مجموعۂ ذہنی پر بڑھا دیوے۔ پھر اس مجموعہ کی تنصیف اپنے ذہن مین کرے اور حاصل تنصیف سے وہ عدد گھٹا دیوے جو اسنے پہلی مرتبہ اپنے ذہن مین بڑھایا تھا اور جو کچھ اس کے ذہن مین باقی رہجاے اوسکو ایک ایسے عدد سے ضرب دیوے جس کی ہدایت منجانب مورخ ہو نتیجہ یہ حاصل ہوگا کہ حاصل ضرب سال مطلوب کا مساوی ہوگا۔

مثلاً۔ خالد کی شادی کی تقریب ہے۔ اور سنہ ۱۳۲۵ ہجری سنہ مطلوب ہے تو سائل نے اپنے ذہن مین الفاظ خالد کی شادی کو تجویز کر لیا پھر اون کے مجموعی اعداد صحیحہ کو اپنے ہی ذہن مین رکھا پھر بقاعدہ متذکرۂ بالا خود ہی اپنے ذہن

ہین اون اعداد کی تضعیف کی اور پہر مورّخ کے حکم سے اون اعداد پر (۱۰) کو بڑہایا اور اوس کے مجموعہ کو بہی اپنے ذہن مین رکہا پہر سائل نے حسب قاعدۂ بالا اس مجموعہ کی تنصیف خود اپنے ذہن مین بلا اطلاع مورّخ کی۔ پہر اضافۂ اوّلین کو حسب قاعدۂ بالا منہا کیا اور اس کے بعد اعداد فی الذہن کو مورّخ کی ہدایت سے ۲۶۵ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ مورّخ عدد حرف مفروضہ سے محض بے خبر ہے اور جو کچہہ عمل تضعیف و تنصیف ذہن سائل مین ہوا ہے اوس سے بہی بے خبر ہے۔ عدد باقیماندہ سے مورّخ کو اطلاع نہین ہے پہر کیونکر مورّخ کو یہہ قدرت حاصل ہوئی کہ اسکو ایک ایسے عدد پر ضرب دینے کی ہدایت کرے جس سے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ یہ کوئی قدرت یا معجزہ یا نجوم یا جادو نہین ہے صرف عبور فن و قواعد معینہ کی واقفیت کا نتیجہ ہے جس سے مورّخ کو مافی الضمیر پر واقف ہونے کی دستگاہ حاصل ہوتی ہے۔ اگر فنّ حساب مین مورّخ کامل نہ ہوا اور اوس کی طبیعت روشن نہ ہوا اور قواعد پر اوسکو عبور نہ ہو تو اوس سے اس صنعت پر ہرگز عمل نہ ہو سکے گا۔

افسوس ہے کہ ہم اس صنعت کے ایسے قواعد مدوّن نہین کر سکتے اور اس کتاب کے ذریعہ سے اون کو عام اذہان کے نذر نہین کر سکتے جن کو پڑہ کر وہ سمجہہ سکین اور صورت ہاے مختلفہ کا حصر بہی ناممکن ہے جن کی تدوین سے قواعد منضبط ہو سکین لہذا ایک ہشت سالہ جنتری ذیل مین ہدیہ ناظرین ہوتی ہے جس کی مدد سے من ابتداے سنہ ۱۳۲۶ لغایتہ سنہ ۱۳۳۳ اس صنعت مین مورّخ عمل کر سکتا ہے ہم نے جن قواعد پر اس جنتری کی ترتیب کو مبنی کیا ہے اونکا اس کتاب مین بیان

کر دینا کچھہ آسان نہیں ہے اور ہر درجہ کے موّرخ کو سمجھانے مین کامیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ قواعد اس قدر وسیع ہین اور اعمال حسابی اس قدر کثیر ہین کہ اونکو عبارت مین بیان کرنا ممکن تو ہے لیکن نہایت دقّت طلب ہے اور ایک خاص حصہ اس کتاب کا اون کے بیان کرنے مین صرف ہوگا لہذا ہم نے اس جنتری کو ذریعہ سے سنہ ۱۳۳۱ تک موّرخین کے لئے ایک ذریعہ اور وسیلہ اس صنعت پر کام کرنے کا پیش کر دیا ہے سنین آلٰہی و عیسوی و سمّت کی مطابقت بھی اسی کے ساتھ عرض کر دی ہے اور یہی ۴ سنہ زیادہ مروّج ہین۔ سنہ ۱۳۳۲ ہجری کے لئے یہ جنتری بے کار ہوگی۔ اگر اس سنہ مین کسی موّرخ نے محنت شاقّہ کو برداشت کر کے اور کوئی جنتری آیندہ سنین کے لئے شائع کر دی تو عام موّرخین کو اوس سے فائدہ پہونچیگا

ہم امید کرتے ہین کہ سنہ ۱۳۳۱ کے بعد کوئی نہ کوئی استاد جمل اس کام کو پورا کریگا بشرطیکہ وہ بالطّبع تنگ چشم نہ ہو۔

واضح ہو کہ جنتریِ موجودہ مین بمقابلہ سنین صرف دو عدد بیان کئی گئی ہین (۱) وہ جو موّرخ کے حکم سے بڑہایا جاویگا۔ (۲) وہ جسمین موّرخ کے حکم سے ضرب دی جائیگی باقی عملہائے حسابی کے متعلق وہی اصول عام کافی ہین جن کی صراحت اوپر ہو چکی ہے

جس سنہ کے مقابلہ مین صفر ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ اس سنہ کے متعلق اس صنعت کا استعمال متعذر ہے۔ لیکن جن استادان فن کو اس فن مین عبور کامل اور ید طولیٰ حاصل ہے وہ اون سنین مین بھی اس صنعت کو کام مین لاسکتے ہین اور یہ بات استاد فن کی قوّت تمیزی پر منحصر ہے جس کو ہم لکھہ کر نہین سمجھا سکتے۔

سنہ ہجری			سنہ فصلی			سنہ عیسوی			سنہ سمت		
سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب	سنہ	اضافہ	ضرب
۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
سنہ ۱۳۲۶	۱۲	۲۲۱	سنہ ۱۳۱۷	۶	۴۳۹	سنہ ۱۹۰۸	۸	۴۷۷	سنہ ۱۹۶۴	۸	۴۹۱
سنہ ۱۳۲۷	۰	۰	سنہ ۱۳۱۸	۴	۶۵۹	سنہ ۱۹۰۹	۰	۰	سنہ ۱۹۶۵	۱۰	۳۹۳
سنہ ۱۳۲۸	۱۶	۱۶۶	سنہ ۱۳۱۹	۰	۰	سنہ ۱۹۱۰	۴	۹۵۵	سنہ ۱۹۶۶	۴	۹۸۳
سنہ ۱۳۲۹	۶	۴۴۳	سنہ ۱۳۲۰	۱۶	۱۶۵	سنہ ۱۹۱۱	۶	۶۳۷	سنہ ۱۹۶۷	۰	۰
سنہ ۱۳۳۰	۲۰	۱۴۳	سنہ ۱۳۲۱	۰	۰	سنہ ۱۹۱۲	۱۶	۲۳۹	سنہ ۱۹۶۸	۳۲	۱۲۳
سنہ ۱۳۳۱	۰	۰	سنہ ۱۳۲۲	۴	۶۶۱	سنہ ۱۹۱۳	۰	۰	سنہ ۱۹۶۹	۰	۰
سنہ ۱۳۳۲	۸	۳۴۳	سنہ ۱۳۲۳	۰	۰	سنہ ۱۹۱۴	۴	۹۵۷	سنہ ۱۹۷۰	۴۰	۹۸۵
سنہ ۱۳۳۳	۰	۰	سنہ ۱۳۲۴	۴	۶۶۲	سنہ ۱۹۱۵	۱۰	۳۸۳	سنہ ۱۹۷۱	۶	۶۵۷

اس جنتری کے خانۂ ۲ کا عدد صنعت عامّۃ الورد کے عدد بنیادی ب کا مضاعف ہے۔ ہمارے اس اشارہ سے شائقین جمل کو اس جنتری کی تیاری مین بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔

جن سنین کے مقابلہ مین صفر ہے اون مین صنعت خاصّۃ الوجود ہی سے تاریخ لکھنا مقصود ہو تو۔ طالب فن اوس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب وہ جنتری کے حقائق سے آگاہ ہو کر جنتری تیار کرنے کی صلاحیّت حاصل کرے۔ اور یہ صرف مشق پر موقوف ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اوس سنہ کے مطابق دوسرے سنہ سے کام لیا جائے مثلاً سنہ ۱۳۲۷ ہجری مین "تاریخ" نہ لکھہ سکے تو سنہ ۱۳۱۹ فصلی مین لکھی جائے یا سنہ ۱۹۶۵ سمّت سے کام لیا جائے۔

(۳) صنعت مقطّعۂ ترتیبی صنعت مقطّعہ ترتیبی وہ صنعت ہے جس مین حروف "تاریخی" کے اعداد جدا جدا ایک سطر مین ترتیب کے ساتھ لکھے جاوین اور بغیر میزان دینے کے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ جیساکہ نواب عبدالباریخان موجد مدراسی نے ہمارے آقاے ولی نعمت دام ظلہم کی سالگرہ چہل سالہ کی "تاریخ" لفظ (جُبلی) سے پیدا کی ہے جُبلی زبان انگریزی کا لفظ ہے اور ایسے ہی تقاریب کے لیے مستعمل ہے اور اُردو مین بھی یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ پس لائق مورخ نے چارون حروف لفظ جُبلی کے اعداد سے بصنعت مقطّعۂ ترتیبی و بسط تنزّل عددی "تاریخ" حاصل فرمائی ہے

ج ب ل ی
۳ ۲ ۳۰ ۱۰

بسط تنزّل عددی کی وجہ سے عشرات کا صفر جاتا رہا۔ اور مقطّعۂ ترتیبی کی وجہ سے سنہ ۱۳۲۳ حاصل ہوا۔ واقعی یہ بڑی عمدہ اور لطیف "تاریخ" ہے۔

اس کو بلحاظ اجتماع صنعتین مجمع الصنائع بھی کہہ سکتے ہین جو صنائع تاریخ کی ایک خاص قسم ہے ۔

شیخ عبد الجلیل بلگرامی نے فتح ستارہ گڈہ کی تاریخ بھی اسی صنعت مین لکھی ہے جس کا ذکر میر غلام علی آزاد نے فرمایا ہے ۔ و ہو ہذا ۔

چو شاہ ابہام زیر خنصر آورد بورد اسم اعظم در شمارہ
ز انگشتان شہ بر شد ابہام برابر چار الف کردم نظارہ

چار الف گویا اس کے اعداد کو جو شابہ بحرف الف ہین مقطعہ ترتیبی کے قاعدہ سے لکھیے تو سنہ مطلوب ۱۱۱۱ ہجری حاصل ہوتا ہے ۔

رسائل مسبوق الذکر مین اس صنعت کا کوئی تذکرہ نہین ہے ۔ ہم نے اپنے استاد جل قدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ سے اس صنعت کا یہ نام سنا ہے ۔ آپ فرماتے تھے کہ اس کے موجد عجم ہین ۔

(۴) صنعت تجمیع ۔ یہ وہ صنعت ہے جس مین صرف چند الفاظ مناسب واقعہ جمع کر دینے سے سال مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔ استادی مولوی سید علی کامل تخلص فرماتے تھے کہ اس کے موجد صرف اہل ہند ہین ۔ اس صنعت مین بعض تاریخین تو ہماری نظر سے گزری ہین لیکن اس نام کو ہمنے کسی رسالہ مین نہین پڑہا ۔ کسی استاد نے اسی صنعت مین ایک موت کی تاریخ لکھی ہے ۔ و ہو ہذا ۔

بسال موت قارون زمانہ اثاث و مال و زر آمد فراہم

لفظ اثاث کے عدد ۱۰۰۲ ہین اور لفظ مال کے عدد ۷۱ اور لفظ زر کے عدد ۲۰۷ ان سب کا مجموعہ ۱۲۸۰ ہے اور یہی سال وفات ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم نے بذیل (مخترعات بندہ) اسی قسم کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کو صرف صنعت سے موسوم کیا ہے۔ و ہو ہذا۔

طبع را حرمان گرفت و حال شد مقبول ہیم
دل پسند درد گشت و سینہ را بگزید غم

اعداد لفظ طبع (۸۱) و حرمان (۲۹۹) و حال (۳۹) و ہیم (۵۲) و دل (۳۴) و درد (۲۰۸) و سینہ (۱۲۵) و غم (۱۰۴۰) کو جمع کرنے سے ۱۸۷۸ ہوتے ہین اور یہی عیسوی سنۂ مطلوب ہے۔

مورخین ہند سے اکثر بزرگون نے اس صنعت مین تاریخین لکھی ہین اور متعدد کتابون مین چہپی ہین۔ صاحب ملخص تسلیم کا عنوان غالباً اس ایجاد و اختراع کی بنیاد پر ہوگا کہ آپ نے طبع کے لئے حرمان کو پسند کیا۔ اور حال کو ہیم کا مقبول قرار دیا۔ اور دل کو درد کی پسندیدگی عطا کی۔ اور سینہ کو غم کی نذر کیا۔ بے شک اسی کمینہ نے اس صنعت کو آپ کے مخترعات مین داخل کیا ہے۔ واہ واہ کیا کہنا یہہ آپ ہی کا حصہ تہا۔

(۵) صنعت تضاعف اس صنعت مین بہت کم تاریخین ہماری نظر سے گزری ہین مادۂ تاریخ کے اعداد کو دوچند کرنے سے سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ صنعت بہی روشن خیالان اور طبّاعان ہند کی ایجاد ہے۔

ہماری راے مین یہ صنعت، صنعت تضارب مین من وجہ داخل ہے۔

یعنی اعداد مادہ کو ۲ سے ضرب دینے کا نام صنعت تضاعف ہے۔

ضیاے حیدرآبادی کی ایک تاریخ اسی صنعت مین ہماری نظر سے گزری ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

مبارک ہو دولہن کی رونمائی
جیب اللہ مسرت سے ہین مخمور
ضیائے عرض کی جلوہ کی تاریخ
مضاعف ہو گیا نور علی نور

نور علی نور کے اعداد ۶۲۲ ہین جنکو مضاعف کرنے سے ۱۲۴۴ حاصل ہوتے ہین اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

رفعت حیدرآبادی کی ایک تاریخ بہی ہمنے اسی صنعت مین دیکھی ہر دو ہوا

سرکار کو ملی ہے وکالت حضور کی
دربار شہ مین آپ کا رتبہ ہوا بلند
جب نذر دی تو شاہ نے تلوار کی عطا
ہاتف نے دی ندا کہ مراتب ہوئے دوچند

لفظ مراتب کے عدد ۶۴۳ کو دوچند کرنے سے سنہ مطلوب ۱۲۸۶ حاصل ہوتا ہے ۔

(۶) صنعت تناصف ۔ مادۂ تاریخ کے اعداد کو ۲ پر تقسیم کرنے یا اونکی تنصیف سے سنہ مطلوب حاصل ہونے کا نام صنعت تناصف ہے ۔ بعض استادون نے تنصیف کا عمل کئی مدارج تک کیا ہے جیسا کہ حضرت ناسخ کی ایک تاریخ ذیل مین بیان ہوئی ہے ۔

الغرض اصول صنعت کو سمجھ لینے کے بعد اس مین مزید ندرت کا پیدا کرنا یا ایک تاریخ مین متعدد صنائع سے کام لینا طبّاع مؤرّخ کا اختیاری عمل ہے ۔

صنعت تناصف کی ایک مثال ہم ذیل مین عرض کرتے ہین یہ تاریخ ہم نے حیدرآباد مین سنی ہے ۔ یہ بات متحقّق نہ ہوسکی کہ اس کے مؤرّخ کون بزرگ ہین وہ ہو ہوا

جب کمان اتری تو سرداری رفوچکّر ہوئی
خور بعد الکور کے معنی ہوئے سب پر عیان
کی جو فکر جانگزا تاریخ کا ہیو گل بجا
گہٹ کر آدہے رہ گئے بخشی دکارانگدان

بخشی ذکار اسد خان کے اعداد ۲۳۵۰ ہین جنکی تنصیف سے ۱۱۷۵ ہجری حاصل ہوتا ہے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

طبعزاد ناسخ مغفور

افتاد حکیم از مراتب
تاریخ بطرز نو رقم کن
از جاے حکیم ہشت برگیر
سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

ظاہر ہے کہ (ح) کے عدد (۸) ہین جب اس کی تنصیف ۳ بار کی گئی تو ۱۲۴۸ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔ اس تاریخ مین صنعت تناصف اور بسیط تکسیر دونون سے کام لیا گیا ہے اور بلحاظ صنائع متعددہ اسکو مجمع الصنائع کہہ سکتے ہین۔

چوتھے مصرع مین مرتبہ کا لفظ معنی خیز ہے یعنی ترتیب کے لغوی معنی یکے بعد دیگرے لاتنے ہین اور اصطلاح جمل مین مرتبہ اوس مقام کا نام ہے جو ایک سطر مین ایک عدد کے بعد دوسرے عدد کو حاصل ہو پس تناصف سہ گانہ کے حاصل کو ایک ہی سطر مین لکھنے کے لئے یہ لفظ اشارہ کرتا ہے۔ اور مرتبہ کے دوسرے معنی بھی اس مصرع مین بیکار نہین ہین۔ ہماری راے مین اس صنعت کو صنعت تناصف مرتّب کہنا چاہیے جس مین یہ تخصیص ہے کہ نصف حاصلہ کو ترتیب کے ساتھ ایک سطر مین لکھتے ہین۔ اور صنعت تناصف کی عام تعریف کے مقابلہ مین اسکو خصوصیت ہے۔

(۷) **صنعت تضارب** صنعت تضارب وہ صنعت ہے کہ ایک حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد کو دوسرے حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد مین ضرب دینے سے

سنۂ مطلوب حاصل ہو ۔ کہا گیا ہے کہ یہ صنعت عجمیون کی ایجاد ہے ۔ تاریخ ذیل اقبال استرآبادی سے منسوب ہے جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

فیاض زمانہ از زمن شد   تا رست جہان بماتم او
اقبال بصنعت تضارب   چار آہ کشید در غم او

لفظ چار کے عدد ۲۰۴ ہین جن کو عدد آہ ۶ مین ضرب دینے سے ۱۲۲۴ حاصل ہوتے ہین اور یہی سنۂ مطلوب ہے ۔

بعض استادان ہند نے لفظ مطلوب کے اعداد کو ایک خاص ہندسہ مین ضرب دینے کا حکم دیا ہے اور ایسی تاریخ بھی من وجہ اسی صنعت مین داخل ہو سکتی ہے جیسا کہ داغ دہلوی نے طوطی آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخر الدین ولیعہد بہادر گورگان کی تاریخ لکھی ہے ۔ و ہو ہذا ۔

غم فتح ملک سلطان چہ بلای جان و دل شد   دہدش مقام جنت ز کرم کریم غفا
چو ز داغ سال رحلت دل دردمند پرسید   بکشید آہ حسرت دو صد و دوازدہ با

اس تاریخ مین استاد نے صرف لفظ آہ کے اعداد (۶) کو ۲۱۲ مین ضرب دیا ہے جس کا حاصل مساوی ہے سال مطلوب ۱۲۷۲ کا ۔

ہماری رائے مین الفاظ مصرع چہارم اس کے متقاضی ہین کہ (آہِ حسرت) کے اعداد تاریخ مین محسوب ہون ۔ لیکن شمار تاریخ مین صرف (آہ) کے عدد محسوب ہوئے ہین اور یہ نازک بات شائقین فن جمل کو ملحوظ خاطر رہنا چاہیئے ۔

(۸) صنعت اعجام اعجام زبان عربی کا لفظ ہے جس کے مرادی معنی نقطہ دار حروف سے کام لینے کے ہین ۔ صنعت اعجام فن جمل مین اوس مادۂ تاریخ کا نام ہے

جس مین یا تو صرف حروف معجمہ مین لکھا جاے یا مہملہ کو چھوڑ کر صرف معجمہ سے تاریخ حاصل کی جاۓ قطعات تواریخ ذیل صورت آخرہ کی مثال ہین ۔

تاریخ فوت شاعر فوقیا نام از جناب باقر گیلانی در صنعت اعجام

سال تاریخ گفت گیلانی	بود در خلق فوقیا فائق

ب۔ خ۔ ق۔ ف۔ ق۔ ی۔ ف۔ ی۔ ق۔ کے اعداد سے سنہ ۱۰۸۱ حاصل ہوتا ہے

تاریخ تعمیر بیت العزای اہل بیت اطہر طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر۔ اوج ۔ لکھنوی

ساخت چون ناموس آغا حید جنت مکان	این معلی بارگاہ بادشاہ کربلا
حرف منقوطی شمردہ اوج تاریخش نوشت	شد بنا بیت العزاے اہل بیت مصطفیٰ

حروف معجمہ۔ ش۔ ب۔ ن۔ ب۔ ی۔ ت۔ ز۔ ی۔ ب۔ ی۔ ت۔ ف

ی سے سال مطلوب ۱۲۸۳ حاصل ہوتا ہے ۔

(۹۱) **صنعت اہمال** حروف مہملہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت اہمال کہتے ہین اس صنعت کو مورخین نے دو طرح پر استعمال کیا ہے ۔ بعض نے مادۂ تاریخ کو تمام تر حروف مہملہ سے لکھا ہے ۔ اور بعض نے مادہ سے صرف حروف مہملہ کو محسوب کرکے تاریخ حاصل کی ہے ۔

تاریخ ذیل جناب عنایت حسین بلگرامی کی طبعزاد ہے جو جمل صغیر و بسیط مین لکھی گئی ہے ۔ اور مادہ تاریخ کا سالم مصرع صنعت اہمال کی پہلی قسم مین ہے

خدیو داد گر سلطان عالم ظل سبحانی	چو از فضل الٰہی یافت اکنون صحت کامل
سنینش در قطعہ بے لفظ اند مصرع آخر	بخوان در بینات و در زبر بے بیش و کم ایدل
یکے در بینات آمد دگر سنہ در زبر پیدا	بطرز سہل آوردم بنظم این صنعت مشکل

کسے گر زین نمط شعری تواند گفت بسم اللہ
سحرگاہم دعا الحمد للہ کارگر آمد
معمّا در مصرع مدح ملک اعداد سال آمد

بشاگردی وخط میدہم ای خسرو عادل
کہ آمد سرور اسلام با آرام دل حاصل
سرو سردارد ہر اہل کمال و مالک عادل ۱
۱۲۶۹

(۱) مصرع آخرین کے زبر بین بھی سنہ ۱۲۶۹ موجود ہے اور بینات سے بھی ۱۲۶۹ حاصل ہوتا ہے۔ جس کی صراحت ہم نے نقشہ ذیل میں کی ہے۔

زبر	س	ر	و	س	ر	د	ا	ر	د
اعداد	۶۰	۲۰۰	۶	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰	۴
بینات	ین	ا	او	ین	ا	ال	لف	ا	ال
اعداد	۶۰	۱	۷	۶۰	۱	۳۱	۱۱۰	۱	۳۱

زبر	ہ	ر	ا	ہ	ل	ک	م	ا	ل
اعداد	۵	۲۰۰	۱	۵	۳۰	۲۰	۴۰	۱	۳۰
بینات	ا	ا	لف	ا	ام	اف	یم	لف	ام
اعداد	۱	۱	۱۱۰	۱	۴۱	۸۱	۵۰	۱۱۰	۴۱

زبر	و	م	ا	ل	ک	ع	ا	د	ل
اعداد	۶	۴۰	۱	۳۰	۲۰	۷۰	۱	۴	۳۰
بینات	او	یم	لف	ام	اف	ین	لف	ال	ام
اعداد	۷	۵۰	۱۱۰	۴۱	۸۱	۶۰	۱۱۰	۳۱	۴۱

میزان حروف زبر ۱۲۶۹	میزان حروف بینات ۱۲۶۹

تاریخ ذیل جناب مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی کی طبعزاد ہے جو کسی بزرگ کی رحلت پر بصنعت اہمال قسم دوم مین لکھی گئی ۔

	گفتم بحروف مہملہ سال		درقصر ارم بنمود آرام ۱۰۳۶	✓

(۱۰) صنعت مسروری وملفوظی ومکتوبی | صنعت مسروری وہ صنعت ہے جو صرف حروف مسروری کے شمار کرنے سے مادۂ تاریخ پیدا کرے ۔

حروف مسروری بقول صاحب ہفت قلزم ۔ ب ۔ ت ۔ ث ۔ ح ۔ خ ۔ ر ۔ ز ۔ ط ۔ ظ ۔ ف ۔ ھ ۔ ی ۔ ہین ۔ جن کے تلفظ مین صرف حرف الف اونکے ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح ۔ ا ۔ ج ۔ د ۔ ذ ۔ س ۔ ش ۔ ص ۔ ض ۔ ع ۔ غ ۔ ق ۔ ک ۔ ل ۔ کا نام حروف ملفوظی ہے ۔ اور م ۔ ن ۔ و ۔ کو صاحب ہفت قلزم نے مکتوبی نام رکھا ہے ۔ پس اگر مادۂ تاریخ صرف حروف ملفوظی یا مکتوبی مین لکھا جائے تو اس کو صنعت ملفوظی یا مکتوبی کہتے ہین ایک شادی کی تقریب پر ہم نے تاریخ ذیل صنعت مسروری مین لکھی ہے جو ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ۔

درصنعت مسروری گفتم سنۂ شادی		خورشید فلک را شد مسعود قران ماہ ۱۲۹۵ھ	

مصرع آخر سے ہم نے صرف ۔ خ ۔ ر ۔ ی ۔ ف ۔ ر ۔ ر ۔ ہ ۔ کو محسوب کیا ہے ۔ اور اس مصرع مین حروف مسروری یہی ہین ۔

(۱۱) صنعت تحریک | صنعت تحریک وہ صنعت ہے کہ مادۂ تاریخ کے صرف حروف متحرکہ کے عدد شمار کیے جاوین اور ساکن حروف کو چھوڑ دین ۔ جیسا کہ ہندوستان کے جناب تمیز شاگرد مرزا جلال نے ایک تصنیف کی تاریخ لکھی ہے ۔

میرے استاد نے حقیقت مین — یہ رسالہ لکھا عجیب و غریب
فکر تاریخ اسے تمیز جو کی — مادّہ مل گیا عجیب و غریب
متحرک حروف کو جو لیا — ہوئی تاریخ کیا عجیب و غریب
۱۲۹۳ھ

مؤرّخ نے اس مادّہ تاریخ سے صرف ۔ ک ۔ ع ۔ ج ۔ غ ۔ ر ۔ کو محسوب کیا ہے ۔ ہماری رائے مین واو بھی محسوب ہونا تھا اس لیے کہ اس کا شمار اس مصرع مین حروف متحرکہ مین ہوگا نہ ساکنہ مین ۔ صاحب افادہ تاریخی نے بھی اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے ۔ اس کے موجد اور مخترع غالباً اہل ہند ہین ۔

(۱۴) صنعت تسکین صنعت تسکین ۔ صنعت ماضیہ کا عکس ہے یعنی صرف حروف ساکنہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت تسکین کہتے ہین ۔ ہماری رائے مین غالباً یہ صنعت بھی طبّاع مؤرّخین ہند کی ایجاد ہے ۔ کلام عرب و عجم مین اس کی کوئی مثال نہین ملی ۔ ایک مؤرّخ دکن نے اس صنعت مین کیا خوب تاریخ لکھی ہے ۔

جہان سے چلا ۔ بندۂ نیک ذات — کرم اس پہ کر اے غفور الرّحیم
ملی حرف ساکن سے تاریخ فوت — خدابخش کو بخش دے اے کریم
۱۸۴۴ع

اس مادّۂ تاریخ مین جو سنہ عیسوی مین لکھا گیا ہے صرف حروف ساکنہ یعنی ا ۔ خ ۔ ش ۔ و ۔ خ ۔ ش ۔ ی ۔ ی ۔ ی ۔ م ۔ کے عدد محسوب ہوئے ہین جو مساوی ہین ۱۸۴۴ عیسوی کے ۔ (افادہ) ہماری رائے مین اس بات کا اظہار مصرع سوم مین ضروری تھا کہ یہ تاریخ سنہ عیسوی مین لکھی گئی ہے ۔

مادۂ تاریخ حروف ساکن سے حاصل ہوتا ہے مؤرّخ نے حرف ساکن کا اشارہ کیا ہے ۔ ہم کہین کہین اس قسم کے نوٹس بطور (افادہ) صرف اس لیے کر رہے ہین

کہ طالبین و شائقین فن کو بیراہی نہ ہونے پائے اور امثلہ پیش شدہ کی سند پر وہ اپنے کلام مین غلطی کرنے نہ پاوین۔ ہمکو ہرگز حرف گیری مقصود نہین ہے۔

(۱۳) صنعت مفردہ و مرکبہ صنعت مفردہ وہ صنعت ہے جو صرف مفرد حروف سے تاریخ حاصل کرتی ہے۔ اسی کو صنعت منفصل بھی کہتے ہین۔ اور صنعت مرکبہ وہ جو حروف مرکبہ سے تاریخ پیدا کرے جس کو اہل جمل نے صنعت متصل بھی کہا ہے اس کے موجد مؤرخین عجم ہین۔ مولانا وحشی یزدی نے مثنوی ناظر و منظور کی تاریخ ایک مصرع مین چار صنائع سے حاصل کی ہے۔ و ہو ہذا۔

کتاب ناظر و منظور ہین کہ ہر بیتش	ز آسمان کمال ست آیتے منزل
چو درس دولت و اقبال میرسد بنظام	ازین کتاب کہ در بے مثالیست مثل
سزد کہ از پئے تاریخ نظم وے گویم	دہی نظام در درج درس در برج دول ۹۶۶
گرہ کشائے خیالم ز مصرعے کہ گذشت	چہار عقدۂ تاریخ مے کند منحل
یکے ز جملہ حروفے کہ داخل نقط است	دوم از انچہ درو نیست نقطہ را مدخل
سوم ازان کلماتے کہ واصل اند بہم	چہارم آنکہ در آیند عکس آن بعمل

منقوطہ حروف مادۂ تاریخ مین ی ن ظ ج ج ہین ان کے اعداد ۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۳ + ۳ مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے

غیر منقوطہ حروف د ہ ا م د ر د ر د ر س د ر د و ل ہین ان کے اعداد کا مجموعہ ۴ + ۵ + ۱ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہے ۹۶۶ کا اور یہی سنۂ مطلوب ہے۔

حروف متّصلہ یعنی مرکّبہ کے الفاظ (ہے - نظا) سے - ہ - ی - ن ظ - ا - حاصل ہوتے ہین جن کے اعداد - ۵ + ۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۱ مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے -

حروف منفصلہ یعنی مفردہ د - م - د - ر - د - ر - ج - د - ر - س - د ر - ج - د - و - ل - کے اعداد ۴ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۳ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۳ + ۴ + ۶ + ۳۰ مساوی ہین ۹۶۶ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے -

یہ بے بہا تاریخ نہ صرف اس خاص صنعت کی مثال ہے بلکہ صنائع گزشتہ سے صنعت نمبر ۸ - اعجام اور صنعت نمبر ۹ - اِہمال کی بہی مثال ہے اور نیز اس کو مجمع الصنائع کی بہی تمثیل خیال کرنا چاہیے جس کا بیان آگے آویگا

(۱۴) صنعت تعریب | صاحب ملخص تسلیم نے اسکا ذکر کیا ہے یہ وہ صنعت ہے کہ مادّۂ تاریخ کے کل الفاظ مین اتّحاد اعراب کی پابندی کی جاوے یعنی یا تو مادّہ کے کل الفاظ مفتوح ہون یا مکسور یا مضموم - ہماری راے مین یہ بہی ممکن ہے کہ شعر یا اشعار سے صرف مفتوح الفاظ لین جن سے تاریخ نکلے یا صرف مکسور و مضموم الفاظ ہی سے تاریخ حاصل کی جاے -

ایک بزرگ نے اس صنعت مین خود اپنے دیوان کی تاریخین لکھی ہین جن کو ہمؔ نے ملخّص تسلیم سے نقل کیا ہے -

جو سلطان مطابع کا ہے جب وہان سے
بُرا یا بہلا الغرض ہے یہ جیسا

یہ دیوان سارا ہمارا چھپ آیا
جگر کا لہو دل کا پیارا چھپ آیا

خطا اپنی اور سہو کاتب کا جو تھا
گوارا و یا ناگوارا چھپ آیا
مناسب یہ جانا کہ تاریخ لکھون
لبون کا محب دل کا پیارا چھپ آیا
قبول اس کی تاریخ پر فتح کر کے
خطاکار کا قول پیارا چھپ آیا ۱۲۷۴

وله تاریخ دیگر بقید کسرہ

صد شکر کہ دیوان یہ مطبوع ہوا
تعجیل ہوئی لگی نہ کچھ اسمین دیر
ہر بیت محب کی خانۂ دل مین بسی
ہر مصرع ہو گیا عدو کو شمشیر
ہاتف نے ندا یہ دی کہ تاریخ تو لکھ
صنعت کی طرف توسنِ خامہ کو پھیر
جب غیب سے یہ حکم ہوا مجھ کو قبول
چاہا حرکت نہ آسکے کوئی جز زیر
ناگاہ میرے سینہ سے آئی آواز
دل کی اقلیم کس نے کی شعر سے زیر ۱۲۷۴

وله تاریخ دیگر بقید ضمہ

این نظم شیرین آنقدر شد روبرویش شہد شور
روشن نگاہ دوستان چشم حسودان باد کور
ہر کس چشید شیرینیش مشہور گردد شہد خور
در قید ضمہ سال مین از حسن و لطف و زور و شور ۱۲۷۴

تاریخ سوم کے عدد ۹۵۶ حاصل ہوتے ہین۔ ہم خیال کرتے ہین کہ شاید غلطی کتابت کی وجہ سے کوئی لفظ غلط چھپا ہو۔

(افادہ) تاریخ دوم وزن رباعی پر ہے جس مین متاخرین اور متقدمین نے چار مصرعون سے زائد لکھنا پسند نہین فرمایا اور قواعد عروض کی رو سے پہلے مصرع مین قافیہ ہونا شرط ہے۔

(۱۵) صنعت ازدواج صنعت ازدواج وہ صنعت ہے جس مین ایک شعر کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لین اور اسی شعر یا دوسرے شعر کے پہلے یا دوسرے

مصرع سے حروف مہملہ لین اور دونون کے اعداد مجموعی سے سنۂ مطلوب حاصل کرین۔ یا

انہین دونون مصرعہاے متذکرۂ بالا سے حروف مفردہ و مرکبہ لیکر اون کے اعداد سے تاریخ نکالین۔ یا

انہین دونون مصرعہاے متذکرۂ صدر سے حروف ساکنہ و متحرکہ یا حروف مسروری و ملفوظی یا حروف ملفوظی و مکتوبی یا حروف مسروری و مکتوبی لےکر اونکے اعداد سے تاریخ نکالین۔

اس صنعت کے موجد مؤرخین عجم ہین۔ بابر بادشاہ کی وفات کی تاریخ سنجر اصفہانی نے لکھی ہے جس مین صنعت ترصیع کے سوا (جس کا بیان آگے آوے گا) صنعت ازدواج اور اعجام اور اہمال بہی ہے اور اسی تاریخ کو مجمع الصنائع بہی کہہ سکتے ہین۔ و ہو ہذا

بادشاہ دہر بابر باکمال عدل بود		واقف احسان عالم مقصد لطف الٰہ
۹۳۷ھ		۹۳۷ھ
سال جان او گزیدن جا بفردوسش بگوی		جای فردوس بد بگزید بابر بادشاہ
۹۳۷ھ		۹۳۷ھ

اس قطعۂ تاریخ مین (۱) تو صنعت ترصیع ہے یعنی ہر مصرع کے اعداد مجموعی سے سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے مصرع اول سے حروف مہملہ لئے جاوین اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف معجمہ تو دونون کے مجموعۂ اعداد سے بصنعت

ازدواج سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔

حروف مہملہ مصرعۂ اول و حروف معجمہ مصرع ثانی شعر اول			
۱	ا	۱	ا
۳۰	ل	۴	د
۷۰	ع	۱	ا
۴	د	۵	ه
۳۰	ل	۴	د
۶	و	۵	ه
۴	د	۲۰۰	ر
۱۰۰	ق	۱	ا
۸۰	ف	۲۰۰	ر
۵۰	ن	۱	ا
۸۰	ف	۲۰	ک
۰	۰	۴۰	م
میزان اعداد ۹۳۷			

(۳) تیسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لیں اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف مہملہ ۔ تو دونوں کے مجموعۂ اعداد سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔

حروف منقوطہ مصرع اول و مہملہ مصرع ثانی از شعر اول			
۱	ا	۲	ب
۳۰	ل	۳۰۰	ش
۴۰	م	۲	ب
۴۰	م	۲	ب
۹۰	ص	۲	ب
۴	د	۲	ب
۲۰۰	ر	۶	و
۳۰	ل	۱	ا
۹	ط	۱	ا
۱	ا	۸	ح
۳۰	ل	۶۰	س
۵	ه	۱	ا
۰	۰	۷۰	ع
میزان اعداد ۹۳۷			

(۴) چوتھا لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونوں مصرعوں سے صرف حروف معجمہ لیں تو اون کے مجموعۂ اعداد سے بصنعت اعجام سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔

حروف معجمہ مصرع اول و دوم شعر ثانی			
۳	ج	۳	ج
۱۰	ی	۵۰	ن
۸۰	ف	۷	ز
۲	ب	۱۰	ی
۲	ب	۵۰	ن
۷	ز	۳	ج
۱۰	ی	۲	ب
۲	ب	۸۰	ف
۲	ب	۳۰۰	ش
۲	ب	۲	ب
۳۰۰	ش	۱۰	ی
میزان اعداد ۹۳۷			

(۵) پانچوان لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونون مصرعون سے صرف حروف مہملہ لین تو اون کے مجموعی اعداد سے بصنعت اہمال سال مطلوب حاصل ہوتا ہے ۔

حروف مہملہ مصرع اول و دوم شعر ثانی			
۱	ا	۶۰	س
۲۰۰	ر	۱	ا
۴	د	۳۰	ل
۶	و	۱	ا
۶۰	س	۱	ا
۱	ا	۶	و
۴	د	۲۰	ک
۲۰	ک	۴	د
۴	د	۱	ا
۵	ه	۲۰۰	ر
۱	ا	۴	د
۲۰۰	ر	۶	و
۱	ا	۶۰	س
۴	د	۲۰	ک
۱	ا	۶	و
۵	ه	۰	۰
میزان اعداد ۹۳۷			

(۱۶) صنعت معکوس | صنعت معکوس وہ صنعت ہے کہ جب مادّہ کے حروف کو اولٹ دین تو صوری سنہ ظاہر ہو ۔ جب نواب سہراب معزول ہوئے تو کسی استاد نے اس واقعہ کی تاریخ لکھی (ع) کیا چرخ نے نوّابی سہراب کو اولٹا ہو اگر نوّابی سہراب کے حروف کو اولٹ دین تو بارہ سی باون کے الفاظ حاصل ہوتے ہین اور یہ نہایت لطیف اور دقیق صنعت ہے ۔ لیکن اس کو فنّ جمل سے کچھہ تعلق نہین ہے بدین لحاظ کہ تاریخ کے اقسام مین صوری تاریخ کا ذکر ہوا ہے ہم نے اس صنعت کو بھی ہدیۂ ناظرین کرنا مناسب خیال کیا ۔

(۱۷) صنعت مُسَجَّع | معزز ناظرین کتاب غالباً صنعت سجع سے واقف ہین جو بدائع بلاغت کی ایک قسم ہے ۔ یعنی کسی شخص کے نام کو کسی فقرہ یا مصرع مین اس طرح لانا کہ اوس فقرہ یا مصرع کے معنون کے لحاظ سے وہ نام تکلم کے طور مستعمل نہو ۔ اہل جمل نے اس صنعت سے صنائع تاریخ مین بھی کام لیا ہے جیسا کہ کسی استاد نے میر الٰہی بخش کی رحلت کی تاریخ مصرع ذیل (ع) الٰہی بخشدے اپنے کرم سے (۱۳۲۲) سے حاصل کی ہے ۔ اور اسی تاریخ مین صنعت بسط تفریزی بھی ہے

جس کا بیان بضمن بیان (بسط) آوے گا۔

اس تاریخی مصرع مین (آلہی بخش) کا نام علم کی حیثیت سے نہین مستعمل ہوا ہے بلکہ اجزاء علم اپنے خاص معنون مین مستعمل ہین۔

ہم نے بھی اس صنعت مین اپنے دوست میر قربان حسین مغفور کی رحلت پر ایک تاریخ لکھی ہے جسکو ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

یوم عاشورہ ز دنیا شد روان		مؤمن ذاکر ثنا خوان حسین
گفت تاریخش و آلاے درمند		نعمتِ جان کرد قربان حسین ۱۳۴۹ھ

اسی صنعت کی ایک تاریخ (محمد کالے) نام ایک شخص کی شہادت کے متعلق بنگلور مین لکھی گئی ہے جس کو ہم ذیل مین عرض کرتے ہین۔

فانی سے ہوا باقی کو روان موت ایسی بھلا ملتی ہے کہان
اسنے تو حیات ابد پائی ہے راہ خدا مین جان دے کر
تاریخ شہادت عیسائی عیسی سے سنا روح اللہ نے
بستان بہشت مین جا پہنچا وہ نام محمد کالے کر
۱۸۶۰ء

(۱۸) صنعت ترصیع | ترصیع زبان عربی کا لفظ ہے بقول صاحب منتہی الارب بمعنی در نشاندن جواہر در چیزے و اندازہ کردن و یافتن و بترتیب نیک درست در نشاندن چیزے و شادمانی و خوشدل کردن و سخن را بخش کردن و ہر کلمہ بہ مقابلہ خود در وزن و ردی یکسان۔ اصطلاح اہل جمل مین صنعت ترصیع اوس صنعت کا نام ہے جو ایک قطعہ یا قصیدے یا مرثیے یا عبارت وغیرہ کے ہر رکن یا ہر مصرع یا جملہ سے ایک ہی سنہ یا مختلف سنین کے مادے پیدا کرے۔

اکثر محققین و استادانِ جمل نے اس صنعت مین تاریخین لکھی ہین۔

یہ صنعت متاخرین عجم کے اختراعات سے ہے۔ باقر گیلانی۔ سنجر طہرانی۔ ذکی مرادآبادی۔ قدر بلگرامی۔ معنی حیدرآبادی۔ وغیرہ نے اکثر تاریخین اس صنعت مین لکھی ہین اور ہم نے بھی اون کی زلّہ ربائی کی ہے۔ خاتمۂ کتاب کے دوسرے حصہ مین اس صنعت کی متعدد مثالین موجود ہین۔ بناءً علیہ ہم نے اس موقعپر عرض مکرّر کی ضرورت نہین سمجھی۔

(۱۹) صنعت ذوتاریخین یہ وہ صنعت ہے جو ایک مادّہ سے دو تاریخین پیدا کرے بعض نکتہ پروروں نے دو تاریخی ایک مصرع کو صنعت ذو تاریخین کہا ہے جیسے دو بھائیون کی موت کی تاریخ (جنہون نے دو سنون مین رحلت کی) کسی استاد نے لکھی ہے۔ (ع) داغ جگر آن و این بود داغ دگر

۱۲۲۹ ۱۲۲۸

لیکن ہم کو اس سے اتفاق نہین ہے۔ اس مصرع کو ذو تاریخین کہنا تو غلط نہین ہے۔ لیکن صنعت ذو تاریخین مین یہ داخل نہین ہے جس مین ایک ہی مادّہ سے دو مختلف تاریخون کا نکلنا شرط ہے۔ جیسا کہ پنڈت بھجناتھ مالک مطبع ثمر ہند نے کلّیات منیر کے طبع کا ایک تاریخی دُہرہ لکھا ہے جس مین دہری تاریخ ہی ہے۔ و ہو ہذا

دِل کلّیات منیر شرہ رہت شہر مین ہار — بت سر رس کن گرہ ششن رس نو رب شت دلار
۱۲۸۵ ف ۱۸۰۱ ساکی — ۱۸۶۹ ۱۹۳۶ سمت ۱۲۹۶ ہجری
سن فصلی ساکی بہرت سر دوا دہن جگت — ہوت علیسوی تت مین ہجری پانچوان اگت
۱۲

(ترجمہ)

اطراف دنیا مین منیر کا کلام مثل تیر کے پہنچگیا ۔ اور اس سے کل دشمنون کا دل چہوٹ گیا یعنی وہ من ہار گئے ۔ یہ بات سمت ۱۹۳۶ ۔ ۱۲۹۶ ہجری مین واقع ہوئی ۔

سنہ فصلی اور ساکی نکلتاہے اور دواہن کے ۱۲ عدد ملنے سے عیسوی سنہ اور پانچوان سنہ ہجری حاصل ہوتاہے ۔

(شرح تاریخ)

دِگ کلیات منیر شتر کے اعداد جمل سے ۱۲۸۷ فصلی حاصل ہوتاہے رہت شتر من ہار کے اعداد جمل سے ساکی ۱۸۰۱ نکلتاہے ۔ بت سر رس گن گرہ ششن مین بت سر سمّت کے معنون مین ہے اور بموجب قاعدہ جمل سنسکرت یعنی جمل لفظی رس کے عدد (۶) ہین اور گن کے عدد (۳) اور گرہ کے عدد (۹) اور ششن یعنی چاند کا عدد (۱) جس کا مجموعہ بقاعدہ صنعت مقطّعات ترتیبی ۱۹۳۶ ہے یعنی سنہ سمّت اور پہر اسی عبارت بت سر رس گن گرہ ششن کے اعداد حروف بحساب جمل حرفی جمع کرین تو اس سے ۱۸۶۷ حاصل ہوتے ہین اور مصرع سوم کی ہدایت کے لحاظ سے دواہن کے ۱۲ عدد کا تدخلہ اس مین کرین تو ۱۸۷۹ عیسوی سنہ حاصل ہوتاہے یعنی یہ فقرہ صنعت ذوتاریخین مین لکہا گیاہے رس نو رب شت دہار مین بموجب قاعدہ جمل لفظی مروجہ سنسکرت رس کے عدد ۶ ہین اور نو سے نون گرہ ۔ رب بمعنی سورج جس کے بارا راس ہین اور شت بمعنی سنو ۔ پس رب شت کے معنی ۱۲ سو ہین صنعت مقطعات ترتیبی سے ۱۲۹۶ ہجری حاصل ہوتاہے ۔ لفظ دہار برائے بیت ہے ۔

ہم نے اس کتاب کی تاریخ بہی اسی صنعت ذوتاریخین مین لکہی ہے جو اسی

موقع پر ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔

شد پایۂ این کتاب در خلق بلند قدرش ز اندازۂ خیالم دہ چند
یک مصرع سال او دو تاریخ آورد شد طبع غرائب الجمل ملک پسند

سالم مصرع مین سنہ عیسوی ۱۹۰۸ ہے۔ اور صرف غرائب الجمل مین سنہ فصلی ۱۳۱۷ —

(۲۰) **صنعت مراتب** مراتب اعداد سے تاریخ کو مخصوص کرنے کا نام صنعت مراتب ہے یعنی صرف احاد یا صرف عشرات یا صرف مآت یا صرف الوف سے تاریخ حاصل کرین سنہ ۱۳۳۱ ہجری کے سالگرہ مبارک مین کسی حیدرآبادی مؤرخ نے ایک تاریخی قطعہ لکھا تھا جس مین اسی صنعت کا استعمال ہوا ہے یعنی صرف مآت سے تاریخ حاصل کی گئی ہے وہ یہ ہے۔

پھر آج جشن سالگرہ ہے حضور کا کل جس طرح تھی دھوم زمانے مین پارسال
سنتے ہین سیکڑون کی زبان سے یہی دعا قائم ہمارے سر پہ رہو تم ہزار سال
۱۳۰۰

(افادہ) مؤرخ نے سیکڑون سے مآت کا اشارہ تو کر دیا ہے لیکن تاریخی اشارہ صراحت کے ساتھ نہین ہے۔ محتاط مؤرخین کو ہمیشہ اس بات کا لحاظ رہنا چاہیے کہ مصرع ثالث مین بالضرور کوئی ایسا اشارہ کیا کرین جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ تاریخ ہے۔ بادی النظر مین یہ قطعہ صرف دعائیہ معلوم ہوتا ہے۔

(۲۱) **صنعت دائرہ** صنعت دائرہ ایک عجیب صنعت ہے جس سے بیشمار تاریخین نکلتی ہین دائرہ مین چودہ خانے ہوتے ہین اور ہر ایک خانہ مین ایک لفظ اور ہر لفظ کے ذیلی خانہ مین اوس کا عدد لکھا جاتا ہے۔ ان خانون سے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیکر

اور کوئی ایک ایسا عدد دل مین فرض کیا جاوے جو ۱ ۔ ۱۴ ۔ اور ۱۴ کے اضعاف (پہاڑون) اور نیز ۱۵ ۔ کے سوا ہو ۔ بعد ازآن عدد مفروض کو دیکہا جاوے اگر وہ طاق ہے تو اوسی خانۂ مبدأ سے جس کو آپ نے تجویز کیا ہے عدد مفروض کے موافق شمار کیا جاوے اور جس خانے پر شمار ختم ہوا اوس کے مندرجہ اعداد کو ایک کاغذ پر لکھہ لیا جاوے اور پہر اسی خانہ کو ملا کر عدد مفروضہ کے مطابق شمار کیا جاوے پہر جس خانہ پر شمار ختم ہو اس کے اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا جاوے اسی طرح شمار اوس وقت تک جاری رکہا جاوے جب تک شمار کا اختتام خانہ مبدأ پر نہ ہو ۔ پہر اون اعداد کو جو جداگانہ کاغذ پر لکھے گئے ہین جمع کر لیا جاوے تو اونکا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا

اگر عدد مفروضہ جفت ہو تو خانۂ مبدأ سے شمار کا آغاز کرنا چاہیئے اور جس خانہ پر شمار ختم ہوا اوس کے عدد کو ایک جدا کاغذ پر لکھہ لینا چاہیئے اور پہر اوسکے مابعد کے خانہ سے شمار کرنا چاہیئے اور عدد حاصلہ کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھنا چاہیئے اور پہر شمار کا آغاز اوس کے مابعد کے خانہ سے ہونا چاہیئے یہی سلسلہ اوس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ سلسلۂ شمار کا اختتام خانہ مبدأ کے ماقبل پر ہو پس میزان اعداد مذکورہ سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا ۔

ہمارے مہربان جناب منشی فاضل ۔ و مولوی فاضل محمد یحییٰ قاصد تخلص نے بتقریب عقد نکاح صاحبزادی جناب مولوی احمد حسین ایم اے ۔ بی ایل (معتمد سرکار نظام دام اقبالہم و چیف سکرٹری سرکار عالی) ایک تاریخ اسی صنعت مین لکھی ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

و ہو ہذا

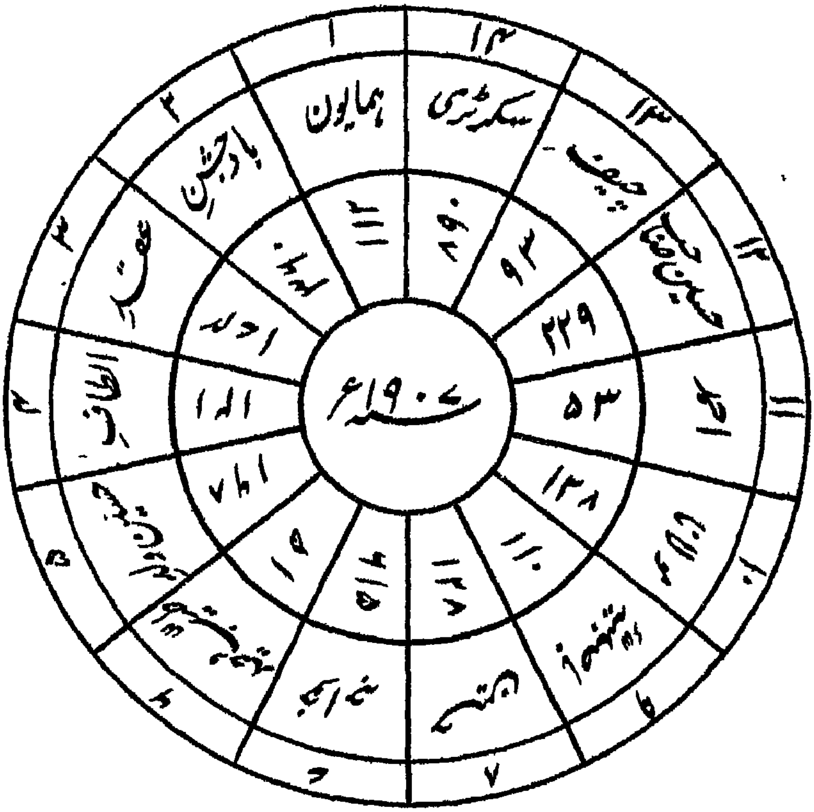
سنہ ۱۹۰۷ء
ہمایون
سکرٹری
حبیب
حسین جان
بادجشن
۱
۲
۳
۷
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۱۲
۹۳
۲۲۹
۵۳
۱۳۸
۱۱۰
۱۵

اس دائرہ سے تاریخ حاصل کرنے کے لئے ہم نے ایک عدد فرض کرلیا اور وہ (۵) ہے (ظاہر ہے کہ یہ عدد اون مستثنیات سے سوا ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے)

پھر اس دائرہ کے خانون سے ہم نے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیا اور وہ خانۂ ۱۴ ہے۔

بدین وجہ کہ ہمارا مفروضہ عدد (۵) طاق ہے ہم نے اسی خانہ ۱۴ سے شمار کا آغاز کیا اور پانچ کا شمار خانۂ ۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۱۲۱ ہین۔ ان اعداد

ہم نے ایک جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا ۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۸ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۱۲۸ ہین جن کو جدا کاغذ پر لکھہ لیا ۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۸ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۲۲۹ ہین جن کو ہم نے جدا کاغذ پر لکھہ لیا ۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۱۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۲ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۳۶۰ کو ہم نے اسی جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا ۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۶ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۵۱ ہین اور ان اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھہ لیا ۔

پہر شمار کا آغاز خانہ ۶ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۰ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۱۲۸ ہین ان اعداد کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھہ لیا ۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۱۰ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۸۹۰ ہین پس ان اعداد کو کاغذ جداگانہ پر لکھہ لیا ۔

اب آیندہ شمار کی ضرورت نہین ہے اس لئے کہ شمار کا اختتام اسی خانہ ۱۴ پر ہوا ہے جس سے ہم نے آغاز شمار کیا تہا اور یہی ہمارا مبدا ہے

اب ہم نے اون اعداد کی میزان دی جو جدا کاغذ پر لکہے گئے ہین وہی ہذہ

۱۲۱ + ۱۲۸ + ۲۲۹ + ۳۶۰ + ۵۱ + ۱۲۸ + ۸۹۰ = ۱۹۰۷

اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

مخفی نرہے کہ عدد مفروضہ کے طاق اور جفت مین یہ فرق ہے کہ طاق کی

گنتی کے آغاز مین خانۂ منتہی کو بہی محسوب کیا جاتا ہے ۔ اور جفت کی گنتی مین خانۂ منتہی کے مابعد سے شمار ہوتا ہے ۔

شائقین فنّ جمل کو معلوم کرنا چاہیئے کہ صنعت دائرہ دو ایسے مادّہ ہاے تاریخ پر مبنی ہوتی ہے جن مین سے ہر ایک مادّہ کے ۷ جزو ہون پہر دونون مادّون کے ۱۴ اجزا سے دائرہ کی خانہ پری اس طرح پر کرنی چاہیئے کہ مادّۂ اول کا پہلا جزو ایک خانہ مین لکہنے کے بعد مادّۂ دوم کا پہلا جزو دوسرے خانہ مین لکہین پہر مادّۂ اول کا دوسرا جزو تیسرے خانہ مین اور مادّۂ دوم کا دوسرا جزو چوتہے خانہ مین پہر مادّۂ اول کا تیسرا جزو پانچوین خانہ مین اور مادّۂ دوم کا تیسرا جزو چہٹے خانہ مین یہی دور تسلسل آخر تک قائم رکہا جائے ۔

ملاحظہ ہو کہ دائرہ تمثیل کے خانہ ۱ ـ ۳ ـ ۵ ـ ۷ ـ ۹ ـ ۱۱ ـ ۱۳ ـ کی میزان ۱۲۲۵ ہجری ہے اور اسی طرح خانہ ۲ ـ ۴ ـ ۶ ـ ـ ۱۰ ـ ۱۲ ـ ۱۴ ـ کی میزان ۱۹۰۸ع پس معلوم ہوا کہ اس دائرہ کے مجموعی ۱۴ خانے دو مادّۂ تاریخ پر مبنی ہین ایک ہجری دوسرا عیسوی جن کو اس صنعت نے بے شمار تاریخون کا ماخذ قرار دیا ہے جن مین سے بعض مادّے عیسوی سنہ کے متعلق حاصل ہونگے اور بعض ہجری کے متعلق

روشن خیال مؤرّخ ایک دائرہ سے دو مختلف اقسام کے سنہ بہی پیدا کر سکتا ہے عیسوی اور ہجری ہی پر کچہہ موقوف نہین ہے اور ایک دائرہ مین متعدّد صنائع سے کام لے سکتا ہے جو کہ اہل بصیرت اور روشن خیالون کا حصّہ ہے ۔

اور یہ بہی ممکن ہے کہ صرف ۸ خانون کا ایک ایسا دائرہ بنایا جاوے جس کے آٹہون خانون مین (۸) اعداد ہون جب کسی خانہ سے آپ چاہین شمار اور سنہ

مطلوب حاصل کرین۔ اس دائرۂ مابعد الذکر کا نام استادانِ فن نے دائرۂ مثمنہ رکھا ہے اور اہل فن نے اس کو دائرۂ اول الذکر پر ترجیح دی ہے اس لیے کہ اسکے عمل مین عدد مفروضہ کے لیے کسی استثنار کی ضرورت نہین ہے جیسا کہ دائرۂ اول الذکر مین ۱ و ۱۴۳ وغیرہ کا استثنا شرط ہے۔

ہم نے اس دائرۂ مثمنہ مین شاہزادگان بلند اقبال حضرت آقائی ولی النعمت سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و دولتہ کی تاریخ ولادت لکھی ہے جس کے مادۂ تاریخ کا مصرع گرامی ہین یہ دو نون نونہال گلشن شاہی ؛۔ اسی دائرہ مین تقسیم پاتا ہے اور قاعدۂ مقررہ سے بے شمار تاریخین اس سے حاصل ہوتی ہین۔

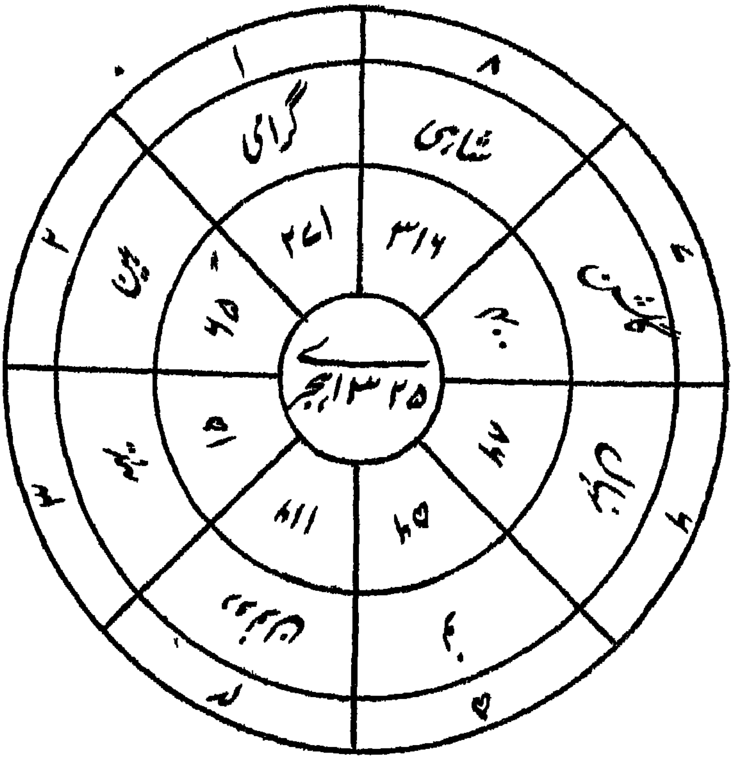
۱
۸
۷
۶
۵
۴
۳
۲
گرامی
شاہی
گلشن
نونہال
ہین
یہ
۲۷۱
۳۱۶
۶۵
۶۵
۱۵
۱۱۱
۱۳۲۵ ہجری

اس دائرہ سے کثیر تاریخون کے حاصل کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ ایک عدد فرضی تسلیم کرو جو دو صورتون سے خالی نہ ہوگا یا تو طاق ہوگا یا جفت۔

پھر اسی دائرہ سے کسی ایک خانہ کو جس کو آپ کا جی چاہے مبدأ قرار دو یعنی شمار اس خانۂ مبدأ سے شروع کرو۔

اگر عدد مفروضہ طاق ہے تو برعکس طریقہ دائرۂ اول الذکر شمار کا آغاز خانۂ مابعد (مبدأ) سے ہوگا۔

پس جس خانہ پر عدد مفروضہ کا شمار ختم ہوا اس خانہ کا عدد ایک کاغذ پر لکھہ لو پھر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری کرو جس خانہ پر شمار ختم ہوا اوس کا عدد اسی کاغذ پر لکھتے جاؤ پھر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری رکھو۔ یہ دور تسلسل اوس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ شمار کی انتہا خانۂ ماقبل مبدأ پر نہ ہو۔ پھر اس کے بعد اون اعداد کو جو آپ الگ کاغذ پر لکھتے رہے ہین جمع کرو تو سال مطلوب حاصل ہوگا۔

اگر عدد مفروضہ جفت ہے تو شمار کا آغاز ہمیشہ اسی خانہ سے ہوگا جس خانہ پر شمار ختم ہوا ہے۔ اور یہ دور شمار اس وقت تک جاری رہیگا جب تک شمار کا اختتام خانۂ مبدأ پر نہ ہو۔

مثلاً ہم نے ایک فرضی عدد ۵ قرار دیا اور نقشۂ بالا سے خانۂ ۳ کو مبدأ تجویز کیا اور بدین وجہ کہ عدد مفروضہ طاق ہے شمار کا آغاز خانۂ مابعد مبدأ یعنی خانۂ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانۂ ۸ پر ختم ہوا اور اس کے عدد (۳۱۶) محفوظ کیے گئے پھر اس کے مابعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانۂ ۵ پر قرار

پایا جس کے اعداد (۵۶) محفوظ کیئے ۔

پھر اس کے بعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانۂ ۲ پر جس کے اعداد (۶۵) محفوظ کیئے گئے ۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۷ پر جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کیئے گئے ۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۴ پر جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کیئے گئے ۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ (۱) پر جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کیئے گئے ۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۶ پر جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کیئے گئے ۔

پھر اس کے خانۂ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانۂ ۳ پر جو مبدأ ہے اور اس کے اعداد (۱۵) محفوظ کیئے گئے ۔

اب شمار کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ مبدأ پر اختتام ہوا پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو ۳۱۶ + ۵۶ + ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ مساوی ہیں ۱۳۲۵ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

اب ہم نے دوسرا عدد فرض کیا جو چھ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عدد جفت ہے اور مبدأ خانۂ ۵ کو قرار دیا اور حسب قاعدۂ متذکرۂ بالا اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو ۶ کا شمار خانۂ ۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد (۶۵) کو ہم نے محفوظ کیا ۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۷ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۴۰۰) محفوظ کیئے گئے ۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۴ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کیئے گئے ۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ (۱) پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کیئے گئے ۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۶ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کیئے گئے ۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۳ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۵) محفوظ کیئے گئے ۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۸ پر شمار ختم ہوا اور اس کے اعداد (۳۱۶) محفوظ کیئے گئے ۔

اور پھر اسی خانہ سے شمار کا آغاز ہوا تو خانہ ۵ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۵۶) ہین چونکہ شمار خانہ مبدا پر ختم ہوا لہذا اب شمار زائدہ کی ضرورت نہین ہے

پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ + ۳۱۶ + ۵۶ ۔ مساوی ہین ۱۳۲۵ کے اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

اس دائرہ کی ترتیب جس پر ایک مصرع کے الفاظ کو تقسیم کیا گیا ہے محض مؤرخ کی روشنی طبیعت پر منحصر ہے کوئی خاص امر قابل بیان نہین ہے ۔ ایک تجربہ کار اور مشاق مؤرخ اون آٹھ الفاظ سے مادّہ تاریخ تجویز کر سکتا ہے جن سے یہ

مقصد حاصل ہو ۔

فنّ جمل اُستاد سے مستغنی نہین ہے ۔ ہماری قطعی راے یہ ہے کہ اگر فن جمل کو صرف زور طبیعت سے بذریعہ کتاب سمجھنا چاہو تو کامل مقصد حاصل نہ ہوگا اس لئے کہ استادان فن نے بعض صنائع کے بیان کرنے مین طرز بیان کو نہایت آسان اور سریع الفہم الفاظ مین نہین رکھا ۔ اگرچہ ہمنے اپنی اس کتاب کی ہر ایک بحث مین حتی الامکان مربوط اور معمولی بول چال مین سمجھانے کی کوشش کی ہے تاہم بعض صنائع کی تعریف تفہیم اُستاد کی محتاج ہے ۔ اگر ہمارے اس خیال کے برخلاف کوئی طبّاع اور روشن خیال شخص اوس کے سمجھنے مین بدون امداد اُستاد کامیاب ہوجائے تو وہ الا ماشاء اللہ کا مصداق ہوگا ۔ صنعتِ دائرہ کے موجد طبّاعان عجم ہین ۔

(۲۲) صنعت مُعمّا | مُعمّا زبان عربی کا لفظ ہے ۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ معمّا بمعنی پوشیدہ شدہ و کور و نابینا و بقول صاحب لطائف مکان پوشیدہ اصطلاح مین وہ رمز و ایما جو کہ طبع سلیم کو پسند ہو ۔ بعض صاحبان مصطلحات نے لکھا ہے کہ معمّا اوس کلام کو کہتے ہین جو بطرزِ رمز و ایما ایک ایسے کلام پر دلالت کرے جو بطریق تشبیہ یا قلب ہو یا بحساب جمل ۔ مُعمّاے جمل سے وہ صنعت مراد ہے جس مین معمّا کے ساتھ تاریخی مادّہ بھی ہو ۔ جیساکہ میر شمس الدین فقیر نے ایک شادی کی تاریخ لکھی ہے

تاریخ بقانونِ معمّا گفتم
خورشید قران یافتہ با ماہ تمام

ماہ سے بقاعدہ ترادف شہر مراد ہے اور ماہِ تمام ۳۰ دن کے مہینے کو کہتے ہین اور سیس کا ترجمہ فارسی (سی) اور لفظِ "سی" کے اعداد جمل ۷۰ ہین پس ۷۰ کو اعداد

خورشید ۱۱۳۰ پر بڑھانے سے ۱۱۹۰ ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔ بعض محقّقین نے لکھا ہے کہ مورخ کو صنعت معمّا سے احتراز کرنا اولےٰ ہے اس لئے کہ تاریخ کا اصلی مقصد معمّے کی بدولت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ جمل میں اس صنعت کے موجد یہی بزرگ ہیں جن کی تاریخ اوپر لکھی گئی۔

(۲۳) **صنعت تکثیر** یہ وہ صنعت ہے کہ جس کے ذریعہ سے مادّہ تاریخ کے ارکان بدل لیتے ہیں اور ۴۳۲۰ مادّے ایک ہی مصرع تاریخی سے حاصل ہوتے ہیں۔ مولانا عبد الجلیل بلگرامی نے بتقریب جلوس محمّد شاہ غازی اسی صنعت میں تاریخ لکھی اور قاعدہ کو بھی منظوم فرمایا ہے وہو ہذا۔

بحمد اللہ بہار آمد جہان سرسبز شد یکسر		بتخت سلطنت بنشست شاہنشاہ دین پرور
محمد شاہ غازی بادشاہ کشور احسان		بجاہی ہمچو جمشید و بشانے ہمچو اسکندر
وجودش آیۂ رحمت نگاہش مایۂ عزّت		بنامش زینتِ سکّہ بذکرش رفعتِ منبر
بمیدان شجاعت دشمنان را تیغ سرافگن		بدیوان عدالت تشنگان را موجۂ کوثر
من از بہر جلوسِ آن شہِ اورنگ جم رسندی		نوشتم مطلع پر نور ہمچون مطلع خاور
طل افشان شد بہار خرمی زین مژدۂ رنگین		بہر سو بلبل موزون ترنّم تہنیت گستر
برآید چل ہزار و سہ صد ابیاتِ لطیف از وی		برآن مجموع بست افزون کن و دریاب این مضمر
بشہ عادل مہ کامل یم سائل جسم والا	۱۱۴۰	بدل دانا بید دارا بجود اولیٰ بمجد اوفیٰ
ازین پیش از برای ہیچ شاہی اندرین صنعت		برون ناورد غوّاصی زبحرے اینچنین گوہر
کتب موجود یارانِ مورّخ ہر ہمہ حاضر		بدعوی گر عزیزی پیش آید وا کند دفتر

بود فال مبارک این ہمہ تکثیر اعدادش
دعاے شاہ از عبدالجلیل و از ملک آمین
اگر خواہی کہ استخراج این اعداد دریابی
بود ترکیب این بیت طرب افزو ششش ارکان
پس از رکن سوم نسبت بہر دو ششش صنو گردد
درین ششش باز چون کن چہارم را بضرب آری
برین منوال گر ارکان باقی را بیما لش
چو تفصیل صور در دہ مجلد میتواند شد
اگر خواہی نخواہی ضبط تفصیل صور خواہی
کہ من این نسخۂ رنگین مرتب کردہ ام زین رو
الٰہی تا جہان باشد شہ ما کامران باشد

بطول عمر شاہ دین پناہ وسعت کشور
ہمیشہ باد روشن اختر شاہ جہان پرور
ببرہان مے کنم خاطرنشین طبع دانشور
کہ در ارکان او ممکن بود تقدیم یکدیگر
کہ از ضرب سہ در دو بے تکلف ششش بود ظاہر
برآید بست ابیات و چہار افزون بر و بنگر
بضرب آری این اعداد بیشک میشود منجر
ازین رو کردہ ام مجمل مطلب رہنمون پی بر
دبیر چند چابکدست آرد کاغذ و مسطر
نشانے تا بود باقی بعالم تا دم محشر
بتخت و تاج و عدل و داد و جود و بخشش اغر

اس صنعت کا بھید صرف ارکان کا وزن مساوی ہے جن کے اولٹ پھیر اور تقدیم و تاخیر سے وزن شعر مین نقصان نہ آئے اعداد ارکان مین کوئی خاص قاعدہ مقرر نہین ہے۔ اون کے اعداد جو کچھ بھی ہون۔ تقدیم و تاخیر سے اصل مادہ مین کوئی نقصان پیدا نہ ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ عبدالجلیل بلگرامی پہلے شخص ہین جنہون نے اس صنعت مین تاریخ لکھی۔

(۲۴) **صنعت تنقیط** صنعت تنقیط اوس عمل کا نام ہے کہ مندرجہ ذیل حروف مہملہ کو جو مادۂ تاریخ مین واقع ہون نقطہ دار فرض کرکے اون کے عدد محسوب کرین یعنی (ح) کو (خ) فرض کیا جائے اور (د) کو (ذ) (ر) کو (ز) (س) کو (ش) (ص) کو (ض)

(ط) کو (ظ) (ع) کو (غ) ۔

جس مصرع یا فقرہ یا لفظ کو مادّہ قرار دیا جاویگا اوس کے مجموعی حروف مین صرف حروف متذکرہ بالا کو صنعت تنقیط کے ساتہ حساب مین شمار کیا جاویگا اور باقی حروف حساب مین داخل نہ ہون گے بعضون نے کہا ہے کہ باقی حروف بحال خود رہ کر داخل حساب ہون گے ۔ اس اختلاف کا تصفیہ جبتک نہ ہو لے اور جب تک ایک قاعدہ کے ہم پابند نہ ہو جاوین صنعت تنقیط پر عمل نہ ہو سکے گا بدین وجہ کہ یکسوئی لازم ہے لہذا ہم صورت اوّل کے پابند ہین اگر دو عملی قائم رکہی جائے تو ہر مادّہ کے ذیل مین اس کی صراحت کرنی ہو گی کہ فلان طریقہ پر عمل ہوا ہے اور صرف صنعت تنقیط کا اشارہ کافی نہ سمجہا جائے گا اور صراحت کی احتیاج صنعت کو ناقص قرار دے گی بنا بر علیہ ہماری رائے یہ ہے کہ شائقین جمل اس صنعت کی تعریف مین صورت اول الذکر کے پابند رہین ۔

مندرجہ ذیل تاریخ اسی صنعت مین لکہی گئی ہے جو کسی دکہنی کی طبعزاد ہے تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ۔

نوکری کہو کر بنے محتاط آپ
دشمنون نے آپ کو جو کس کیا
کرد کہا یا ایک تنکے کو پہاڑ
ان حریفون نے تمہین بے بس کیا
جو ہوا قاصد تیری امداد کا
دیکے جل بیرنگ اُسے واپس کیا
پہنس گیا آفت مین بیچارہ غریب
گہر گیا حملون مین اور بس بس کیا
صنعت تنقیط مین ہے اس کا سال
ایک کو نقطہ لگا کر دس کیا

مصرع تاریخی مین صرف (ط) کے عوض (ظ) محسوب ہوئی ہے اور (ر)

کے عوض (ز) اور (د) کے عوض (ذ) اور (س) کے عوض (ش) حروف معیّنہ سے صرف اسی قدر حروف اس مادّہ مین قابل تنقیط تہے ۔

تمثیلی تاریخون مین اگر محاورہ کی کوئی غلطی ہو تو ہم معذور ہین مؤرّخ خود اس کے ذمہ دار ہین ہمکو صرف مادّۂ تاریخ کے تمثیل سے کام ہے ۔

یہ صنعت صرف ہندیون کی ایجاد ہے ۔ فارسی کوئی تاریخ اس صنعت مین ہماری نظر سے نہین گزری ۔

(۲۵) صنعت سلب نقط صنعت سلب نقط حروف ذیل سے متعلق ہے یعنی اگر مادۂ تاریخ مین (ج) یا (خ) واقع ہو تو اس کا نقطہ سلب کرکے دونون کے لئے (ح) کے عدد محسوب ہون گے اسی طرح (ذ) کو (د) فرض کرنا یا (ز) کو (ر) یا (ش) کو (س) اور (ض) کو (ص) یا (ظ) کو (ط) یا (غ) کو (ع) فرض کرنا صنعت سلب نقط مین داخل ہے ۔ اس صنعت کے موجد اہل ہند ہین ۔ سلب نقط کی کوئی تاریخ ہماری نظر سے نہین گزری ۔

بعض اہل فن نے ایک ہی مادّہ مین دونون صنائع کو جمع کیا ہے ایک ایک عجمی شاعر نے اس صنعت مین کیا خوب تاریخ لکھی ہے ۔ و ہو ہذا

نور النساء بہر علی از دواج یافت — نوشاہ را عروس بود حسن انتخاب
سلب نقط بصنعت تنقیط گشتہ سال — با مشتری خجستہ بود وصل آفتاب

(تشریح)

حروف اصلی	ش	ر	خ	ج	س	د	ص	میزان
حاصل صنعت تنقیط و سلب نقط	س	ز	ح	ح	ش	ذ	ض	
اعداد	۶۰	۷	۸	۸	۳۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۱۸۸۳

(۲۶) صنعت طلسمی | صنعت طلسمی ایک عجیب صنعت ہے جس کو کام مین لانے سے لوح طلسمی متعدد تاریخون کو پیش کرتی ہے ۔

(۲۱ مدارج اور مراتب کے ایک نقشہ کا نام لوح طلسمی ہے ۔ جس کے ہر ایک خانہ مین مفردات و مرکّبات سے خانہ پُری کی جاتی ہے اور وہ تمام مفردات اور مرکّبات در حقیقت حامل تاریخ ہوتے ہین ۔ سائل کو اختیار ہے کہ اون کل خانون سے جس خانے کو وہ چاہے مبدا قرار دے اور اسی مبدا سے اکیس خانے شمار کرکے اکیسوین خانہ کی تحریر کو ایک کاغذ پر لکھہ لیوے پھر اُس کے بعد کے خانہ سے شمار کا آغاز کرے اور ہر اکیسوین خانہ کا نوشتہ اوسی کاغذ پر ترتیب کے ساتہ یکے بعد دیگرے سطرون مین لکھتا ہوا چلا جاے تا آنکہ اس شمار کا سلسلہ خانہ ماقبل مبدا پر ختم ہو ۔

لیکن اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ حروف حاصلۂ خانہ ہاے سطور فوقانی مبدا کو اس سلسلۂ ترتیبی سے جو ایک جدا کاغذ پر جاری ہے مقدم رکھنا چاہیئے جب شمار ختم ہو جاوے گا تو حروف محفوظہ سے ایک ایسا فقرہ یا مصرع حاصل ہوگا جس کے اعداد مجموعی سنۂ مطلوب کے مساوی ہون گے ۔

نقشۂ مندرجۂ ذیل اس صنعت کی مثال ہے جس کو استادی مولوی وجہ الدینخان معنیؔ تخلص نے نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک مغفورؔ وزیر اعظم ریاست حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کی تقریب وزارت پر مرتّب فرمایا تھا ۔

وہو ہذا

لوح طلسمی الموسوم بیادگارِ معنی

بج	ب	خ	مبا	ز	بجو	ز	بگر	ہدا	ب	فد	لا	سر	بر	ز	ع	ج
ال	ب	س	بیا	م	ش	ہے	ہ	گو	ش	بر	و	را	شد	ا	لی	ا
ا	ا	جب	ہا	ہی	گر	کو	دا	د	دسا	س	ا	ہر	دل	ق	د	کر
دا	ے	را	عد	یو	ہل	نب	نے	تا	د	ن	د	ا	ل	ا	لتے	با
شا	د	د	د	را	و	ح	ا	ا	ح	و	ا	بو	او	ا	و	لعد
ار	لا	بیے	ر	دہ	ا	ر	ہ	ب	جہ	صو	بیاہ	ن	کہ	د	مد	د
بو	ین	لت	از	د	ر	ک	سی	گر	نش	حجا	با	ان	ا	ل	ے	ب
ست	ا	ہ	سا	د	ر	و	اف	ا	کز	عا	د	یا	عا	پ	حجا	د
و	اب	و	ل	ال	گر	بر	کن	ما	یا	جا	ضا	لا	من	لم	ست	ن
لم	ا	ب	ر	جا	و	ے	ند	حق	مع	خو	چو	ن	ست	ہ	ل	شا
سو	کن	عطا	بس	فر	بر	عا	گا	نم	جا	بہر	و	نا	نی	ا	مر	ند
از	ا	ع	ن	پ	دسا	ے	از	و	مہر	لی	ہ	کہ	نے	سو	ے	م
ہم	ن	کز	پر	د	بہ	نہ	با	می	لا	با	بے	ز	نو	م	اق	د
ی	می	کہ	س	از	جو	ا	کا	جو	در	یز	قبا	اس	ر	م	ما	لم
ر	نز	صی	ر	ا	فت	بعد	لم	دو	دو	ین	را	د	گر	و	ل	م
ی	ر	سی	عد	د	لت	جا	عز	ف	د	لا	سل	لت	ے	ز	نف	او
د	ا	عج	جز	د	ا	گی	ز	ہ	ا	ہ	نشا	تہ	چو	ت	می	بر
کنو	م	لک	ہم	وے	ہب	ب	می	و	د	نے	یب	پ	ل	او	ر	صر
ن	نا	بر	د	ن	یرہا	گر	یشہ	قر	سجا	دیو	لو	را	و	س	ا	نہا
ح	در	ا	جا	گو	ہی	ہا	ز	مہا	یک	دا	با	با	ن	ان	می	ن
ے	ان	و	ن	ق	بان	و	ن	ے	شد	ن	للہ	ن	زہ	ان	و	ن

اس لوح طلسمی کے تیار کرنے کے لئے ۲۱ مادۂ تاریخ کا لکھنا ضرور ہے خواہ وہ ۲۱ فقرے ہون یا ۲۱ مصرعے پھر اکیسون مادّون کو ۱۷ اجزا پر تقسیم کرین اور ۳۵۷ اجزا سے اس لوح کی خانہ پری اس ترتیب کے ساتھ کی جائے کہ کل کا جزو اول لکھا جاوے اُس کے اس کے بعد اسی قاعدہ سے کل کا جزو دوم پھر جزو سوم اسی طرح ۲۱ کے ۱۷ اجزا کی ترتیب سے اس لوح کے خانے بھر دین ۔

اس عمل مین حواس برجا رہنے چاہیین ۔ اگر کسی ایک حرف کی بھی غلطی ہوگی تو ساری لوح بے کار ہو جائے گی ۔

(۲۷) صنعت مجمع الاقسام | مجمع الاقسام اوس صنعت کا نام ہے جس کے مادّۂ تاریخ کے الفاظ سے بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل صغیر لین ۔ اور بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل وسیط اور بعض مین جمل کبیر یعنی ایک ہی مادّہ مین زبر یا بیّنات یا زبر و بیّنات کا استعمال ہو صاحب میزان الاشعار کے حوالہ سے فاضل مؤلّف ارمغان نے لکھا ہے کہ یجوز فی المعمّی والتاریخ ان یوخذ اعداد الحروف بحساب الجمل وان یوخذ بطریق الزبر والبیّنات وان یوخذ اعداد بعض الکلمات بحساب الجمل وبعضہا بالزبر والبیّنات وح یجب ان یشار الیہما بوجہ مّا لئلا یلزم خلاف المقصود ۔ یعنی جائز ہے معمّے اور تاریخ مین یہ کہ لئے جائین اعداد حروف کے بحساب جمل صغیر یا یہ کہ لئے جائین اعداد بطریق زبر و بیّنات یا یہ کہ لئے جائین اعداد بعض اونہین کلمات کے بحساب جمل صغیر اور اعداد بعض کے بطریق زبر و بیّنات (یعنی جمل کبیر) اور اِس وقت مین واجب ہے یہ کہ اشارہ کیا جائے ان دونون کی طرف کسی اشارہ کے ساتھ تاکہ نہ لازم آئے خلاف مقصود اور التباس نہ ہو ۔

اس صنعت کی مثال جناب مرزا دبیر مغفور کی تاریخ ہے جسپر صاحب ملخص تسلیم نے ناحق و ناروا حملہ فرمایا ہے اور ہماری رائے مین یہ تاریخ نہایت قابل تعریف ہے

سال تاریخش بہ زبر و بیّنہ شد زیب نظم
طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس ۱۲۹۱

فاضل مؤلف نے اس تاریخ مین بعض الفاظ کا زبر لیا ہے اور بعض کا بیّنہ بعض مین دونون اور مختلف طریقون سے تاریخ نکالی ہے۔

(الف) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیّنہ (۱۴) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) و منبر بے انیس کا زبر و بیّنات (۷۷۵) اور ان سب اعداد کا مجموعہ ۱۲۹۱ اور یہی سال فوت ہے۔

(ب) طور سینا بے کا زبر و بیّنات (۵۸۶) کلیم اللہ و کا زبر (۱۷۲) منبر کا زبر و بیّنات (۴۰۰) بے انیس کا زبر (۱۳۳) اور کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(ج) طور سینا کا زبر و بیّنات (۵۷۲) بے کلیم اللہ و کا زبر (۱۸۴) منبر بے کا زبر و بیّنات (۴۱۴) انیس کا زبر (۱۲۱) کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوب

(د) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیّنات (۲) پہر کلیم اللہ کا زبر و بیّنات (۵۳۲) پہر و منبر کا زبر (۲۹۸) لیا اور پہر بے کا بیّنہ (۲) لیا اور انیس کا زبر (۱۲۱) شریک کیا تو مجموعہ (۱۲۹۱) ہوا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ہ) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیّنہ (۲) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) منبر بے کا زبر (۳۰۴) انیس کا بیّنہ (۲۲۷) ان سب اعداد کا مجموعہ (۱۰۳۵) جو سنہ ۱۲۹۱ کا مساوی سال یزدجردی ہے۔

(و) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیّنات (۱۴) کلیم اللہ کا زبر (۱۶۶) و کا بیّنہ (۷) منبر کا زبر و بیّنہ (۴۰۰) بے کا بیّنہ (۲) انیس کا زبر (۱۲۱)

ان کل اعداد کا مجموعہ (۱۰۴۶) ہے جو سنہ ۱۲۹۱ ہجری کا مساوی سال ہندسی ہے، اب محققین فن انصاف فرماوین کہ کیا یہ تاریخ معمولی چیز ہے ہرگز نہین ۔ سچ یہ ہے کہ اس مین طبّاعی کو بھی کامل دخل نہین ہے بلکہ تائید ایزدی اس مین شریک اور وہ میر انیس مغفور (صاحب واقعہ) اور مرزا دبیر مرحوم (مورخ لاثانی) کی نیک نیتی کا سبب ہے کہ اون کے لئے اُنکی استادی سے ایسی تاریخ لکھی گئی ۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ ایسی تاریخین کہان ہوتی ہین ۔ ہم ۳۰ برس سے اس فن کے ساتھ خاص دلچسپی رکھتے ہین تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تاریخین خود ہم نے لکھین اور کئی ہزار تاریخین متقدمین اور متاخرین کی ہماری نظر سے گزرین ہم کہہ سکتے ہین کہ اون سب مین یہ تاریخ اپنی ہی آپ مثال ہے ۔ جزاہ اللہ فی الآخرۃ

جن حضرات نے اپنی تالیف مین اس کو بگاڑ کر دکھلایا ہے اونہون نے اپنی تالیف کی عزت گھٹائی ہے خدا اونکو بخشے ۔

(۲۸) **مجمع الصنائع** | جس مادۂ تاریخ مین متعدد صنائع جمع ہون اوس کا نام مجمع الصنائع ہے ۔ متاخرین سے باقر گیلانی نے اس فن مین اپنے معاصرین پر تفوق حاصل کیا ہے اور متاخرین نے ان کو امام الجمل کہا ہے آپ نے نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ۱۷۸ تاریخی مسجّع فقرے کہے ہین جن مین سے ہر ایک حامل تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر ہے اور ۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہا ہے جس سے چار ہزار پانسو بارہ تاریخین حاصل ہوتی ہین ۔

فقرہ ہاے تاریخی مین گیارہ فقرے ایسے ہین جن مین پہلے فقرہ کے حروف مساوی ہین دوسرے فقرہ کے ۔

ہم نے قصیدۂ متذکرہ کو کتاب ہذا کے حصۂ دوم کا عنوان قرار دیا ہے جس کے نو اشعار مین یہ صنعت ہے کہ ہر ایک مصرع مین سنہ مطلوب ہے اور ہر ایک مصرع کے حروف معجمہ اور مہملہ تعداداً مساوی ہین اور عددی اعتبار سے بہی مساوی - ہر مصرع کے حروف مہملہ و معجمہ کو کسی اور مصرع کے حروف مہملہ و معجمہ کے ساتہ جمع کرنے سے بہی سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے،

صنائع تاریخ کے گزشتہ حصہ مین بعض بعض تاریخین گزری ہین جن پر مجمع الصنائع کی تعریف صادق آتی ہے ہم نے اوسی مقام پر اس کا اشارہ بہی کر دیا ہے بناءً علیہ اس موقع پر ہم کسی خاص تمثیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہین خیال کرتے

(۲۹) صنعت بسیط صاحبان لغت نے بسط کے معنی فراخی اور کشادگی کے لکہے ہین لیکن اصطلاح اہل جمل و جفر و تکسیر وغیرہم مین بسط اوس عمل کا نام ہے جو ایک حرف سے دوسرا حرف پیدا کرے - صاحب مطلع العلوم و مجمع الفنون نے لکہا ہے اور صاحبان معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے بہی اس کا ذکر کیا ہے کہ قواعد بسط (۳۶۰) ہین یعنی صنعت بسط کا استعمال (۳۶۰) طریقون پر ہو سکتا ہے لیکن ان اقسام کا مکمل بیان نہ مصنفین قدیم نے کیا ہے اور نہ متأخرین سے کسی نے اس کی جانب توجہ کی یہی وجہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے اس تعداد کو مبالغہ پر محمول کیا ہے - بہرحال ہم اس کتاب مین انہین (۲۸) اقسام کا ذکر کرین گے جو ہمکو تصانیف متعددہ سے حاصل ہوئے اور گنتی مین (۲۸) حروف ابجد کے مساوی ہین -

مقدمہ تاریخ ابن خلدون اور شمس المعارف کبریٰ اور جواہر خمسہ و کتاب نقش خاطر و معدن الجواہر و کتاب المداخل و ملخص تسلیم وغیرہ سے جس قدر اقسام معلوم ہوتے ہین وہ حسب ذیل ہین —

صاحبان تحقیق نے بسط کو صنائع تاریخ سے موسوم نہین کیا ہے بلکہ جہان کہین اونہون نے جمل کا ذکر کیا ہے اسی کے ساتہ بسط کا اجمالی یا تفصیلی تذکرہ بہی فرمادیا ہے صاحب معدن الجواہر نے بسط کے لئے ایک معلّق باب قائم فرمایا ہے ہم نے اپنی طرز ترتیب اور سلسلۂ بیان اور نیز حقیقت بسط کے لحاظ سے یہی مناسب خیال کیا کہ اس کو صنائع و بدائع تاریخ مین جگہ دین ۔

(**الف**) بسط کی پہلی قسم بقول صاحب معدن الجواہر بسط عددی ہے ۔
اور یہ دو اقسام پر منقسم ہے (۱) بسط عددی حرفی (۲) بسط عددی ترکیبی ۔

(**ا**) بسط عددی حرفی ۔ وہ ہے کہ جس کلمہ یا کلمات کو بسط کرنا چاہین انکے حروف کو ایک دوسرے سے جدا کرین ۔ اور پہر اون حروف کے اعداد جمل کو لکہین اور جمع کر لین اور مجموعہ اعداد سے پہر حروف بنا وین ۔ اس عمل آخرین کو اہل جمل نے استنطاق کہا ہے ۔

پس عمل استنطاق سے جو لفظ حاصل ہوگا وہ نتیجہ ہے بسط عددی حرفی کا مثلاً ہم چاہتے ہین کہ لفظ حامد پر یہ عمل جاری کرین تو اس کے حروف کو جدا جدا لکہا یعنی ۔ ح ۔ ا ۔ م ۔ د ۔ پہر ان چارون حروف کے اعداد ۔ ۸ ۔ ۱ ۔ ۴۰ ۔ ۴ ۔ کو جمع کیا ۵۳ حاصل ہوئے پہر ۵۳ مین عمل استنطاق کیا تو ۳ سے ج حاصل ہوا ۔ اور ۵ سے ہ پس (ج ہ) بسط عددی حرفی ہے لفظ حامد کا ۔
اس قسم کو جمل سے کچہہ تعلق نہین ہے ۔ ہم نے تکمیل بیان کے لئے اس کو ہدیۂ ناظرین کیا البتہ بسط عددی کی دوسری قسم سے ہمارا مقصد متعلق ہے ۔

(**استنطاق کی تعریف**) استنطاق زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بات کرانے کے

ہین۔ اور اصطلاح اہل جمل ہین سطر اعداد سے بقاعدۂ خاص حروف پیدا کرنے کو استنطاق کہتے ہین۔ مثلاً۔ (۶۵۲)۔ کا استنطاق ب۔ ہ۔ و۔ ہے۔ اگر درمیان سطر اعداد مین ایک یا کئی صفر واقع ہون تو صرف دو صفر سے کام لیا جائیگا اور باقی صفر چھوڑ دیئے جائین گے۔ مثلاً (۷۲۰۰۶) کا استنطاق۔ و۔ ب۔ ز۔ ہے۔ اور ۳۰۰۰۲۔ کا استنطاق ب۔ ش۔ یعنی عدد ۲ سے (ب) حاصل ہوئی اور ۳۰۰۰ سے بقاعدۂ بالا ایک صفر ترک کرکے ۳۰۰ کا (ش) محسوب ہوا۔ دو سے زیادہ صفر اس لئے ترک کر دیتے ہین کہ اوس سے کوئی حرف مستقل نہین حاصل ہو سکتا اگرچہ ایک کے ہندسہ کے ساتہ تین صفر ہونے کی حالت مین اوس سے (غ) حاصل ہو سکتا ہے لیکن چونکہ الوف کے درجہ مین (غ) کے سوا کوئی اور حرف نہین ہے لہذا اصول عام کے لحاظ سے یہی قاعدہ قرار پایا کہ تیسرے صفر سے کام نہ لین۔

صاحب معدن الجواہر نے اگرچہ لفظ استنطاق کی اصطلاحی تعریف سے کنارہ فرمایا ہے لیکن آپ نے استنطاق کا جو عمل کیا ہے اوس سے یہ بات مترشح ہے کہ آپ نے اعداد کے مراتب کے لحاظ سے حروف حاصل فرمائے ہین مثلاً ۶۵۲ سے ب۔ ن۔ خ (بؔ) اس لئے کہ ۲ کا ہندسہ درجہ احاد مین ہے اور نؔ اسلئے ۵ کا ہندسہ درجۂ عشرات مین ہے۔ اور خؔ اس لئے کہ ۶ کا ہندسہ درجۂ مآت مین ہے۔ ہم یہ کہتے ہین کہ اگر استنطاق مین مراتب سے کام لیا جاوے تو پہر استنطاق کی ضرورت ہی باقی نہین رہتی اعداد حاصلہ گویا حروف مستنطقہ کے اعداد ہین۔ پہر استنطاق کا طول عمل بے کار اور بے ضرور ٹھہرا۔

اسی طرح آپ نے اعداد ۳۰۰۰ ہزار سے تین غین حاصل فرمائے ہین

اور ہندسہ ۳۰۰۰۰ یین نہ معلوم آپ کیا عمل فرمائین گے اس لئے کہ آپ کے اختیار فرمودہ اصول سے تیس غین حاصل ہونگے اور جب تیس غین مستنطقہ کے عدد لئے جائین گے تو وہی ۳۰۰۰۰ ہون گے پس استنطاق کا عمل تحصیل حاصل ٹھہرا۔

ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے اور دیگر محققین نے اس نازک بحث سے مطلق کنارہ کشی کی ہے اور یہ کبھی مناسب نہ تھا اس لئے کہ متعدد صنائع مین استنطاق کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

پس شائقین فن جمل کو چاہیے کہ ہماری عرض کی ہوئی تعریف کو اچھی طرح ذہن نشین فرمالین تاکہ عمل مین کوئی غلطی نہ ہونے پائے۔ اور استنطاق کا مطلب فوت نہ ہو۔

پس ہمکو بسط عددی حرفی کی تعریف سے تو صاحب معدن الجواہر کے ساتھ اتفاق ہے لیکن تمثیل کے نتیجۂ حاصلہ سے اتفاق نہین ہے یعنی ہماری رائے مین ۵۳ کا استنطاق ج۔ ہ۔ ہے نہ ۔ج ۔ن ۔ جیسا کہ لائق مؤلف موصوف نے لکھا ہے کیونکہ آپکا عمل تعریف استنطاق کے مغائر ہے۔

اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ صنعت صرف ایسے لفظ پر جاری ہو سکتی ہے جس کے اعداد ہزار کے درجہ سے نہ بڑھین۔ تو ایسی تخصیص اس تعریف عام سے پیدا نہین ہوتی جس کو صاحبان فن نے بیان کیا ہے اور پھر ایسے استنطاق سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔ یعنی اگر ہم نے لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کی اور اس کے اعداد مجموعی (۵۳) کے استنطاق سے لفظ جن حاصل کیا اور پھر لفظ جن سے عدد تاریخ مین (۵۳) محسوب کیے تو استنطاقی عمل محض بے کار قرار پایا۔

بنائے علیہ ہماری راے مین وہی عمل صحیح ہے جس کو اسی تعریف کی بنیاد پر ہمنے کیا ہے پس عمل استنطاق مین ہم کو مراتب اعداد سے کچھہ سروکار نہ رکھنا چاہیئے ۔

(۲) بسط عددی ترکیبی ۔ وہ عمل ہے کہ اعداد کلمہ کو بقاعدۂ متذکرۂ قسم اول جمع کرکے استنطاق کرنے کے بعد جو حروف حاصل ہون اون کو بپابندی سلسلہ مرکب کرکے لفظ بنادین ۔

پس واضح ہو کہ بقول صاحب معدن الجواہر لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کرنیکے بعد اس کے استنطاق سے حروف ج ۔ ن ۔ حاصل ہوئے اور ان دونون حروف سے لفظ (جن) مرکب ہوا اور ہماری راے کے مطابق جس کی صراحت بضمن تعریف قسم اول ہوئی ہے حروف مستنطقہ سے لفظ (جہ) حاصل ہوا ۔

محققین فن نے جابجا اپنی تصانیف مین اس کا ذکر تو فرمادیا ہے مگر کسی بزرگ نے یہ نہ بتایا کہ اس صنعت کا استعمال تاریخگوئی مین کس طرح ہوسکتا ہے ۔

ہم نے بڑی غور کے بعد کئی صورتین اس کے استعمال کی پیدا کی ہین جن کو ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔ اس صنعت کی قسم دوم ایک طباع مورخ کو کام دیسکتی ہے یعنی جب روشن خیال مورخ کسی واقعۂ تعزیت پر مرثیۂ تاریخی لکھنا چاہے تو وہ اسی صنعت کے ذریعہ سے مادۂ تاریخ اور نام مرحوم یا مادۂ تاریخ اور اشعار مرثیہ مین تعلق پیدا کرسکتا ہے ۔

فرض کرو کہ ابو طالب نام ایک بزرگ کی رحلت سنہ ۶ ہجری مین واقع ہوئی تھی جس کی تاریخ ہم نے لفظ آہ سے لکھی تو یہ تاریخ صنعت (بسط عددی ترکیبی) کہلائیگی اس طرح پر کہ

ابوطالب کے ۷ حرف ہین ا۔ ب۔ و۔ ط۔ ا۔ ل۔ ب۔ اوران ساتون حروف کے عدد ۱۔ ۲۔ ۶۔ ۹۔ ۱۔ ۳۰۔ ۲۔ ہین انکا مجموعہ (۵۱) ہے اور (۵۱) کا استنطاق الف اور ہا۔ اوران دونون حرف کا مجموعہ لفظ آہ ہے اور آہ کے عدد جمل ۶ ہین جو سنہ وفات کی خبر دیتے ہین۔ اسی صنعت مین ہم نے ایک منظوم تاریخ ہدیۂ ناظرین کی ہے۔

زین جہان واہی سوی ملک بقا شد راہی	صائم الدہر ابوطالب فرخندہ صفات
نام مغفور بہ (بسط عددی ترکیبی)	صورت آہ بود حاصل تاریخ وفات

اس صنعت پر عمل کرنے کے لئے طبّاع مورّخ کو اول مادّہ تاریخ لکھ لینا چاہیئے۔ پھر اوس کے حروف جدا جدا قائم کرکے ہر ایک کے ذیل مین اوس حرف کا عدد لکھ دینا چاہیئے اور اون اعداد کو بقاعدہ مقطعہ ترتیبی اعداد اشعار مرثیہ یا قصیدہ کا مجموعہ قرار دینا چاہیئے۔

ہم اسی مضمون کو ایک مختصر سی تمثیلی تاریخ کے ذریعہ سے جو ۱۲۸۶ھ ہجری مین لکھی گئی ہے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین تاکہ سمجھنے مین آسانی ہو۔

ایزد از لطف بسید علی ماہ جبین	داد آرام دل راحت جان۔ نور نگاہ
۴۴۶	۱۲۸۶
سال تاریخ بہ بسط عددی ترکیبی	شد ز اشعار ہمین قطعہ ہویدا چون ماہ
۲۱۰۵	۱۳۰۳

اس قطعہ کے تمام الفاظ مین یہ صنعت جاری کی گئی ہے یعنی مصرع اول کے اعداد (۴۴۶) ہین۔ اور مصرع ثانی کے اعداد (۱۲۸۶)۔ اور مصرع ثالث کے اعداد

(۲۱۰۵) اور مصرع رابع کے اعداد (۱۳۰۳) ان سب کو جمع کیا تو میزان (۵۱۴۰) ہوئی اور ان اعداد کا استنطاق (م۔ ا۔ ہ) ہے۔ ان تین حروف سے لفظ ماہ حاصل ہوتا ہے اور ماہ کے اعداد (۴۶) ہین جو مساوی ہین سنہ تاریخ ولادت کے

ہم نے پہلے اس ولادت کا مادّہ تاریخ لفظ ماہ سے حاصل کیا۔ پہر (ماہ) کے حروف کو جدا جدا لکہا۔ م۔ ا۔ ہ۔ پہر ان حروف کے اعداد کو مقطعہ ترتیبی کے قاعدہ سے ۔ ۵۱۴۰۔ اب اس کی فکر کی کہ چار ایسے مصرعے لکہین جن کے مجموعی اعداد ۵۱۴۰ ہون۔ پس ہم نے ہر چہار مصرعہاے متذکرہ بالا تصنیف کئے جن کے اعداد مجموعی ۵۱۴۰ ہین تو کہا جاویگا کہ الفاظ مجموعی ہر چہار مصرعہاے بالا کا (بسط عددی ترکیبی) لفظ (ماہ) ہے جس کے عدد ۴۶ سنہ مطلوب کے مساوی ہین۔ پس مادّہ تاریخ کو بوجہ صنعت ہذا اشعار بالا کے ساتہ ایک خاص صنعتی تعلق ہے۔

اسی صنعت سے ایک اور کام بہی لیا جاسکتا ہے یعنی ایسے الفاظ سے جن کے اعداد بہت زیادہ ہین تاریخ مطلوب حاصل کی جاسکتی ہے۔

مثلاً ایک شخص سنہ ۲۰ ہجری مین عازم سفر تہا اور مورّخ نے اس کی تاریخ فاللہ خیر حافظا لکہی جس کے مجموعی عدد ۱۹۴۶ ہین جب ان اعداد سے استنطاق کیا گیا تو حروف۔ و۔ د۔ ط۔ ا۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی عدد ۲۰ ہین اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ب) بسط کی دوسری قسم کا نام بسط الحروف ہے اور بقول صاحب معدن الجواہر یہ صنعت "ملفوظ اعداد حروف سے متعلق ہے۔ اس کی تین قسم ہین۔ قسم اول کا نام زبر ہے اور قسم دوم کا نام بیّنات اور قسم سوم کا نام زبر و بیّنات جس کو بسط لفظی و

بسط ظاہری بھی کہتے ہین (انتہی) ہم یہ کہتے ہین کہ یہ تو بسط نہین ہے بلکہ یہ تینون اقسام جمل سے ہین جن کا بیان جمل صغیر و وسیط و کبیر کے نام سے گزر چکا ہے اور خود صاحب معدن الجواہر بضمن اقسام جمل اس کو لکھہ چکے ہین ۔ استادان فن نے اس کو ایک خاص عمل استنطاق کے لئے بسط مین داخل کیا ہے جیسا کہ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے اس کا اصلی نام بسط عددی ملفوظی ہے یعنی جب حرف کو ملفوظ کرکے اسم حرف کے اعداد سے بقاعدۂ استنطاق دوسرا حرف حاصل کرین تو اس کو بسط عددی ملفوظی یا بسط الحروف یا بسط لفظی و ظاہری کہتے ہین ۔ مثلاً لفظ واحد سے (و) لیا جس کا اسم ملفوظ واو ہے اور واو کے اعداد ۱۳ ہین اور ۱۳ کا استنطاق ج ۔ ا ۔

پھر (ا) لیا جس کا اسم ملفوظ الف ہے اور الف کے اعداد ۱۱۱ ہین جس کا استنطاق تین الف ہے یعنی (۱۱۱)

پھر (ح) لیا جس کا اسم ملفوظ حا ہے اور حا کے اعداد ۹ اور ۹ کا استنطاق ط ہوا ۔

پھر (د) لیا اور د کا اسم ملفوظ دال ہے جس کے اعداد ۳۵ ہین اور ۳۵ کا استنطاق ہ ۔ ج ۔

اب کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج ۔ ا ۔ ا ۔ ا ۔ ا ۔ ط ۔ ہ ۔ ج ۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۲۴ ہین پس لفظ واحد کو بسط عددی ملفوظی کرنے سے اس کے عدد ۲۴ محسوب ہوئے ۔ صاحب معدن الجواہر نے غالباً اسپر غور نہین فرمایا آپ کا اجمال بیان اس تفصیل سے ساکت ہے جس کی صراحت اہل فن نے کی ہے ۔

اس صنعت کی ایک تاریخ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ۔

عارفِ کامل شد از ملکِ فنا سوے الٰہ / گفتمش خلد آشیان خلد برین ماوای اوست
ہاتفِ غیبم بسالِ رحلتش ارشاد کرد / در جوار رحمت خلاق اکبر جای اوست
۴۲۸

(التشریح)

حرف	د	ر	ج	و	ا	ر	ر	ح	م	ت	خ	ل	ا
اسم حرف	دال	را	جیم	واو	الف	را	را	حا	میم	تا	خا	لام	الف
عدد	۳۵	۲۰۱	۵۳	۱۳	۱۱۱	۲۰۱	۲۰۱	۹	۹۰	۴۰۱	۶۰۱	۷۱	۱۱۱
استنطاق	جہ	کا	ہج	اج	ااا	کا	کا	ط	ص	ما	سا	زا	ااا
عدد	۸	۲۱	۸	۴	۳	۲۱	۲۱	۹	۹۰	۴۱	۶۱	۸	۳

حرف	ق	ا	ک	ب	ر	ج	ا	ی	ا	و	س	ت	میزان
اسم حرف	قاف	الف	کاف	با	را	جیم	الف	یا	الف	واو	سین	تا	
عدد	۱۸۱	۱۱۱	۱۰۱	۳	۲۰۱	۵۳	۱۱۱	۱۱	۱۱۱	۱۳	۱۲۰	۴۰۱	
استنطاق	احا	ااا	یا	ج	کا	ہج	ااا	اا	ااا	اج	اک	ما	
عدد	۱۰	۳	۱۱	۳	۲۱	۸	۳	۲	۳	۴	۲۱	۴۱	۴۲۸

یہ صنعت درحقیقت صنعت الف کی دوسری قسم ہی ہے جو جمل کبیر میں

جاری ہوئی ہے بدین وجہ کہ تمام صنائع کو محققین نے جمل صغیر مین بیان کیا ہے بناءً علیہ اس کو ایک خاص نام سے موسوم کرکے داخل جمل صغیر کیا گیا ہے۔

(ج) بسط کی تیسری قسم بسط المربّی ہے جس کو محققین فنّ جمل نے بسط المقوّی بھی کہا ہے پس بعوض حروف مطلوب حروف مربّیہ و مقوّیہ سے کام لینے کو بسط المربّی یا بسط المقوّی کہتے ہین جس مین پابندی مراتب لازمی نہین ہے جیسا کہ بسط غریزی مین لازمی ہے۔ اس کتاب کے باب اول مین بذیل بیان الفاظ جمل ہم لکھہ آئے ہین کہ کون کون حروف ناریہ اور مائیہ اور ہوائیہ اور ترابیہ ہین پس اہل جمل نے حروف ناریہ کو حروف ہوائیہ کا مربّی و مقوّی قرار دیا ہے اور حروف ہوائیہ کو مربّی و مقوی ناریہ مانا ہے۔ اسی طرح حروف مائیہ کو مربّی و مقوّی حروف ترابیہ مانا ہے اور ترابیہ کو مربّی و مقوّی مائیہ۔

صاحب معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے اور تمثیل مین آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی تمثیل خلاف تعریف ہے۔

اب ہم چاہتے ہین کہ لفظ حامد کا (بسط مربّی و مقوّی) کرین تو پہلے ہم نے اس کے حروف جدا جدا لکھے (ح ا م د) پھر ح کو جو مائی ہے بلالحاظ مرتبہ ب سے بدلا جو ترابی ہے۔

پھر الف کو جو ناریہ ہے اوسی کے ہم مرتبہ حرف ہوائیہ (ج) سے بدلا اور اسی طرح م کو جو کہ ناریہ ہے بلالحاظ مرتبہ ق سے بدلا جو ہوائیہ ہے اور د کو جو مائیہ ہے ب سے بدلا اس لئے کہ وہ ترابیہ ہے۔

پس لفظ حامد کا بسط مربّی و مقوّی ب ج ق ب ہے جس کے اعداد یہ ہین

جب کبھی اس صنعت مین تاریخ لکھی جائے تو مؤرّخ کو ضرور ہی کہ اسکے ذیل مین ایک نقشہ لکھدیوے جس مین اس امر کی صراحت رہے کہ کس حرف کے عوض کونسا حرف مقوّی قرار دیا گیا ہے اور حساب مین محسوب ہوا ہے۔ اس نقشہ اور صراحت کی ضرورت اس لئے ہے کہ ایک ایک حرف کے عوض سات سات حرف ہین جن مین سے کسی ایک کا تبادلہ اُس حرف کے ساتہ جائز ہے ۔

باب اول کی فصل دوم سے ابجد عناصر ملاحظہ ہو تو ہمارا یہ بیان آسانی کے ساتہ سمجھہ مین آوے گا ۔

اب ہم ذیل مین دو تاریخین عرض کرتے ہین (۱) بسط مقوّی کی تاریخ ہے اور (۲) بسط مرتّی کی تاریخ ۔ (۱) کو ہم نے طبع کتاب کر وقت شریک کر دیا ہے

(۱) تاریخ بسط مقوّی جو ہم نے نواب افسر الملک بہادر سی آئی ای کے صاحبزادہ کے غرقابی کے موقعہ پر لکھی ہے ۔

او غرقِ تہِ آب شد و غرقِ غمش ما ای وای کہ این زندہ و صد حیف کہ آن مرد
ای مادر فرزند کش از دست تو فریاد تو پیر کہن سالہ بمانی و جوان مرد
جان بود مگر زندگی جسم جہان را تنِ زندہ بگورست اگر جان جہان مرد
استاد شناسا بود و کمندشش بدی کرد ہیہات چہ افتاد ندانم کہ چسان مرد
ای سلسلہ جنبان قضا دست تو کوتاہ زین حادثہ استاد شناسی نتوان مرد
ای کاتب تقدیر چرا فاشش نکردی آن راز نہفتہ کہ تہِ آب نہان مرد
وا از ستم دور سبک سیری افلاک کشتی بسرش آمد و زین بار گران مرد
حیف ای فلک سفلہ کہ دستش نگرفتی غربت بسفر داشت کہ بی تاب و توان مرد

حیف ست اگر شمع بمیرد سر مغرب	زانسان که چراغ سحری وقت اذان مرد
خاموش وِ لا نوحه بفریاد روا نیست	کز حکم قضا چاره نبیداشت ازان مرد
شد مصرع سعدی سنه بسط مقوّی	این ماتم سخت است که گویند جوان مرد

نقشه تبادله حروف مقویّه

(تشریح)

حروف اصلی	ـ	ص	ج	م	ـ	ت	م	ص	ع	ت	ـ	ص	ت	ک
نتیجه بسط مقوّی	ک	د	د	ک	ج	ر	ک	م	ص	ر	ج	ط	ر	م
اعداد	۲۰	۴	۴	۲۰	۳	۲۰۰	۲۰	۴۰	۹۰	۲۰۰	۳	۹	۲۰۰	۴۰

حروف اصلی	ہ	ک	د	ص	ج	د	ج	د	ـ	ج	م	ر	د	۰
نتیجه بسط مقوّی	ج	م	ل	د	ل	ص	ط	ل	ز	ل	ک	ص	ص	۰
اعداد	۳	۴۰	۳۰	۴	۳۰	۹۰	۹	۳۰	۷	۳۰	۲۰	۹۰	۹۰	۰

میزان اعداد حروف (نتیجه بسط مقوّی) ۱۳۲۶ هجری

تاریخ (۲) بصنعت بسط مربّی طبعزاد یکے از شعراے دکن

برادر زنست حقّ مارا گرفت	مریخ از من اے دوست الحقّ مُر
به بسط مربّی نوشتم سنش	مربّی بیار و مربی بخور ۱۲۸۴

(تشریح)

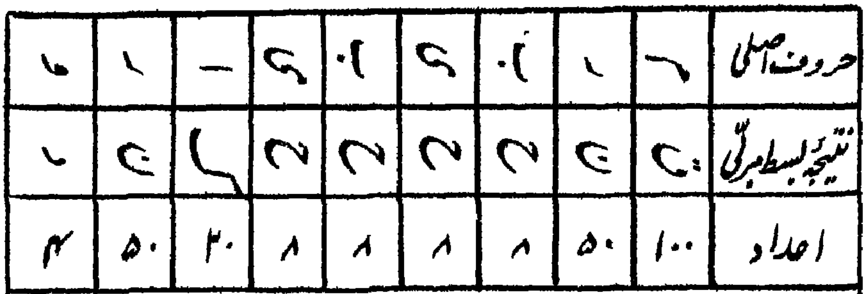

اعداد	نتیجہ بسط مرلّی	حروف اصلی
۱۰۰	[illegible]	[illegible]
۵۰	[illegible]	[illegible]
۸	[illegible]	[illegible]
۸	[illegible]	[illegible]
۸	[illegible]	[illegible]
۸	[illegible]	[illegible]
۲۰	[illegible]	[illegible]
۵۰	[illegible]	[illegible]
۴	[illegible]	[illegible]

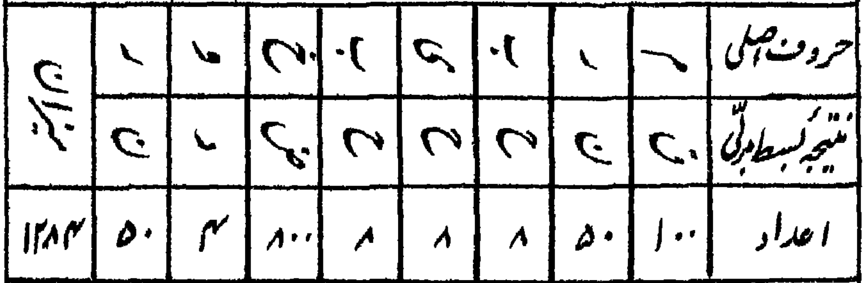

اعداد	نتیجہ بسط مرلّی	حروف اصلی
۱۰۰	[illegible]	[illegible]
۵۰	[illegible]	[illegible]
۸	[illegible]	[illegible]
۸	[illegible]	[illegible]
۸	[illegible]	[illegible]
۸۰۰	[illegible]	[illegible]
۴	[illegible]	[illegible]
۵۰	[illegible]	[illegible]
۱۲۸۴	[illegible]	

(د) بسط عزیزی۔ بسط کی چوتھی قسم ہے۔ حروف ناریہ و ہوائیہ کا ایکدوسرے کے ساتھ بدرجۂ مساوی بلحاظ مراتب تبادلہ یا حروف مائیہ و ترابیہ کو باہمدیگر بلحاظ مراتب مساوی درجہ مین بدلنے کا نام بسط غریزی ہے صنعت ماضیہ اور اُس صنعت مین فرق اسی قدر ہے کہ اس مین مدارج و مراتب کی پابندی مشروط ہے اور اُس مین من مانے عمل کیا جاتا ہے۔

(مثال بسط غریزی) اگر ہم چاہین کہ لفظ (حامد) پر بسط غریزی کا عمل کرین تو اُس کے حروف جدا جدا لکھین ح ا م د پس (ح) کو جو مائی ہے اور دوسرے مرتبہ مین واقع ہے (و) سے بدلین جو خاکی ہے اور جس کا مرتبہ بھی دوسرا ہے پھر (ا) کو جو ناری ہے اور مرتبۂ اوّل مین واقع ہے (ج) کے ساتھ بدلین جو ہوائی اور مرتبۂ اوّل ہی مین ہے۔

اسی طرح (م) کو جو ناری ہے اور مرتبہ چہارم مین واقع ہے (س) سے بدلین جو ہوائی ہے اور اسی مرتبہ چہارم کا حرف ہے ۔

علی ہذا (د) کو جو مائی ہے اور مرتبۂ اوّل مین ہے (ب) کے ساتھ بدلین جو ترابی ہے اور اسی مرتبۂ اوّل مین ہے ۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کا بسط غریزی (وجسب) ہوجائیگا جس کے عدد ۷۱ ہین ۔

جہان تک ہم نے غور کیا ہے اہل جمل نے اس صنعت کو ایک خاص غرض سے ایجاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ مورخ کو اعداد حروف کے برابر کرنے مین زیادہ گنجایش حاصل ہو ۔

اسی صنعت کی مثال مین ہم تاریخ ذیل کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو کسی طبّاع مورّخ کی طبعزاد ہے

آلہی بخش ۔ شیخ وفق و دعوت
جعفرآباد تہا جن کے کرم سے
کسی شیطان کو شیشہ مین اتارا
کسی ابلیس کو مارا قلم سے
فلیتہ سے کیا مفتون کسی کو
کوئی زندہ ہوا حضرت کے دم سے
گرا فالج تو سمجہے چڑھ گیا بہوت
گرے بیت الخلا مین آپ وہم سے
مریدون نے کئے لاکہون اُتارے
چڑہائے بہیٹ بارا ایک دم سے
شیاطین کو ہوئی بے حد مسرّت
کمر ٹوٹی پریزادون کی غم سے
غرض ناچار دنیا سے سدہارے
ہوئی فرمایش تاریخ ہم سے
کہا بسط غریزی مین رسا نے
آلہی بخشدے اپنے کرم سے
۱۳۲۲

(نوٹ) مادہ تاریخ مین علاوہ صنعت بسط غریزی کے صنعت تسجیع بھی ہے ۔

اس مادّہ کے عدد معمولی شمار سے ۱۳۵۵ ہین مگر صنعت بسط غریزی سے ۱۳۲۲ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(تشریح)

حروف اصلی	ا	ل	ہ	ی	ب	خ	ش	د	ی
نتیجۂ بسط غریزی	ج	ی	ز	ل	د	ت	ث	ب	ل
اعداد	۳	۱۰	۷	۳۰	۴	۴۰۰	۵۰۰	۲	۳۰

حروف اصلی	ا	پ	ن	ی	ک	ر	م	س	ی
نتیجۂ بسط غریزی	ج	د	ع	ل	ط	ص	س	م	ل
اعداد	۳	۴	۷۰	۳۰	۹	۹۰	۶۰	۴۰	۳۰

میزان اعداد (نتیجۂ بسط غریزی) ۱۳۲۲ھ

نقشۂ بالا کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ مادّۂ تاریخ کے حروف مین بلحاظ مراتب۔ ناریہ کا تبادلہ ہوائیہ سے یا ہوائیہ کا ناریہ سے اور مائیہ کا تبادلہ ترابیہ سے یا ترابیہ کا مائیہ سے ہوا ہے۔ اور دستور العمل مین وہی نقشہ ہے جو باب اول کے بیان الفاظ جمل مین ابجد عناصر پر گزرا ہے گویا وہ اس عمل کی جنتری ہے۔

(۵) بسط ترفّع عددی۔ بسط کی پانچوین قسم ہے۔ بسط ترفّع عددی سے مراد عدد وحروف کا اپنے درجہ و مرتبہ سے درجہ و مرتبہ اعلیٰ مین ترقی کرنا ہے یعنی

اگر ایک حرف کا عدد درجہ احاد کا ہے تو اوس کو درجہ عشرات کے اوسی مرتبہ مین ترقی دین جس مرتبہ مین وہ احاد مین تہا اور اگر اس کا عدد درجہ عشرات کا ہے تو اوس کو اوسی مرتبہ کے درجہ مآت مین لے جاوین اسی طرح اگر اس کا عدد درجہ مآت کا ہے تو اوس کو الوف کے اوسی مرتبہ مین پہونچا دین محققین فن نے اسی کو بسط مراتبی بہی لکہا ہے اور اس بسط کے لئے ابجد ترفّع سے کام لیا ہے جس کو ہم نے باب اول مین بذیل الفاظ جمل بیان کیا ہے اور ایک خاص نقشہ کے ذریعہ سے مراتب او مدارج کو دکہلایا ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم اور معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے ۔

پس اگر ہم الف کو بسط ترفّع عددی کرین تو (ی) ہو جاویگا اور اس کا عدد اسکے عوض ۱۰ ہو جاویگا اسی طرح اگر (ی) کو بسط ترفّع عددی کرین تو (ق) ہو جاویگا اور اس کے عدد ۱۰۰ محسوب ہون گے ۔ علیٰ ہذا (ق) کا بسط ترفع عددی ہونے سے (غ) ہو جاوے گا اور اس کے عدد ۱۰۰۰ محسوب ہون گے ۔

(تمثیل) اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفّع عددی کرین جس کے عدد اس وقت ۵۳ ہین تو ح ۔ ف ۔ سے بدل جاویگی اور الف ۔ ی ۔ سے اور میم ۔ ت ۔ سے اور دال م ۔ سے ۔ پس (حامد) کے عدد ۵۳۰ ہو جاوین گے ۔

تاریخ مین اس صنعت کا استعمال اعداد حروف کو دہ گونہ کر دیتا ہے اور سادہ طریقہ پر جس قدر عدد مادّہ تاریخ کے حاصل ہوتے ہین وہ اس صنعت مین دہ گونہ بڑہ جاتے ہین ۔

ہم تاریخ ذیل کو جو اسی صنعت مین لکہی گئی ہے تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

تاریخ تعمیر مکان مؤلف در عزیز باغ طبعزاد مؤلف کتاب

اک مختصر مکان کی تعمیر ہم نے کی — چھوٹا سا خانہ باغ بہی ہے جس مین پر بہار
بسط ترفّع عددی سے کہو وِلا — فصلی کا سنہ عزیز وِلا سے ہے آشکا

(تشریح)

حروف اصلی	ع	ز	ی	ز	و	ل	ا	میزان
بسط ترفع	ذ	ع	ق	ع	س	ش	ی	
اعداد	۷۰۰	۷۰	۱۰۰	۷۰	۶۰	۳۰۰	۱۰	۱۳۱۰

(نوٹ) ہمارا نام احمد عبد العزیز اور ہمارا خطاب عزیز جنگ اور ہمارا تخلص وِلا ہے اور لفظ وِلا انگریزی مین اوس مکان کو کہتے ہین کہ جو باغ کے ساتہہ وسیع رقبہ مین واقع ہو۔

پس شائقین فنّ جمل اس تاریخ کی خوبی کو خود سمجھہ سکتے ہین۔

(۹) بسط ترفّع حرفی۔ بسط کی چہٹی قسم ہے۔ ابجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے مابعد کے حرف سے بدلنے کا نام بسط ترفّع حرفی ہے۔ اگر ہم چاہین کہ لفظ حامد مین بسط ترفع حرفی کرین تو ح کو ط سے بدلین گے اور الف کو ب سے اور م کو ن سے اور د کو ہ سے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۶۶ ہوجاوین گے۔ صاحبان معدن الجواہر و ملخص تسلیم نے اس کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے لکھا ہے کہ ترفّع حرفی بدل کردن حرف ست بحرف ما قبلش۔ ہم عرض کرتے ہین کہ آپ سے بیان تعریف

مین تسامح ہوا ہے یہ تعریف تنزّل حرفی کی ہے جس کا بیان آگے آوے گا۔ ترفّع حرفی مین ایک حرف کا حرف ما بعد سے تبادلہ ہونا چاہیئے نہ ماقبل سے۔ اس صنعت مین ہم نے ایک تاریخ لکھی ہے جو تمثیلاً ذیل مین عرض کرتے ہین۔

رحمت اللہ خان نام آور ساخت حرفے نمونۂ صنعت
شد بہ بسط ترفّع حرفی سال تاریخ چشمۂ رحمت ۱۳۱۹

(تشریح)

حروف اصلی مادہ	چ	ش	م	ہ	ر	ح	م	ت	میزان
حروف بعد بسط ترفّع حرفی	د	ت	ن	و	ش	ط	ن	ث	
اعداد	۴	۴۰۰	۵۰	۶	۳۰۰	۹	۵۰	۵۰۰	۱۳۱۹

(ز) بسط ترفّع طبعی۔ بسط کی ساتوین قسم کا نام ہے۔ حروف کو بحسب طبیعت ترقّی دینے کا نام بسط ترفّع حرفی ہے یعنی حروف مائیہ کو ہوائیہ سے بدلا جاوے اور حروف ہوائیہ کو ترابیّہ سے اور حروف ترابیہ کو ناریہ سے۔ اس عمل مین حروف ناریہ بحال خود رہین گے۔ اس لئے کہ ناریہ سے زیادہ عالی درجہ نہین ہے جس مین اس کا ترفّع ہو سکے۔ باب اول کی پہلی فصل مین بذیل الفاظ جمل جو نقشہ ابجد عناصر کا گزرا ہے اوس کے معائنہ سے معلوم ہوگا کہ سب سے آخری درجہ حروف مائیہ کا ہے اور اس سے بالاتر حروف ہوائیہ کا اور اس سے بالاتر حروف ترابیہ اور اس سے بلند تر درجہ مین حروف ناریہ۔

مثلاً اگر لفظ حامد کو بسط ترفّع طبعی کرنا چاہین تو (ح) کو جو مائی ہے اسی کے

ہم رتبہ بالاتر درجۂ ہوائی مین (ز) سے بدلین اور (ا م) کو بحال خود رکہین اس لئے کہ دونون ناریہ ہین اور ناریہ کے ترفع کے لئے کوئی بالاتر درجہ نہین ہے پہر (د) کو جو مائیہ مرتبۂ اوّل ہے اس کے درجۂ بالا مین (ج) سے بدلین جس کا مرتبہ ہوائیہ مین اول ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس عمل سے لفظ حامد کا بسط ترفع طبعی ز ا م ج ہوا جس کے عدد ۵۱ ہین پس اس صنعت کا نتیجہ ہے کہ جب ہم نے لفظ حامد کا استعمال کیا جس کے عدد اصلی ۵۳ ہین تو اس صنعت کی وجہ سے اس کے عدد ۵۱ محسوب ہوئے۔

بعض محققّین نے اس صنعت کے متعلق کہا ہے کہ اربعہ عناصر مین سب سے پہلا اور فائق درجہ ناریہ کا ہے اور اس کے بعد ہوائیہ کا اور پہر مائیہ کا اور سب سے آخر ترابیہ کا پس بسط ترفع طبعی مین حروف ترابیہ کو مائیہ سے بدلنا چاہیئے اور مائیہ کو ہوائیہ سے اور ہوائیہ کو ناریہ سے اور ناریہ حروف بحال خود قائم رہین گے۔
صاحب معدن الجواہر نے بہی اسی سلسلہ کو بیان فرمایا ہے۔ صاحب ملخص تسلیم بہی اسی کے ساتہ متفق ہین۔ نقشۂ متذکرۂ الفاظ جمل مین جو ترتیب قائم ہوئی ہے وہ باعتبار خاص ہے۔

ہم کو بہی محققین بالا سے اتفاق ہے۔ ہم نے اس صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے جس کو تمثیلاً ذیل مین عرض کرتے ہین۔

ہجرت کی مُلّا واعظ نے
لو بسط ترفّع طبعی سے
افسوس دکن سے چلے واعظ
تاریخ سفر ہے خدا حافظ
۱۲۹۲

(تشریح)

حروف لفظ خداحافظ	خ	د	ا	ح	ا	ف	ظ	میزان
حروف بعد بسط ترفع طبعی	ث	ج	ا	ز	ا	ف	ذ	
اعداد	۵۰۰	۳	۱	۷	۱	۸۰	۷۰۰	۱۲۹۲

الفاظ خداحافظ کے حقیقی اعداد ۱۵۹۴ تھے لیکن بسط ترفّع طبعی کے بعد اس کے اعداد ۱۲۹۲ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے ۔

(ح) بسط کی آٹھوین قسم بسط ترفّع بالطبع ہے ۔ یہ اس عمل کا نام ہے کہ ہم ایک طبیعت کے حروف سے ایک حرف کو اسی طبیعت کے بلند مرتبہ حرف کے ساتھ بدلین یعنی اس کو ترقی دین ۔

ملاحظہ ہو نقشۂ متعلقہ ابجد عناصر مندرجۂ فصل دوم باب اول جس مین حروف ناریہ ۔ ا ۔ ہ ۔ ط ۔ م ۔ ف ۔ ش ۔ ذ ۔ ہین ۔ اگر ہم کو الف کا ترفع بالطبع مقصود ہو تو اُس کو ہ سے بدلین گے ۔ جس کا درجہ باعتبار اعداد الف سے فائق ہے اسی طرح ہ کو ط سے بدلین گے اور ط کو م سے اور م کو ف سے اور ف کو ش سے اور ش کو ذ سے ۔

پس اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفّع بالطبع چاہین تو ح ۔ ل سے بدلیگی اور الف ۔ ہ سے اور م ۔ ف سے اور ۔ د ۔ ح سے ۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس عمل کے بعد ۱۲۳ ہو جاوینگے ۔ تاریخ ذیل اسی صنعت کی مثال ہے ۔

ببین یہ نسخۂ نادر بفنّ طبعیّات		رسالہ ایست کہ تعلیم را بود موضوع
ضیا بہ صنعت بسط ترفّع بالطّبع		رقم زدہ سنہ طبعش صحیفۂ مطبوع ۱۱۲۵

(تشریح)

حروف اصلی مادۂ تاریخ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ط	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان
حروف بعد بسط ترفع بالطبع	ت	ل	ن	ش	ط	ف	م	و	ی	ر	
اعداد	۴۰۰	۳۰	۵۰	۳۰۰	۹	۸۰	۴۰	۶	۱۰	۲۰۰	۱۱۲۵

(ط) بسط کی نوین قسم۔ بسط ترفّع اوتار ہے۔ اوتار عربی زبان کا لفظ جمع ہے وتر کی بمعنی عدد طاق و فرد۔ اور اعداد جمل کے ہر مرتبہ مین ۔ ۱ ۔ ۳ ۔ ۵ ۔ ۷ ۔ ۹ اوتار ہین۔ پس آحاد مین ۔ ا ۔ ج ۔ ہ ۔ ز ۔ ط ۔ اور عشرات مین ۔ ی ۔ ل ۔ ن ۔ ع ۔ ص ۔ اور مآت مین ۔ ق ۔ ش ۔ ث ۔ ذ ۔ ظ ۔ اور الوف مین غ حروف اوتار کہلاتے ہین۔ ترفّع اوتار اوس عمل کا نام ہے کہ آحاد مین الف کے عوض ج لین اور ج کے عوض ہ اور ہ کے عوض ز اور ز کے عوض ط لیکن اگر ط واقع ہو تو وہ بحال خود رہے گی اس لئے کہ آحاد مین اس سے فائق درجہ اوتار کا نہین ہے۔

اسی طرح عشرات مین ی کی جگہ ل اور ل کے عوض ن محسوب ہوگا اور ن کے عوض ع اور ع کے عوض ص اور ص بحال خود رہیگا علیٰ ہذا مآت مین ق کی جگہ ش اور ش کے عوض ث اور ث کے عوض ذ اور ذ کے عوض ظ اور ظ بحال خود قائم رہے گی۔

اور الوف مین غ بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ اس سے فائق عدد کا حرف نہین ہے۔

اور حروف ازواج بحال خود قائم رہین گے۔ حروف ازواج وہ ہین جو اوتار کے سوا ہون۔ جن کا بیان آگے آوے گا۔

مثلاً لفظ حامد کا بسط ترفع اوتار ح ج م د ہے۔ حرف اول بحال خود رہا اس لئے کہ اوتار سے خارج ہے۔ اور الف کو ج سے بدلا اس لئے کہ الف سے فائق درجہ جیم کا ہے اور م اور د بحال خود رہے اس لئے کہ دونون اوتار نہین ہین۔ نتیجہ اس عمل کا یہ ہوا کہ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے بعد اس عمل کے ۵۵ ہو گئے۔

ہم تاریخ ذیل تمثیلاً عرض کرتے ہین جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے۔

	گشت تعمیر مسجد عالی من بصنع ترفّع اوتار		بایدم گفت ای ولا "تاریخ" گفتمش خانۂ خدا "تاریخ" ۱۲۸۷	

(تشریح)

حروف اصلی	خ	ا	ن	ہ	خ	د	ا	میزان
حروف بعد ترفّع اوتار	خ	ج	ع	ز	خ	د	ج	
اعداد	۶۰۰	۳	۷۰	۷	۶۰۰	۴	۳	۱۲۸۷

نقشۂ بالا مین خ۔ د۔ دونون بحال خود رہے اس لئے کہ وہ حروف اوتار نہین ہین بلکہ ازواج ہین اور ا۔ ج سے بدلا اور ن کے عوض ع محسوب ہوا۔ اسی طرح ہ کے عوض ز اور پھر ا کے عوض ج۔ اس صنعت کی وجہ سے الفاظ خانۂ خدا کے اعداد اصلی جو ۱۲۶۱ تھے۔ ۱۲۸۷ ہو گئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ی) بسط ترفّع ازواج ۔ دسوین قسم ہے بسط کی ۔ ازواج ۔ زبان عربی مین زوج کی جمع ۔ اور زوج ۔ وتر کا ضد ہے جو اعداد طاق نہین ہین بلکہ جفت ہین اون کے حروف کو ہر مرتبہ مین ترقی دینے کا نام بسط ترفّع ازواج ہے ۔ اعداد ازواج ۔ ۲ ۔ ۴ ۔ ۶ ۔ ۸ ۔ ہین ۔ اور حروف آحاد مین ب ۔ د ۔ و ۔ ح ۔ اور عشرات مین حروف ۔ ک ۔ م ۔ س ۔ ف ۔ اور مآت مین حروف ۔ ر ۔ ت ۔ خ ۔ ض ۔ حروف ازواج سے موسوم ہین ۔

پس ترفّع ازواج اوس عمل کا نام ہے کہ آحاد مین ب کے عوض د لین اور د کے عوض و ۔ اور و کے عوض ح ۔ اور ح بحال خود رہے گی اس لئے کہ اس سے زیادہ آحاد مین کسی زوج کا درجہ نہین ہے ۔

اسی طرح عشرات مین حرف ازواج کا شمار ک کے عوض م اور م کے عوض س اور س کے عوض ف اور ف بحال خود رہیگی ۔ اس لئے کہ عشرات مین ف سے فائق کوئی حرف زوج نہین ہے ۔

علیٰ ہذا مآت مین حروف ازواج کا شمار ر کے عوض ت اور ت کے عوض خ اور خ کے عوض ض ۔ اور ض بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ مآت مین ض سے فائق کوئی زوج نہین ہے ۔

اور الوف مین غ اس لئے بحال خود رہے گا کہ اس سے ازواج کو کوئی تعلق نہین ہے ۔

اور اس عمل مین اور تمام اوتار بھی بحال خود رہین گے اُسی طرح جس طرح صنعت ماضیہ مین تمام ازواج بحال خود تھے ۔

اب ہم لفظ حامد کا بسط ترفّع ازواج کرتے ہین ۔ ح ۔ بحال خود ہے ۔ کیونکہ احاد مین اس کا درجہ سب سے عالی ہے ۔ اور (الف) بھی بحال خود چھوڑا گیا کیونکہ اوتار سے ہے اور (م) حسب قاعدۂ بالا س سے بدلا گیا ۔ د ۔ و ہوگئی حاصل یہ ہوا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس صنعت سے ۷۵ ہوگئے ۔ مندرجہ ذیل تاریخ ایک مشہور شادی کے متعلق کسی نے اسی صنعت مین لکھی ہے

حکمت اسد خان طبیب دکن		بقدوم عروس شد خوش حال
سن بہ بسط ترفّع ازواج		کہ خدا شد حکیم گفتم سال ۱۲۷۷ھ

نقشۂ ذیل سے مادّۂ تاریخ مین صنعت کا عمل ظاہر ہوتا ہے ۔

حروف اصل مادّۂ تاریخ	ک	ہ	خ	د	ا	ش	د	ح	ک	ی	م	میزان
حروف بعد بسط ترفّع ازواج	م	و	ض	و	ا	ش	و	ح	م	ی	س	
اعداد	۴۰	۶	۸۰۰	۶	۱	۳۰۰	۶	۸	۴۰	۱۰	۶۰	۱۲۷۷

بعض ائمہ جمل نے لکھا ہے کہ ایک ہی تاریخ مین بسط ترفّع اوتار و ازواج ہو سکتا ہے ہم یہ کہتے ہین کہ اس کی کیا تخصیص ہے ایک ہی تاریخ مین متعدد صنائع سے کام لیا جا سکتا ہے

(ک) صاحب مفتاح الاستخراج نے فرمایا ہے کہ بسط تنزّل بھی تاریخ کی ایک صنعت ہے صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ اس کی چار قسم ہین (۱) بسط تنزّل عددی (۲) بسط تنزّل حرفی (۳) بسط تنزّل طبعی (۴) بسط تنزّل بالطّبع ۔ اور یہ برعکس ہے بسط ترفّع کے ۔ آپ نے اپنے اس بیان کو اس عبارت پر ختم فرمایا ہے قس علی ذلک فی کل الامثلة لان العاقل تکفیه الاشارة ۔ یعنی تمام امثلہ

مین اسی پر قیاس کر لو بدین وجہ کہ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ پھر آپ ہی کا قول ہے کہ بسط تنزّل اوتار و بسط تنزل ازواج بہی ایک قسم ہے جس کو صاحب مفتاحُ الاستخراج نے لکہا ہے من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ یعنی جو شخص اسکو معلوم کرنا چاہے پس رجوع کرے اس کی جانب۔ ہم نے اس کے بیان کو کتاب محوّل علیہ مین بہی غیر صریح پایا لہذا یہی مناسب خیال کیا کہ اپنے طرز کے مطابق ایک قسم کا بیان صراحت کے ساتہ کرکے آگے بڑہین۔

پس بسط تنزل عددی بسط کی گیارہوین قسم ہے۔ اس سے مراد عدد حرف کا اپنے درجہ اور مرتبہ سے درجہ و مرتبۂ ادنیٰ مین تنزل پاتا ہے یعنی اگر ایک حرف کا عدد درجۂ آحاد کا ہے تو اوس کا تنزل نہ ہوسکے گا اس لئے کہ آحاد سے کمتر کوئی درجہ نہین ہے۔

لیکن اگر وہ عدد حرف جس کا تنزل مقصود ہے عشرات کا عدد ہے تو اسکا تنزل درجۂ آحاد مین بلحاظ مرتبہ ہوسکیگا جیسے کاف کے عدد کا مرتبہ درجہ عشرات مین دوسرا ہے تو اوس کا تبادلۂ تنزّلی درجۂ آحاد مین ب کے عدد کے ساتہ ہوگا اس لئے کہ ب کا مرتبہ بہی درجۂ آحاد مین دوسرا ہے۔

اسی طرح مات کا تنزل عشرات کے درجہ مین بلحاظ مرتبہ اور آلف کا تنزل درجہ مات کے پہلے مرتبہ مین۔

مثلاً (غ) کے عدد کا تبادلۂ تنزّلی ق کے عدد کے ساتہ۔

پس اگر ہم لفظ زید مین بسط تنزل عددی کرنا چاہین تو ز کا عدد بحال خود رہے گا اس لئے کہ وہ خود درجہ آحاد کا عدد ہے۔ اور ی کا عدد ۱۰ جو درجۂ

عشرات کے مرتبۂ اوّل کا عدد ہے درجۂ احاد کے مرتبۂ اوّل یعنی الف کے عدد کے ساتھ بدل کر بعوض ۱۰ اکے (۱) رہجائیگا۔ اور دال کا عدد (۴) بحال خود رہیگا اس لئے کہ وہ بہی درجۂ احاد کا ہے۔ جیسا کہ پہلے حرف کا عدد۔ پس اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زید کے مجموعی اعداد (۲۱) اس صنعت سے (۱۲) ہو جائینگے۔ تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکہی گئی ہے جو ایک مخمسۂ ہجو کا آخری بند ہے مصنّف تاریخ سے ہم آگاہ نہیں ہین۔ (ع) متاع نیک ہر دکّان کہ باشد

خدمت گہٹی تو ظلم بڑہا ہائے رے غضب
تنخواہ کم ہوئی تو زیادہ ہوئی طلب
بسط تنزل عددی کا ہے یہ سبب
خمسہ کا بند داخل تاریخ سب کا سب
سچ ہے حرامزادی کی رسّی دراز ہے

اس سالم بند کے حروف مین بسط تنزل عددی کرنے سے سنہ ۱۳۰۱ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

(تشریح)

مصرع اول

حروف	خ	د	م	ت	گ	ہ	ٹ	ی	ت	و	ظ	ل	م
اعداد	۶۰۰	۴	۴۰	۴۰۰	۲۰	۵	۴۰۰	۱۰	۴۰۰	۶	۹۰۰	۳۰	۴۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۴	۴۰	۲	۵	۴۰	۱	۴۰	۶	۹۰	۳	۴

حروف	ب	ڑ	ہ	ا	ہ	ا	ے	ر	ے	غ	ض	ب	
اعداد	۲	۲۰۰	۵	۱	۵	۱	۱۰	۲۰۰	۱۰	۱۰۰۰	۸۰۰	۲	
تنزل عددی	۲	۲۰	۵	۱	۵	۱	۱	۲۰	۱	۱۰۰	۸۰	۲	

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع اول (۵۳۷)

مصرع دوم

حروف	ت	ن	خ	و	ا	ہ	ک	م	ہ	و	ی	ی	ت
اعداد	۴۰۰	۵۰	۶۰۰	۶	۱	۵	۲۰	۴۰	۵	۶	۱۰	۱۰	۴۰۰
تنزل عددی	۴۰	۵	۶۰	۶	۱	۵	۲	۴	۵	۶	۱	۱	۴۰

حروف	و	ز	ی	ا	د	ہ	ہ	و	ی	ی	ط	ل	ب
اعداد	۶	۷	۱۰	۱	۴	۵	۵	۶	۱۰	۱۰	۹	۳۰	۲
تنزل عددی	۶	۷	۱۰	۱	۴	۵	۵	۶	۱	۱	۹	۳	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع دوم (۲۳۷)

مصرع سوم

حروف	ب	س	ط	ت	ن	ز	ل	ع	د	ذ
اعداد	۲	۶۰	۹	۴۰۰	۵۰	۷	۳۰	۷۰	۴	۴
تنزل عددی	۲	۶	۹	۴۰	۵	۷	۳	۷	۴	۴

حروف	ی	ک	ا	ہ	ا	ی	ہ	س	ب	ب
اعداد	۱۰	۲۰	۱	۵	۱	۱۰	۵	۶۰	۲	۲
تنزل عددی	۱	۲	۱	۵	۱	۱	۵	۶	۲	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع سوم (۱۱۳)

مصرع چہارم

حروف	خ	م	س	ہ	ک	ا	ب	ن	د	د	ا	خ
اعداد	۶۰۰	۴۰	۶۰	۵	۲۰	۱	۲	۵۰	۴	۴	۱	۶۰۰
تنزل عددی	۶۰	۴	۶	۵	۲	۱	۲	۵	۴	۴	۱	۶۰

حروف	ل	ت	ا	ر	ی	خ	س	ب	ک	ا	س	ب
اعداد	۳۰	۴۰۰	۱	۲۰۰	۱۰	۶۰۰	۶۰	۲	۲۰	۱	۶۰	۲
تنزل عددی	۳	۴۰	۱	۲۰	۱	۶۰	۶	۲	۲	۱	۶	۲

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع چہارم (۲۹۸)

مصرع پنجم

حروف	س	چ	ہ	ی	ح	ر	ا	م	ز	ا	د	ی
اعداد	۶۰	۳	۵	۱۰	۸	۲۰۰	۱	۴۰	۷	۱	۴	۱۰
تنزل عددی	۶	۳	۵	۱	۸	۲۰	۱	۴	۷	۱	۴	۱

حروف	ک	ی	ر	س	ی	د	ر	ا	ز	ہ	ی	
اعداد	۲۰	۱۰	۲۰۰	۶۰	۱۰	۴	۲۰۰	۱	۷	۵	۱۰	
تنزل عددی	۲	۱	۲۰	۶	۱	۴	۲۰	۱	۷	۵	۱	

میزان اعداد خانۂ سوم مصرع پنجم (۱۲۹) صد بجملہ ۱۳۰۳ ابجدی

(ل) بسط تنزل حرفی۔ بسط کی بارہوین قسم ہے اور یہ عکس ہے بسط ترفع حرفیکا یعنی ابجد نوحی کے ایک حرف کو اوس کے ماقبل کے حرف سے بدلنے کو بسط تنزل حرفی کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ہر ایک حرف کے ماقبل کا حرف باعتبار عدد مابعد سے کم رتبہ رکہتا ہے۔ اسی سے اس قسم کی وجہ تسمیہ ظاہر ہوتی ہے۔ اس صنعت مین الف بحال خود رہتا ہے اس لئے کہ اس سے کم مرتبہ کا کوئی حرف نہین ہے جس کے ساتہ اس کا تنزل ہو سکے۔

پس اگر لفظ بکر کا بسط تنزل حرفی کرین تو ب۔ الف سے بدلی جائیگی اور کاف ی سے اور ر۔ق سے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ بکر کے اعداد بعوض ۲۲۲ کے ۱۱۱ رہجاوین گے۔ اسیطرح لفظ حامد مین ح۔ ز۔ سے بدلی جائیگی اور الف بحال خود رہے گا اس لئے کہ اس سے کم رتبہ کا کوئی حرف نہین ہے۔ اور م۔ ل سے بدلا جاوے گا اور د کی جگہ ج قائم ہوگا۔ پس لفظ حامد کے اعداد مجموعی جو فی الحقیقت ۵۳ تہے اس قاعدہ سے ۴۱ رہ جاوین گے۔

تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکہی گئی ہے۔

فضل[لہ] حق نے بچا لیا اون کو
ہوا سال تنزل حرفی

رہ گیا سارا طمطراق یہان
گرے گہوڑے سے برکت اللہ خان
۱۳۲۳

حروف اصلی	گ	ر	ے	گ	ھ	و	ڑ	ے	س	ے	ب
نتیجہ بسط تنزل حرفی	ی	ق	ط	ی	د	ہ	ق	ط	ن	ط	ا
اعداد	۱۰	۱۰۰	۹	۱۰	۴	۵	۱۰۰	۹	۵۰	۹	۱

[لہ] فضل حق خادم خاص کا نام تہا۔ جس نے آقا کو گرتے ہوئے تہام لیا تہا۔

حروف اصلی	ا	ل	ث	—	ح	ح	ه	ج	—	ج	میزان
نتیجہ بسیط تنزل حرفی	ج	ع	ش	—	ل	ل	د	ث	—	ے	
اعداد	۱۰۰	۱۰	۳۰۰	۱	۲۰	۲۰	۴	۵۰۰	۱	۴۰	۱۳۰۳

(۴) بسط تنزل طبعی ۔ یہ اقسام بسط کی تیرہوین قسم ہے ۔ یہ وہ ہے کہ حروف ناریہ کو ہوائیہ کے ساتھ اور ہوائیہ کو مائیہ کے ساتھ اور مائیہ کو ترابیہ کے ساتھ تنزل کیا جائے یعنی بدلا جائے ۔

ہم نے بسط ترفع طبعی مین بیان کیا ہے کہ سب سے بڑا درجہ ناریہ کا ہے اور پھر ہوائیہ کا اور اس کے بعد مائیہ کا پھر ترابیہ کا ۔ پس بڑے درجہ کے حروف کو اوس سے کم درجہ کے حرف کے ساتھ بدلنے کا نام بسط تنزّل طبعی ہے ۔ اس عمل مین حروف ترابیہ کسی اور حرف کے ساتھ بدلے نہ جاوین گے بلکہ بحال خود رہین گے اسلئے کہ ترابیہ سے کم درجہ کوئی نہین ہے یعنی ترفّع مین ناریہ کے ساتھ جو عمل تھا وہی عمل تنزّل مین ترابیہ کے ساتھ ہے ۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ خالد مین بسط تنزّل طبعی کرین تو (خ) جو کہ آبیہ مین چھٹے مرتبہ کا حرف ہے خاکیہ کے اسی مرتبہ کے حرف (ت) کے ساتھ بدلا جائے گا ۔ اور (الف) جو ناریہ کے پہلے مرتبہ کا حرف ہے (ج) ہوائیہ کے پہلی مرتبہ کے حرف سے بدلے گا ۔ اسی طرح (ل) جو آبیہ کے تیسرے مرتبہ کا حرف ہے (ی) سے تبدیل ہوگا اس لئے کہ خاکیہ مین (ی) کا مرتبہ بھی تیسرا ہی ہے ۔ اور علی ہذا القیاس (د) کا تبادلہ اور تنزّل (ب) سے ہوگا ۔

اس عمل سے حاصل یہ ہوگا کہ خالد کے عدد حقیقی ۶۳۵ صرف ۴۱۵ رہجائینگے

تاریخ ذیل اسی صنعت مین پائی گئی ہے ۔

وہ زور و شور اب نہین باقی رہا جناب	خدمت جو آج ہاتہ سے اِن کے نکل گئی
وہ نخوت و غرور کہان اور یہ انکسار	آثار اس کے ہین کہ طبیعت سنبہل گئی
اچہے رہین وہ ہم کو کسی سے ہے کیا غرض	شکر خدا کہ کالی بلا سر سے ٹل گئی
لکہو تو آ تنزّل طبعی سے اس کا سال	بگڑی ہوا تو صاف طبیعت بدل گئی ۱۲۹۳ھ

حروف اصلی	ب	گ	ڑ	ی	ہ	و	ا	ت	و	ص	ا	ف	ط
حروف بعد بسط تنزل طبعی	ب	ل	ص	ی	ز	و	ج	ت	و	ص	ج	ق	ک
اعداد	۲	۳۰	۹۰	۱۰	۷	۶	۳	۴۰۰	۶	۹۰	۳	۱۰۰	۲۰

حروف اصلی	ب	ی	ع	ت	ب	د	ل	گ	ی	ی	میزان
حروف بعد بسط تنزل طبعی	ب	ی	ن	ت	ب	ب	ی	ل	ی	ی	
اعداد	۲	۱۰	۵۰	۴۰۰	۲	۲	۱۰	۳۰	۱۰	۱۰	۱۲۹۳

(ن) بسط تنزل بالطّبع ۔ اقسام بسط کی چودہوین قسم ہے ۔ ایک ہی طبیعت کے حروف مین ایک حرف کا تنزّل حرف ماقبل کے ساتہ کرنے کو بسط تنزّل بالطّبع کہتے ہین نقشۂ متعلقۂ ابجد عناصر مندرجۂ الفاظ جمل متذکرۂ فصل ۲ باب اول کے دیکہنے سے واضح ہوگا کہ ا ہ ط م ف ش ذ حروف ناری ہین پس ہ کا تنزّل الف کے ساتہ اور ط کا تنزّل ہ کے ساتہ اور م کا تنزّل ط کے ساتہ

اور ف کا تنزل م کے ساتہ اور ش کا تنزل ف کے ساتہ اور ذ کا تنزل ش کے ساتہ ہو سکتا ہے اور الف کا تنزل اس لئے نہ ہو سکے گا کہ اس سے کم درجہ کوئی حرف۔ حروف ناریہ مین نہین ہے۔

پس اگر ہم چاہین کہ لفظ ہاشم کا بسط تنزل بالطبع کرین تو ہ کو الف کے ساتہ بدلین گے اور الف بحال خود رہے گا اور ش کا تبادلہ ف کے ساتہ ہوگا اور م کو ط سے بدلین گے اور اس عمل کی وجہ سے ہاشم کے اعداد بجای ۳۴۶ کے صرف ۹۱ رہ جاوین گے۔

تاریخ ذیل کسی نے اسی صنعت مین لکھی ہے۔

ستم شعار نہ کردی بجور و ظلم دریغ		برین نتیجہ کشیدت مآل افعالت
نوشت شوق بہ بسط تنزل بالطبع		شدہ تنزل خدمت سزاے اعمالت ۶۶۸

حروف اصلی	ش	د	ہ	ت	ن	ز	ل	خ	د	م	ت	س
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	ف	د	ا	ص	ی	ج	ح	ر	د	ط	ص	ک
اعداد	۸۰	۴	۱	۹۰	۱۰	۳	۸	۲۰۰	۴	۹	۹۰	۲۰

حروف اصلی	ز	ا	ی	ا	ع	م	ا	ل	ت	
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	ج	ا	و	ا	ل	ط	ا	ح	ص	میزان
اعداد	۳	۱	۶	۱	۳۰	۹	۱	۸	۹۰	۶۶۸

(س) اقسام بسط کی پندرہوین قسم بسط تنزل اوتار ہے ۔ اور (ع) سولہوین قسم بسط تنزل ازواج ۔ حروف اوتار اور ازواج کی تعریف ہم نے بسط ترفع اوتار و ازواج کے ذیل مین بیان کی ہے (دیکھو صنعت ط و ی) پس اس خاص موقع کے لیے ہم ایک نقشہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو انہین تعریفات ماضیہ کا لبّ لباب ہے ۔

مدارج	حروف اوتار					حروف ازواج			
احاد	ا	ج	ہ	ز	ط	ب	د	و	ح
	۱	۳	۵	۷	۹	۲	۴	۶	۸
عشرات	ی	ل	ن	ع	ص	ک	م	س	ف
	۱۰	۳۰	۵۰	۷۰	۹۰	۲۰	۴۰	۶۰	۸۰
مآت	ق	ش	ث	ذ	ظ	ر	ت	خ	ض
	۱۰۰	۳۰۰	۵۰۰	۷۰۰	۹۰۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰	۸۰۰
الوف	غ								
	۱۰۰۰								

پس ط کا تنزّل ز کے ساتہ اور ز کا تنزّل ہ کے ساتہ اور ہ کا تنزّل ج کے ساتہ اور ج کا تنزّل الف کے ساتہ بسط تنزّل اوتار کہلائے گا ۔ وقس علی ہذا فی العشرات والمآت والالوف ۔

اسی طرح ح کا تنزّل و کے ساتہ و کا تنزل د کے ساتہ د کا تنزّل ب کے ساتہ بسط تنزل ازواج سے موسوم ہوگا ۔ اور یہی عمل عشرات اور مآت مین ہوگا ۔

سمجھہ رکھنا چاہیئے کہ حروف اوتار سے ۔ ا ۔ ی ۔ ق ۔ غ ۔ کا "تنزّل ہوگا علیٰ ہذا حروف ازواج سے ۔ ب ۔ ک ۔ ر ۔ کا بھی تنزل نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حروف اپنے اپنے مرتبہ مین کمترین حروف ہین جن سے زیادہ ۔ کم درجہ کا کوئی دوسرا حرف نہین ہے ۔

اگر ہم ایک ہی لفظ مین یہ دونون صنعتین جاری کرین تو ہوسکتا ہے لیکن جب صرف ایک صنعت تنزّل اوتار ہی جاری کرین تو ازواج بحال خود رہینگے یا اگر ہمکو صرف صنعت تنزل ازواج سے کام لینا مقصود ہو تو حروف اوتار مین کوئی تبدیلی نہ ہوگی ۔

مثلاً ہم نے لفظ ہندہ کا بسط تنزل اوتار کیا تو ہ ۔ ج سے بدلیگی اور ن ۔ ل سے اور د بحال خود رہے گی اس لئے کہ حروف ازواج سے ہے اور دوسری ہ بھی ج سے بدل جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴) کے عوض ۴۰ محسوب ہون گے ۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ مین بسط تنزل ازواج کرین تو ہ اور نون بحال خود رہین گے اس لئے کہ یہ دونون حروف اوتار سے ہین اور د ب سے بدل جائیگی ۔ اور دوسری ہ بھی بحال خود رہے گی پس (ہندہ) کے اعداد اس صنعت مین بعوض ۶۴ کے ۶۲ محسوب ہون گے ۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ مین دونون صنعتین جاری کرین تو ہ ۔ ج سے بدل جائیگی ۔ اور ن ۔ ل سے اور د ۔ ب سے اور ہ ۔ ج سے پس لفظ ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴) ۔ اس عمل کے بعد ۳۸ ہو جاوین گے ۔

اب ہم ذیل مین دو ایسی تاریخین پیش کرتے ہین جن مین ان دونون صنعتون کا استعمال ہوا ہے ۔

تاریخ بصنعت بسط تنزّل وتار

چور تھا کون کس نے پائی سزا
مثل مفقود کی منیجر نے
تنزلہ ریزد مگر بعضو ضعیف
زید ہے یہ تنزّل اوتار

ہاے کس کی بلا ہے کس کے سر
ذمہ داری مین پھٹ گیا ریٹر
ہمچو خاک ست بندۂ بے زر
آفت آتی ہے بے وسیلون پر
۱۳۴۱

حروف اصلی	ا	ف	ت	ا	ت	ی	ہ	ی	ب	ی
نتیجہ بسط تنزّل اوتار	ا	ف	ت	ا	ت	ی	ج	ی	ب	ی
اعداد	۱	۸۰	۴۰۰	۱	۴۰۰	۱۰	۳	۱۰	۲	۱۰

حروف اصلی	و	س	ی	ل	و	ں	پ	ر	تاریخ
نتیجہ بسط تنزّل اوتار	و	س	ی	ی	و	ل	ب	ر	
اعداد	۶	۶۰	۱۰	۱۰	۶	۳۰	۲	۳۰۰	۱۳۴۱

تاریخ بصنعت بسط تنزّل ازواج

مرد باآب و تاب شمس الدین
زور بازو سے وہ بنا تیراک

جو کہ ذرّے سے آفتاب ہوا
اپنے فن مین وہ لاجواب ہوا

تھا وہ استاد ایسا لاثانی　　میر مچھلی جسے خطاب ہوا
نعش اک بہ چلی جو دریا مین　　دیکھ کر اسکو پیچ و تاب ہوا
چُور تھا نشۂ جوانی مین　　شام تھی مست نیمخواب ہوا
طرفۃ العین مین وہ کود پڑا　　ایک عالم کو اضطراب ہوا
ہائے تقدیر سے لڑی تدبیر　　ملک الموت کامیاب ہوا
تھی قضا اوس کے سر پہ آن کھڑی　　ایک لمحہ مین انقلاب ہوا
اوس کی صورت نہ پھر نظر آئی　　اوس کا جینا خیال و خواب ہوا
سال بسط تنزّل ازواج　　کہو ہاتف وہ غرق آب ہوا
١٣٢٢

(تشریح)

حروف اصلی	و	ه	غ	ر	ق	ا	ب	ه	و	ا	میزان
اعداد	٦	٥	١٠٠٠	٢٠٠	١٠٠	١	٢	٥	٦	١	١٣٢٦
حروف بعد بسط تنزل ازواج	د	ه	غ	ر	ق	ا	ب	ه	د	ا	میزان
اعداد	٤	٥	١٠٠٠	٢٠٠	١٠٠	١	٢	٥	٤	١	١٣٢٢

(**ف**) بسط کی سترہوین قسم ۔ بسط تواخی ۔ ہے صاحب مفتاح الاستخراج نے اسکا ذکر کیا ہے اور صاحب کتاب المداخل نے اس کو بسط تشابہ اور بسط تزوّج بھی کہا ہے ۔ یہ اوس عمل کا نام ہے کہ ایک حرف کو اوس کے مشابہ اور متشارک دوسرے حرف سے بدل کرین ۔ جیسے ب کو ت یا ث سے یا ت کو ب یا ث سے یا ث کو ب یا ت سے اور یہ حروف باہم تواخی رکھتے ہین یعنی اخوّت علیٰ ہذا

ج ح خ مین بھی اخوّت ہے اسی طرح د ذ ۔ ر ز ۔ س ش ۔ ص ض ۔ ط ظ ع غ ۔ مین ۔ بعض صاحبان تحقیق نے ۔ ف ق ۔ مین بھی اخوّت قائم کی ہی لیکن اکثر اس کے خلاف ہین اور آخرین کا مذہب عام ہے اور ہم بھی اسی سے متفق ہین ۔

پس مادّۂ تاریخ مین ب کے عوض ت کے اعداد لینا اور ت کے عوض ب کے یا ث کے عوض ت کے اعداد محسوب کرنا یا ج کے عوض ح کے اور ح کے عوض ج کے یا خ کے عوض ح کے ۔ اسی طرح د کے عوض ذ کے عدد شمار کرنا ۔ یا ذ کے عوض د کے (وغیرہ) بسط تواخی یا تشابہ یا تزوّج کہلائے گا ۔

مثلاً اگر لفظ حامد مین بسط تواخی کرین تو ح کے عوض ج محسوب ہوگا اور الف اور م بحال خود رہین گے اور د کے عوض ذ لی جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۷۴۴ ہو جائین گے ۔

بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ ب ت ث اور ج ح خ مین مؤرخ کو اختیار ہے کہ ان تینون حروف سے ایک حرف کے عوض باقی ماندہ دو حروف سے جس حرف کو چاہین بدلین ۔ ہم یہ کہتے ہین کہ ان بزرگون نے اسپر غور نہین فرمایا کہ اس آزادی کی وجہ سے یہ بہت بڑا نقص تاریخ مین پیدا ہو جاویگا کہ جبتک مؤرخ اپنے مادّہ کے ساتہ اپنے طرز عمل کی صراحت نہ کرے گا دوسرا شخص اوس مادّہ کے صحیح اعداد پر قادر نہ ہوسکیگا ۔ اہل احتیاط کا وہی مذہب ہے جس کی صراحت ہم نے ابتدا مین بیان کر دی ۔ ہماری راے مین مؤرخ اوس کی پابندی کرے تو صرف اس کا اشارہ کہ یہ تاریخ صنعت بسط تواخی مین ہے کافی ہے ۔ اور ہم اسی کے پیرو ہین ۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معدن الجواہر نے آخر الذکر مذہب کی پیروی کی ہے اسی لئے آپ نے لفظ حامد کے بسط تواخی مین ح کے عوض خ محسوب فرمائی ہے اور ہم کو اس سے اختلاف ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا

تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

	ابن اخی ملاّ احمد بسط تواخ فی عامہ		مات شاباً واسفا رضی اللہ ۱۳۲۵ عنہ الملاّ	

حروف اصلی	ر	ص	ی	ا	ل	ل	ہ	ع
نتیجہ بسط تواخی	ز	ص	ی	ا	ل	ل	ہ	غ
اعداد	۷	۹۰	۱۰	۱	۳۰	۳۰	۵	۱۰۰۰

حروف اصلی	ن	ا	ل	م	ل	ا	میزان
نتیجہ بسط تواخی	ن	ا	ل	م	ل	ا	
اعداد	۵۰	۱	۳۰	۴۰	۳۰	۱	۱۳۲۵

(ص) بسط تجمّع ۔ بسط کی اٹھارہوین قسم ہے ۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ہر ایک حرف طالب کو مطلوب کے ساتھ جمع کرنے کا نام بسط تجمّع ہے ۔ مثلاً اگر ہم چاہین کہ لفظ حامد کا بسط تجمّع لفظ جعفر کے ساتھ کرین تو حامد کے حروف ایک سطر مین لکھین اور اس کے ذیل مین جعفر کے حروف جیسے ح/ج ا/ع م/ف د/ر پھر ح

عدد (۸) کو عدد ج (۳) کے ساتھ جمع کرین تو ۱۱ ہوئے جس کا استنطاق ای ہے اور پھر الف کے عدد (۱) کو عدد عین ۷۰ کے ساتھ ملادین اس کا مجموعہ ۷۱ ہوا اور اس کا حاصل استنطاق اع ہے پھر م کے عدد ۴۰ کو عدد ق ۸۰ سے ملادین تو جملہ ۱۲۰ ہوا اور اس کا استنطاق ک ق ہے۔ اسی طرح د کے عدد ۴ کو ر کے عدد ۲۰۰ کے ساتھ جمع کرین تو ۲۰۴ ہوئے جس کا استنطاق د ر ہے۔ پس حروف مستنطقہ (ا۔ ی۔ ا۔ ع۔ ک۔ ق۔ د۔ ر۔) کے مجموعی عدد ۴۰۶ محسوب ہون گے۔

ہم کہتے ہین کہ حامد کے اعداد کو جو ۵۳ ہین جعفر کے اعداد ۳۵۳ کے ساتھ جمع کرنے سے اس کی میزان بھی ۴۰۶ ہوتی ہے پھر اس صنعت مین کونسی جدت اور کیا لطف ہے۔

ہماری راے یہ ہے کہ لائق مؤلف موصوف سے اس مقام پر بھی استنطاق مین تسامح ہوا ہے جیسا کہ صنعت الف کے ذیل مین ہم نے بیان کیا ہے۔ اگر ہماری تحقیق کے مطابق عمل کیا جاوے تو ۱۱ کا استنطاق ا۔ا ہوگا اور ۷۱ کا استنطاق ا ز۔ اور ۱۲۰ کا استنطاق ک ا۔ اور ۲۰۴ کا استنطاق د ک پس حامد اور جعفر کے بسط تجمع سے ان دو لفظون کے مجموعی اعداد (۴۰۶) صرف ۵۵ رہجاوین گے اس لئے کہ حروف ا۔ا۔ا۔ ز۔ ک۔ ا۔ د۔ ک کے اعداد کا مجموعہ ۵۵ ہے۔

ہماری راے مین یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اگر ایک مورخ کسی شادی کی تاریخ لکھے اور ہر ایک شعر مین اس کی پابندی کرے کہ مصرع اول مین دولہا کا

بیان ہوا ور مصرع ثانی مین دولہن کا بیان اور ساتہ ہی اس کا بہی پابند ہو کہ دونون مصرعون کے حروف کو تعداداً مساوی رکہے اور پہر ایک مصرع کو دوسرے کے ساتہ بسط تجمّع کرے اور حاصل استنطاق سے سنہ مطلوب برآمد ہو تو ایسی تاریخ نہایت تعریف کے قابل ہوگی ۔

تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکہی گئی ہے جو تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ۔

شد مبارک اقتران النیّرین سالش از بسطِ تجمّع برکشود	۱۲۷۶	شوہر نجم النسا شد شمس دین مصرع اوّل بوصلِ آخرین

بسط تجمّع مصرع اوّل و دوم شعر اوّل

حروف مصرع اول	ش	د	م	ب	ا	ر	ک	ا	ق	ت	ر
حروف مصرع ثانی	ش	و	ہ	ر	ن	ج	م	ا	ل	ن	س
مجموعہ اعداد	۶۰۰	۱۰	۴۵	۲۰۲	۵۱	۲۰۳	۶۰	۲	۱۳۰	۴۵۰	۲۶۰
استنطاق	خ	ی	ہ د	ب ک	ا ہ	ج ک	س	ب	ا ل	د ن	ب س
اعداد حاصلہ	۶۰۰	۱۰	۹	۲۲	۶	۲۳	۶۰	۲	۳۱	۵۴	۶۲

حروف مصرع اول	ا	ن	ا	ل	ن	ی	ر	ی	ن	میزان
حروف مصرع ثانی	ا	ش	د	ش	م	س	د	ی	ن	
مجموعہ اعداد	۲	۳۵۰	۵	۳۳۰	۹۰	۷۰	۲۰۴	۳۰	۱۰۰	
استنطاق	ب	ج ن	ہ	ج ل	ص	ع	ک د	ک	ق	
اعداد حاصلہ	۲	۵۳	۵	۳۳	۹۰	۷۰	۲۴	۳۰	۱۰۰	۱۲۷۶

اس صنعت کے متعلق اس قدر صراحت کی جاتی ہے کہ مصرع اول کے حروف مصرع دوم کے ساتھ یا شعر اول کے حروف شعر دوم کے ساتھ یا ایک ہی مصرع مین ایک لفظ دوسرے لفظ کے ساتھ بشرطیکہ مساوی الحروف ہو جمع ہوسکتا ہے

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے مصرع کو تیسرے مصرع کے ساتھ اور دوسرے مصرع کو چوتھے مصرع کے ساتھ جمع کرین بشرطیکہ وہ دونون مساوی الحروف ہون۔ بہرحال جس طرز پر بسط تجمیع ہوا ہو اوس کی صراحت شعر آخرین مین کردینا چاہیئے۔

(ق) بسط کی انتیسوین قسم بسط تضاعف ہے۔ صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ بسط تضاعف سے مراد ہر حرف کے اعداد کو دوچند کرکے اوس سے لفظاً عدداً استنطاق حروف کا حاصل کرنا ہے۔ مثلاً ہم لفظ حامد کا بسط تضاعف کرنا چاہتے ہین تو (ح) کے عدد ۸ کو ۱۶ کیا اور (الف) کے عدد کا مضاعف ۲ لیا اور عدد (م) کا مضاعف ۸۰ اور عدد (د) کا مضاعف ۸۔ پھر استنطاقی عمل کیا تو ۱۶ سے و۔ا۔ اور ۲ سے ب اور ۸۰ سے ف اور ۸ سے ح حاصل ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ و۔ا۔ب۔ف۔ح۔ کے مجموعی اعداد ۹۷ ہوئے۔ درحالیکہ لفظ حامد کے اصلی اعداد ۵۳ تھے۔

صاحب معدن الجواہر سے اس صنعت کے استنطاق مین بھی تسامح ہوا ہے

اب ہم ذیل مین ایک تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے

سلامت علی خان ہوئے منتظم　　مضاعف سے زائد اضافہ ہوا
بڑے نیک دل ہین بڑے نیکذات　　خدا اور دے اُنکو اچھّا ہوا

مقدر ہین ان کے ترقی ہے اور و لاہم نے بسط تضاعف سے یون		ابہی کیا ہوا ہے ابہی کیا ہوا کہاسال رتبہ دو بالا ہوا ۱۳۰۸

حروف اصلی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	—	[illegible]	—	[illegible]	[illegible]	—	
اعداد	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	—	[illegible]	—	[illegible]	[illegible]	—	[illegible]
تضاعف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
استنطاق	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
اعداد حاصلہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(۲۰) بسط کی بیسوین قسم بسط تناصف ہے۔ ہر ایک حرف کے عدد کو بشرطیکہ وہ قابل تنصیف ہو۔ نصف کر کے استنطاق کرنے کا نام بسط تناصف ہے۔ حروف مستنطقہ کے اعداد کا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا۔ صاحب معدن الجواہر نے اسکا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ کیا ہے۔

جن اعداد کی تنصیف بدون کسرات نہ ہوسکے وہ بحال خود رکہے جاوینگے

کسی استاد نے کسی بزرگ کی رحلت کی تاریخ اسی صنعت مین آیۂ قرآنی ان المتقین فی ظلل وعیون سے حاصل کی ہے جن کی رحلت ۱۳۴۲ھ مین واقع ہوئی تہی۔ محققین فن نے ضمناً اس کا ذکر کیا ہے۔

نقشۂ ذیل سے حسابی عمل بآسانی سمجھہ مین آسکتا ہے۔

حروف اصلی	ا	ن	ا	ل	م	ت	ق	ی	ن	ف
اعداد	۱	۵۰	۱	۳۰	۴۰	۴۰۰	۱۰۰	۱۰	۵۰	۸۰
تنصیف	۱	۲۵	۱	۱۵	۲۰	۲۰۰	۵۰	۵	۲۵	۴۰
استنطاق	ا	به	ا	يه	ک	ر	ن	ه	به	م
اعداد حروف مستنطقه	۱	۷	۱	۶	۲۰	۲۰۰	۵۰	۵	۷	۴۰

حروف اصلی	ی	ظ	ل	ل	و	ع	ی	و	ن	نتیجہ
اعداد	۱۰	۹۰۰	۳۰	۳۰	۶	۷۰	۱۰	۶	۵۰	
تنصیف	۵	۴۵۰	۱۵	۱۵	۳	۳۵	۵	۳	۲۵	
استنطاق	ه	تن	يه	يه	ج	له	ه	ج	به	
اعداد حروف مستنطقه	۵	۵۴	۶	۶	۳	۸	۵	۳	۷	۴۳۴

(ش) صاحب ملخص تسلیم نے صنعت ماضیہ یعنی (بسط تناصف) کا ذکر نہین فرمایا ہے بلکہ بسط تنصیف کی تعریف کی ہے اور یہ ایک خاص قسم ہے جو بسط تناصف کے سوا ہے لہذا ہم اس کو اقسام بسط سے اکیسوین قسم قرار دیتے ہین آپ فرماتے ہین کہ بسط تنصیف مین اعداد قابل تنصیف کو اوس وقت تک نصف کرتے چلے جاوین جب تک کہ تنصیف ناممکن ہو پس آخر پر جو عدد ناقابل تنصیف باقی رہ جائے گا وہی حساب مین محسوب ہوگا ہم کہتے ہین کہ اعداد غیر قابل تنصیف

بحال خود رہین گے ۔

مثلاً ہم نے لفظ (سعید) کا بسط تنصیف کیا تو س کے عدد ۶۰ لئے جسکی تنصیف ۳۰ ہے اور پھر اس کی تنصیف ۱۵ ہے چون کہ ۱۵ کی تنصیف بلا کسر نہین ہو سکتی لہذا ہم نے س کا عدد (۱۵) قرار دیا ۔

پھر ع لیا تو اس کے عدد ۷۰ ہین جس کی تنصیف ۳۵ ہے اور ۳۵ نا قابل تنصیف ہے لہذا ع کے اعداد ۳۵ قرار پائے ۔

پھر ہم نے ی لی جس کے عدد ۱۰ ہین ۔ ۱۰ کی تنصیف (۵) ہوئی اور (۵) نا قابل تنصیف ہین لہذا ی کے عدد (۵) قائم ہوئے ۔

پھر د لی جس کے عدد ۴ ہین اور ۴ کی تنصیف کی تو ۲ رہے پھر ۲ کی تنصیف کی تو (۱) رہا اور ایک نا قابل تنصیف ہے لہذا د کا عدد ایک قرار پایا ۔

اس عمل سے لفظ سعید کے اصلی عدد جو ۱۴۴ تھے (۵۶) رہ گئے ۔

صاحب مخلص تسلیم نے اس کی تفہیم اچھی طرح پر نہین کی ہے ۔ اور ہمنے اور کتابون کے مقابلہ کے بعد نتیجۂ مستخرجہ کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے ۔

اب ہم اس صنعت کے لحاظ سے مناسب خیال کرتے ہین کہ اعداد جمل کی ایک خاص جنتری اسی موقع پر ہدیۂ ناظرین کرین جس سے حساب اعداد مین بڑی سہولت حاصل ہو گی ۔

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ا	نا قابل تنصیف	۱

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ب	۲ بعد تنصیف ۱ -	۱
ج	۳ ناقابل تنصیف	۳
د	۴ - ۲ - ۱ -	۱
ہ	۵ ناقابل تنصیف	۵
و	۶ - ۳ -	۳
ز	۷ ناقابل تنصیف	۷
ح	۸ - ۴ - ۲ - ۱ -	۱
ط	۹ ناقابل تنصیف	۹
ی	۱۰ - ۵ -	۵
ک	۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ل	۳۰ - ۱۵ -	۱۵
م	۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ن	۵۰ - ۲۵ -	۲۵
س	۶۰ - ۳۰ - ۱۵ -	۱۵
ع	۷۰ - ۳۵ -	۳۵
ف	۸۰ - ۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ص	۹۰ - ۴۵ -	۴۵
ق	۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ر	۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵
ش	۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵ -	۷۵
ت	۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ث	۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵ -	۱۲۵
خ	۶۰۰ - ۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵ -	۷۵
ذ	۷۰۰ - ۳۵۰ - ۱۷۵	۱۷۵
ض	۸۰۰ - ۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵
ظ	۹۰۰ - ۴۵۰ - ۲۲۵ -	۲۲۵
غ	۱۰۰۰ - ۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵

متاخرین سے کسی طبّاع شاعر نے ایک ظالم کی وفات کی تاریخ اسی صنعت مین لکھی ہے وہو ہذا

تا روز جزا فتنہ گرے رفت بخواب   اورست زخلق ورست خلقے زعذاب
بسط تنصیف سال رحلت گردید   بگذشت زخلق ظالم خانہ خراب
۱۵۷ھ

(ت) بسط کی بائیسوین قسم بسط تضارب ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہین کہ ایک لفظ (جس کو طالب کہتے ہین) کے ایک حرف کو دوسرے لفظ (جس کا نام مطلوب ہے) کے ایک حرف مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدۂ استنطاق نیا حرف پیدا کرنے کا نام (بسط تضارب) ہے مثلاً ہم کسی شادی کی تاریخ کے لئے خالد کو دولہا فرض کرین۔ اور ہندہ کو اوس کی دلہن

تو خالد اصطلاح جمل مین طالب ہوگا اور ہندہ مطلوب۔ اور ان کے حروف مع اعداد حسب ذیل ہون گے $\frac{\text{خ}}{\text{۶۰۰}}$ $\frac{\text{ا}}{\text{۱}}$ $\frac{\text{ل}}{\text{۳۰}}$ $\frac{\text{د}}{\text{۴}}$ × $\frac{\text{ہ}}{\text{۵}}$ $\frac{\text{ن}}{\text{۵۰}}$ $\frac{\text{د}}{\text{۴}}$ $\frac{\text{ہ}}{\text{۵}}$

پس (خ) کے عدد کو عدد (۵) مین ضرب دینے سے	۳۰۰۰	حاصل ہوئے
اور (ا) کے عدد کو عدد (ن) مین ضرب دینے سے	۵۰	〃
اور عدد (ل) کو عدد (د) مین ضرب دینے سے	۱۲۰	〃
اور عدد (د) کو عدد (ہ) مین ضرب دینے سے	۲۰	〃

اب ہم نے بقاعدۂ استنطاق ۳۰۰۰ سے ایک صفر چھوڑ کر ۳۰۰ سے (ش) حاصل کیا اور ۵۰ سے (ن) اور ۱۲۰ سے (ک-ا) اور ۲۰ سے (ک) پس ش ن ک ا ک کے مجموعی عدد ۳۹۱ ہین اور یہی گویا سنہ مطلوب ہے

تاریخ ذیل ایک واقعۂ قتل کے متعلق اسی صنعت مین لکھی گئی ہے۔

واصل معشوق عاشق ہو گیا بعد از قصاص		قاتل و مقتول کو یک جا کیا تلوار نے
سال سمّت رند نے بسط تضارب سے کیا		جان ہی کر قتل شیرین کو کیا سردار نے

(التشریح)

حروف مقتول (شیرین)	ش	ی	ر	ی	ن
اعداد	۳۰۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۵۰
حروف قاتل (سردار)	س	ر	د	ا	ر
اعداد	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰
حاصل ضرب اعداد	۱۸۰۰۰	۳۰۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰۰۰
استنطاق	ض - ا	ر	ض	ی	ق
اعداد حروف مستنطقہ	۸۰۱	۲۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰

میزان اعداد حروف مستنطقہ ۱۹۱۱ سمّت

(**ث**) بسط کی تیئیسوین قسم بسطِ تکسّر ہے۔ کسورِ صحیحہ حروفِ لفظِ مطلوب سے بقاعدۂ استنطاق نئے حروف کے حاصل کرنے کو بسطِ تکسّر کہتے ہین۔

واضح ہو کہ کسور ۹ ہین

$\frac{۱}{۲}$ $\frac{۱}{۳}$ $\frac{۱}{۴}$ $\frac{۱}{۵}$ $\frac{۱}{۶}$ $\frac{۱}{۷}$ $\frac{۱}{۸}$ $\frac{۱}{۹}$ $\frac{۱}{۱۰}$

لفظ مطلوب سے ہر ایک حرف کے عدد مین جو کسر جتنی بار کاملاً تقسیم پاتی ہو یعنی طرح ہوتی ہو اس کو لکھ لین۔ پھر اون کسرات سے بقاعدۂ استنطاق کے حروف حاصل کرین اور جب یہی عمل کل حروف لفظ مطلوب کی نسبت کامل ہو جائے تو حروف مستنطقہ کے اعداد کو جمع کر لین وہی نتیجہ ہوگا بسط تکسّر کا۔ جن حروف کے اعداد مین یہ قاعدہ جاری نہ ہوتا ہو وہ بحال خود رہینگے۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ ان حروف کا ترک کرنا اولےٰ ہے۔ لیکن غلبہ صورت اول پر ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ حامد کا بسط تکسّر کرین تو پہلے ہم نے ح کو لیا اور دیکھا کہ اس کا عدد ۸ ہے اور ۸ کا $\frac{۱}{۲}$ = ۴ اور $\frac{۱}{۴}$ = ۲ اور $\frac{۱}{۸}$ = ۱ پس ۴ کا استنطاق د ہوا اور ۲ کا ب اور ۱ کا الف۔

پھر الف کو لیا جس کا عدد ۱ ہے۔ یہ کسی کسر پر تقسیم نہین پاتا لہذا اسکو بحال خود رکھا اور اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پھر م کو لیا جس کے عدد ۴۰ ہین اس کا $\frac{۱}{۲}$ = ۲۰ کے اور $\frac{۱}{۴}$ = ۱۰ اور $\frac{۱}{۵}$ = ۸ — اور $\frac{۱}{۸}$ = ۵ — اور $\frac{۱}{۱۰}$ = ۴ — پس ۲۰ سے ک حاصل ہوا۔ ۱۰ سے ی اور ۸ سے ح اور ۵ سے ہ اور ۴ سے (د)

پھر د کو لیا جس کا عدد ۴ ہے اس کا $\frac{۱}{۲}$ = ۲ — اور $\frac{۱}{۴}$ = ۱—

پس (۲) سے ب حاصل ہوئی اور (۱) سے الف ۔

اب ہم نے حروف مستنطقہ د ۔ ب ۔ ا ۔ ا ۔ ک ۔ ی ۔ ح ۔ ہ د ۔ ب ۔ ا ۔ کو جمع کر کے ان کے اعداد مجموعی (۵۸) حاصل کئے یہی ہے (حامد) کا بسط تکسیر ۔

کسی چھپے رستم کی ایک تاریخ ہمارے گوش زد ہوئی ہے جس میں اس نے اسی صنعت کا استعمال کیا ہے ۔ اگرچہ اسنے ہجو کی ہے لیکن ہم اپنے کام سے کام رکھتے ہیں اور اس تاریخ کو تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ۔

اے مار سیاہ کس ندانست
مالت برود بدست اغیار
بود آن کہ مدام فاقہ بدست
کیا شان خدا ہے ایک دم میں
ہے بسط تکسیر اس کی تاریخ

این حال کہ بغتۃً بپیری
زانان کہ تو گوئیا فقیری
نو دولت شد بعہد پیری
دولت سے بدل گئی فقیری
میراث میں مل گئی اسیری

(نوٹ) معزز ناظرین ہم کو معاف فرمادیں کہ ہم نے بضمن لظائر حتی الامکان تواریخ ہجو سے احتراز کیا ہے لیکن جب صنعت مطلوبہ میں کوئی اور تاریخ ہم کو نہ ملی تو ناگزیر ایسی تاریخوں کو پیش کیا ہے جیسی یہ تاریخ ہے اور مورّخ کے نام کو دانستہ ترک کیا ہے ۔

(تشریح)

حروف	م	ی	ر	ا	ث	م	ی	ن	م	ل	ک	ی	ا	م	ی	ر	ی	میزان
کسرات / اعداد	۴۰	۱۰	۲۰۰	۱	۵۰۰	۴۰	۱۰	۵۰	۴۰	۳۰	۲۰	۱۰	۱	۴۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۰
۱/۲	۲۰	۵	۱۰۰	۰	۲۵۰	۲۰	۵	۲۵	۲۰	۱۵	۱۰	۵	۰	۲۰	۵	۱۰۰	۵	۶۰۵
۱/۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰
۱/۴	۱۰	۰	۵۰	۰	۱۲۵	۱۰	۰	۰	۱۰	۰	۵	۰	۰	۱۰	۰	۵۰	۰	۲۷۰
۱/۵	۸	۲	۴۰	۰	۱۰۰	۸	۲	۱۰	۸	۶	۴	۲	۰	۸	۲	۴۰	۲	۲۴۲
۱/۶	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵
۱/۷	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۱/۸	۵	۰	۲۵	۰	۰	۵	۰	۰	۵	۰	۰	۰	۰	۵	۰	۲۵	۰	۷۰
۱/۹	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۱/۱۰	۴	۱	۲۰	۰	۵۰	۴	۱	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۴	۱	۲۰	۱	۱۲۱
میزان	۴۷	۸	۲۳۵	۰	۵۲۵	۴۷	۸	۴۰	۴۷	۳۹	۲۱	۸	۰	۴۷	۸	۲۳۵	۸	۱۳۲۳

تاریخ متذکرہ بالا مین مورخ نے لفظ ملگئی مین صرف ایک یا محسوب کی ہے ایسکا تسامح اور قواعد جمل سے ناواقفیت ہے ۔

دو الف کے اعداد کو اس نے محسوب نہین کیا ہے ۔ یہ عمل درست ہے اس لیے کہ عدد الف کسرات پر تقسیم نہین ہوتا اور قاعدہ متذکرہ بالا نے اس کی اجازت دی کہ ایسے حروف کے عدد خواہ محسوب کرین یا نہ کرین مورّخ کو اختیار ہے ۔

ہماری ذاتی راے یہ ہے کہ جب بسط تکسیر مین صرف کسرات سے کام لیا جاے تو اون حروف کو داخل حساب نہ کرنا چاہیئے جن کے اعداد کی تقسیم کسرات پر نہین ہوتی اور ایسا حرف صرف الف ہے ۔ لائق مورّخ نے جو عمل کیا ہے وہ درست ہے ۔

(خ) بسط کی چوبیسوین قسم بسط تقوّی ہے بقول صاحب معدن الجواہر اسکی تین قسم ہین ۔ (۱) ضرب باطن در باطن (۲) ضرب ظاہر در ظاہر ۔ (۳) ضرب باطن در ظاہر ۔ اب ہم قسم اول کی حقیقت عرض کرتے ہین جس کو اہل جمل نے بسط تضارب باطن سے بھی موسوم کیا ہے پس ہمارے سلسلۂ شمار صنائع بسط مین یہ چوبیسوان نمبر اسیکا ہے ۔ متقدمین محقّق نے قسم اول و دوم کا ذکر کیا ہے اور قسم سوم غالباً متاخرین کی ایجاد ہے ۔

ایک حرف کے عدد کو اوسی عدد مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدۂ استنطاق دوسرے حرف یا حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب باطن ۔ یا بسط تقوّی نمبر (۱) ہے ۔ اصطلاح جمل مین باطن ۔ عدد حرف کا نام ہے ۔ اور ظاہر مرتبۂ حرف کو کہتے ہین ۔

صاحب معدن الجواہر نے مراتب حروف کو بلحاظ سلسلۂ حروف تہجی قائم کیا ہے یعنی ابجد آدم پر آپ نے سلسلۂ مراتب کو مبنی فرمایا ہے ہمکو اس سے اختلاف ہے ۔ ہماری رائے مین مراتب حروف کا نمبر سلسلۂ ابجد نوحی پر ہونا چاہیئے ۔

الحاصل صنعت ضرب باطن در باطن کے سمجھانے کے لئے لفظ حامد کو ہم پیش کرتے ہین جس کا بسط تقوّی نمبر (۱) ہم کو مقصود ہے ۔

حرف اول (ح) کے عدد (۸) ہین جب ہم نے (۸) کو (۸) مین ضرب دیا تو حاصل ضرب (۶۴) ہوا جس کا استنطاق ۔ د ۔ و ۔ ہے ۔

پھر (الف) کے عدد (۱) کو (۱) مین ضرب دیا تو وہی ایک حاصل قرار پایا جس کا حرف مستنطقہ وہی الف ہے ۔

پھر (میم) کے عدد (۴۰) کو (۴۰) مین ضرب دیا تو حاصل ضرب (۱۶۰۰) ہوا جس کے استنطاق سے حروف خ ۔ ا ۔ حاصل ہوئے ۔

پھر (د) کے عدد (۴) کو (۴) مین ضرب دیا تو ۱۶ ہوئے جس کا استنطاق و ۔ ا ۔ ہے ۔

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ د ۔ و ۔ ا ۔ خ ۔ ا ۔ و ۔ ا کے اعداد کو جمع کیا تو اعداد ۶۱۹ حاصل ہوئے ۔ پس اس صنعت کی وجہ سے حامد کے اعداد جو ۵۳ تھے ۶۱۹ ہو گئے ۔

تاریخ ذیل کسی مؤرخ نے اسی صنعت مین لکھی ہے جو تمثیلاً پیش کی جاتی ہے ۔

بیاہ کر لائے مہارانی کو — ششنیو پرشاد ہین قسمت کے دھنی
دانت اوس کے ہین مصفّا گوہر — لبِ جان بخش عقیقِ یمنی
جسم ہے حسن کے سانچہ مین ڈھلا — اور رٹپک پڑتی ہے نازک بدنی
مال و دولت کی ہے دیبی دُلہن — شان و شوکت سے ہر وہ مستغنی
ضرب باطن سے ہوا سال عیان — واہ وا آج بنے کی ہے بنی
۱۸۵۶ء

(التشریح)

حروف	و	ا	ہ	و	ا	ا	ج	ب	ن
اعداد	۶	۱	۵	۶	۱	۱	۳	۲	۵۰
حاصل ضرب	۳۶	۱	۲۵	۳۶	۱	۱	۹	۴	۲۵۰۰
حروف مستنطقہ	و ج	ا	ہ ب	و ج	ا	ا	ط	د	ش ب
اعداد	۹	۱	۷	۹	۱	۱	۹	۴	۵۰۲

حروف	ی	ک	ی	ہ	ے	ب	ن	ی	میزان
اعداد	۱۰	۲۰	۱۰	۵	۱۰	۲	۵۰	۱۰	
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۲۵	۱۰۰	۴	۲۵۰۰	۱۰۰	
حروف مستنطقہ	ق	ت	ق	ہ ب	ق	د	ش ب	ق	
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۷	۱۰۰	۴	۵۰۲	۱۰۰	۱۸۵۶

(ف) بسط تقوّی کی دوسری قسم ۔ ضرب ظاہر در ظاہر ہے اور یہ بسط کی پچیسوین

قسم ہے ۔ حروف مادّہ کے اعداد مرتبہ کو انہین اعداد مین ضرب دینے کا نام ضرب ظاہر در ظاہر یا بسط تضاریب ظاہر ہے ۔ ہم بضمن تعریف صنعت ماضیہ بیان کر آئے ہین کہ اصطلاح جمل مین مرتبۂ حروف کو ظاہر کہتے ہین ۔

* صاحب ملخص تسلیم نے فرمایا ہے کہ درجہ حروف کو اوسی درجہ مین ضرب دینے کا نام بسط ظاہر در ظاہر ہے ۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی آپ نے مرتبہ کو درجہ کہا ہے ۔ مدارج حروف آحاد ۔ عشرات ۔ مآت ۔ اور الوف کو کہتے ہین اور مراتب حروف سے ہر ایک درجہ کے حروف کا سلسلہ وار مرتبہ مراد ہے نقشۂ ذیل مین ہم نے مراتب حروف کا اظہار نمبروار کیا ہے تاکہ اس صنعت کے سمجھنے مین آسانی ہو ۔

درجۂ احاد	حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
	نمبر مرتبہ حروف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
	عدد حروف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
درجۂ عشرات	حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	نمبر مرتبہ حروف	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸
	عدد حروف	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
درجہ مآت	حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
	نمبر مرتبہ حروف	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷
	عدد حروف	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
درجۂ الوف	حروف	غ								
	نمبر مرتبہ حروف	۲۸								
	عدد حروف	۱۰۰۰								

بعض اہل جمل نے اسی صنعت کو بسط ضرب مراتب کہا ہے۔

نقشۂ بالا کے خانہ ہاے مدارج کے ذیل مین مراتب کا جو نمبر ہر حرف کے ساتھ ہے اوسکی ضرب اوسی عدد مین دیجاتی ہے۔ مثلاً اگر ہم لفظ حامد مین یہ صنعت جاری کرنا چاہین تو ح کے نمبر مرتبہ ۸ کو ۸ مین ضرب دین گے اور حاصل ضرب ۶۴ سے بروے استنطاق حروف د۔ و۔ حاصل کرین گے۔

پھر الف کے عدد مرتبہ (۱) کو (۱) مین ضرب دیکر حاصل ضرب (۱) سے الف حاصل کرین گے۔

اسی طرح م کے نمبر مرتبہ ۱۳ کو ۱۳ مین ضرب دینے سے اعداد ۱۶۹ حاصل ہون گے جن سے حروف مستنطقہ ط و ا لئے جائین گے۔

علی ہذا د کے عدد مرتبہ ۴ کو ۴ مین ضرب دیکر حاصل ضرب ۱۶ سے آکر حروف و ا۔ کا استنطاق کرین گے۔

باآخر حروف مستنطقہ د۔ و۔ ا۔ ط۔ ا۔ و۔ ا۔ کے اعداد مجموعی ۲۸۔ لفظ حامد کے اعداد قرار پائین گے۔

ہماری راے مین اس صنعت کا تعلق جمل سے نہین ہے بلکہ من وجہ اسکو بذیل جمل بیان کیا گیا ہے تاکہ صنعت بسط کے اقسام مروّجہ مکمّل ہون۔

کسی طبّاع مورّخ نے تاریخ ذیل اسی صنعت مین لکھی ہے جس کو ہم تمثیلاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

ہوے گہائل رضا خان ایک دم مین — نثار دم کبھی حق کی رضا مین
اوسی دم چلدئے ملکِ فنا سے — ہوئے ممتاز اقلیم بقا مین

شہید خنجر ظالم ہین مظلوم
ملی خلد برین اس کی جزا مین

ہوا سال شہادت ضرب ظاہر
چلو قربان ہوئیے راہ خدا مین ۱۲۴۰ھ

(التشریح)

حروف	ج	ل	و	ق	ر	ب	ا	ن	ہ	و	ی
نمبر مراتب	۳	۱۲	۶	۱۹	۲۰	۲	۱	۱۴	۵	۶	۱۰
حاصل ضرب	۹	۱۴۴	۳۶	۳۶۱	۴۰۰	۴	۱	۱۹۶	۲۵	۳۶	۱۰۰
استنطاق	ط	قمد	لو	شسا	ت	د	ا	قصو	کہ	لو	ق
اعداد	۹	۹	۹	۱۰	۴۰۰	۴	۱	۱۶	۷	۹	۱۰۰

حروف	ی	ر	ا	ہ	خ	د	ا	م	ی	ن	میزان
نمبر مراتب	۱۰	۲۰	۱	۵	۲۴	۴	۱	۱۳	۱۰	۱۴	
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱	۲۵	۵۷۶	۱۶	۱	۱۶۹	۱۰۰	۱۹۶	
استنطاق	ق	ت	ا	کہ	ثعو	ید	ا	قسط	ق	قصو	
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱	۷	۱۸	۷	۱	۱۶	۱۰۰	۱۶	۱۲۴۰ھ

(ض) صنعت بسط کی چھبیسوین قسم اور بسط مقوّی کی تیسری قسم **بسط تضارب باطن در ظاہر** ہے جس سے عدد حرف کو نمبر مرتبہ حرف مین ضرب دینا مقصود ہے بعض متاخرین نے اپنی روشن خیالی سے یہ تیسری قسم پیدا کی ہے جس کا ذکر متقدمین نے

نہین کیا۔ البتہ صاحب معدن الجواہر اور ملخص تسلیم نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس کی تعریف مین بہی مرتبہ کو درجہ سے تعبیر کیا ہے۔ اور ہماری راے مین یہ صرف تسامح ہے۔

حاصل یہ ہے کہ عدد حروف کو نمبر مرتبہ مین ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدہ استنطاق حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب ظاہر در باطن یا باطن در ظاہر ہے۔

مثلاً لفظ حامد سے ح کو لو جس کا عدد ۸ ہے اور نمبر مرتبہ بہی ۸ ہے پس ۸ کو ۸ مین ضرب دو۔ حاصل ضرب ۶۴ سے حروف د۔ و۔ کا استنطاق کرو۔

پہر الف کو لو جس کا عدد ایک ہے اور نمبر مرتبہ بہی (۱)۔ اور حاصل ضرب بہی (۱) پس اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پہر م کو لو جس کا عدد ۴۰ ہے اور نمبر مرتبہ ۱۳۔ پس ۴۰ کو ۱۳ مین ضرب دینے سے حاصل ضرب ۵۲۰ ہوا اور اسکا استنطاق۔ ک ہ۔

پہر د کو لو جس کا عدد ۴ ہے اور نمبر مرتبہ بہی ۴ ہے۔ پس ۴ کو ۴ مین ضرب دینے سے ۱۶ حاصل ہوئے اور اس کے استنطاق سے حروف و ا۔ ہاتہ آئے۔

اب کل حروف مستنطقہ د۔ و۔ ا۔ ک۔ ہ۔ و۔ ا۔ سے اعداد مجموعی ۳۴۴ حاصل ہوئے اور یہی اعداد لفظ حامد کے داخل حساب تاریخ ہون گے رند ناکپوری نے اسی صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے جس کو ہم ذیل مین

ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

اُدہر دل لگی مین اشارہ ہوا ادہر آنکہہ مین تیرگی چہا گئی
ارے ہاتہ لگنا بہا نہ ہوا فریسون کی یان عقل چکرا گئی
سد ہاری وہ دنیا سے اک آن مین کسی نے کہا کچہہ نہ کچہہ کہا گئی
کہلا کچہہ نہ اسکی حقیقت کا راز غرض اپنے عاشق کو پچہتوا گئی
جو کی فکر تاریخ ۔ ظاہر کے ساتہ ہوئی ضرب باطن قضا آگئی
۱۹۹۵ سمت

(تشریح)

حروف	ق	ض	ا	ا	گ	ی	ی	میزان
عدد حروف	۱۰۰	۸۰۰	۱	۱	۲۰	۱۰	۱۰	
نمبر مراتب	۱۹	۲۶	۱	۱	۱۱	۱۰	۱۰	
حاصل ضرب	۱۹۰۰	۲۰۸۰۰	۱	۱	۲۲۰	۱۰۰	۱۰۰	
استنطاق	ظ ۔ ا	ض ک	ا	ا	ک ب	ق	ق	
اعداد	۹۰۱	۸۲۰	۱	۱	۲۲	۱۰۰	۱۰۰	۱۹۴۵

(ظ) صنعت بسط کی ستائیسوین قسم (بسط تمازج) ہے ۔ صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر نہایت اجمال کے ساتہ فرمایا ہے ۔ آپ فرماتے ہین کہ طالب کے حروف کو مطلوب کے حروف کے ساتہ امتزاج دینے کا نام بسط تمازج ہے ہم کہتے ہین کہ صرف اس قدر تعریف سے واضح کا مقصد مشتاقان فن کی سمجہہ مین نہین آسکتا

یہ صنعت دراصل دو حروف یا دو الفاظ یا دو نام یا دو فقرون یا دو مصرعون یا دو اشعار مین ہوسکتی ہے بشرطیکہ دونون کے حروف تعداداً مساوی ہون

ایک کا نام طالب ہوگا اور دوسرے کا نام مطلوب ۔

پس ہم کو چاہیئے کہ طالب کے پہلے حرف کے عدد کو مطلوب کے پہلے حرف کے عدد کے ساتہ بقاعدہ ترتیب مقطعات جمع کرین اور آخر پر اون اعداد مجموعہ کی میزان دیدین تو حاصل جمع سنۂ مطلوب ہوگا ۔

مثلاً ہم چاہتے ہین کہ ایک شادی کی تاریخ اس صنعت مین لکہین دولہا کا نام حامد ہے اسی کو اصطلاح جمل مین طالب کہین گے اور دلہن کا نام ہندہ جس کا اصطلاحی اسم مطلوب ہے ۔ پس طالب کے حرف اول ح کے ۸ عدد کو مطلوب کے حرف اول ہ کے ۵ عدد کے ساتہ ہم نے بقاعدہ ترتیب مقطعات جمع کیا تو ۵۸ ہوئے اسی طرح ہم ہر ایک حرف طالب و مطلوب کی نسبت عمل کرین گے اور میزان کل سے سنۂ مطلوب حاصل ہوگا ۔ ملاحظہ ہو نقشۂ ذیل جس مین حامد و ہندہ کا تمازج ہے ۔

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تمازج اعداد بترتیب مقطعات
ح	۸	ہ	۵	۵۸
ا	۱	ن	۵۰	۵۰۱
م	۴۰	د	۴	۴۴۰
د	۴	ہ	۵	۵۴
میزان کل یعنی سنۂ مطلوب				۱۰۵۳

خانہ ۵ کے اعداد کا مجموعہ (۱۰۵۳) سنۂ مطلوب ہے جو صنعت بسط تمازج سے حاصل ہوا ۔

تاریخ ذیل جو اسی صنعت مین لکھی گئی ہے ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے ۔

ہمارے دوست دیبی داس یکتا ہوئے جس دم گجا بائی سے منسوب
صفا سے کہدیا اہل جمل سنے ہین راجہ طالب اور رانی ہین مطلوب
بحسن صنعت بسط تواریخ ۱۹۱۱ کہا سمّت کا سنہ بندہ نے کیا خوب

(تشریح)

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تاریخ اعداد بترتیب مقطّعات
د	۴	گ	۲۰	۲ ۰ ۴
ی	۱۰	ج	۳	۳ ۱ ۰
ب	۲	ا	۱	۱ ۲
ی	۱۰	ب	۲	۲ ۱ ۰
د	۴	ا	۱	۱ ۴
ا	۱	ی	۱۰	۱ ۰ ۱
س	۶۰	ی	۱۰	۱ ۰ ۶ ۰
میزان کل				۱ ۹ ۱ ۱ سمّت

(ع) بسط کی اٹھائیسوین قسم (بسط مداخل اربعہ) ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم نے بحوالہ مطلع العلوم و مجمع الفنون اس کا ذکر کیا ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کو لکھا ہے ۔

اس صنعت کا طریقۂ عمل یہ ہے کہ مادّۂ تاریخ کے ہر ایک لفظ مین ادغامی عمل کرین ۔ اس خاص غرض سے صاحبان جمل نے اعداد و حروف کے چار قسم

قرار دیئے ہین ۔ (۱) کبیر (۲) وسیط (۳) صغیر (۴) اصغر

(۱) عدد کبیر وہ عدد ہے جو حروف لفظ سے بقاعدۂ جمل حاصل ہو ۔

(۲) وسیط وہ عدد ہے جو کبیر کے ایک مرتبۂ احاد کو دوسرے مرتبۂ عشرات مین ادغام کرنے کے بعد باقی رہ جائے ۔

(۳) صغیر وہ عدد ہے کہ وسیط سے بھی اُس کا ایک مرتبہ بوجہ ادغام گھٹ جائے

(۴) اصغر وہ عدد ہے جو اوسی ادغام کے باعث وسیط سے بھی کم مرتبہ ہو

پس ان ہر چہار درجون مین بقاعدۂ استنطاق حروف کو پیدا کرنا چاہیئے اور آخر پر اس مجموعۂ حروف سے اعداد جمل حاصل کرنا چاہیئے ۔

واضح ہو کہ اگر اعداد لفظ مطلوب کے مراتب چار یعنی آحاد و عشرات و مآت و الوف یا اس سے زائد ہون تو ۳ بار یکے بعد دیگرے عمل ادغام ہو سکے گا ۔ اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف ۳ ہون یعنی آحاد و عشرات و مآت تو عمل ادغام بھی صرف دو بار ہوگا ۔ اسیطرح اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف دو ہون یعنی آحاد و عشرات تو اون مین عمل ادغام بھی صرف ایک دفعہ ہوگا ۔ لیکن کل حالتون مین یہ صنعت بسط مداخل اربعہ سے موسوم ہوگی اس لئے کہ بشرط گنجایش چار درجہ تک اس مین استنطاق کا عمل کیا جاتا ہے ۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس صنعت کے قاعدہ کو تو بیان فرما دیا ہے لیکن غالبًا خود اس کو سمجھا نہین یہی وجہ ہے کہ تمثیل کے عمل مین غلطی کی ہے اور صاحب معدن الجواہر نے مؤلف موصوف کے بیان کی نقل فرما دی ہے ۔

اب ہم مشتاقان فنّ جمل کے سمجھانے کے لئے ۳ نظیرین پیش کرتے ہین

(۱) لفظ وزیراعظم جس کے اعداد مجموعی ۱۲۳۴ ہین۔ (۲) لفظ معدلت جس کے اعداد ۵۴۴ ہین اور (۳) لفظ حامد جس کے اعداد ۵۳ ہین

(**تمثیل اول**) وزیراعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کا نام عدد کبیر ہے۔
ہم نے بقاعدۂ بالا اس عدد کا استنطاق کیا تو حروف د ج ب ا حاصل ہوئے پھر ہم نے ۱۲۳۴ مین مرتبۂ آحاد کے عدد ۴ کو عشرات مین ادغام کیا تو ۱۲۷ ہوگئے یہ عدد وسیط ہے جس سے بقاعدۂ استنطاق ز ب ا حاصل کیا۔ پھر ۱۲۷ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے مین ادغام کیا تو ۱۹ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس سے حروف مستنطقہ ط۔ ا حاصل کئے۔ پھر ۱۹ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے مین ادغام کیا تو ۱۰ ہوگئے اور یہ عدد اصغر ہے اور اس کا استنطاق کیا تو ی حاصل ہوئی۔ پس لفظ وزیراعظم کے بسط مداخل اربعہ سے حروف د ج ب ا ز ب ا ط ا ی ۔ حاصل ہوئے جن کے اعداد کا مجموعہ ۴۰ ہے اور یہی عدد شامل حساب مادۂ تاریخ ہوگا۔

(**تمثیل دوم**) لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ ہین اور یہ عدد کبیر ہے۔
اب ہم نے اس کا استنطاق کیا تو حروف د د ہ حاصل ہوئے۔ پھر ہم نے احاد کے ۴ کو عشرات مین ادغام کیا تو ۵۸ ہوئے اور یہی عدد وسیط ہے جس سے حروف مستنطقہ ح ہ حاصل ہوئے۔ پھر ہم نے ۵۸ کے احاد کو عشرات مین ادغام کیا تو ۱۳ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس کے حروف مستنطقہ ج ا ہین۔ (واضح ہو کہ لفظ معدلت کے اعداد مرتبہ آت سے زائد نہین ہین) اس کا عدد اصغر ۴ ہے اور حرف د۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو د د ہ ح

ہ ج ا حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۳۴ ہین۔ اور یہی اعداد شامل حساب مادّۂ تاریخ ہون گے۔

(**تمثیل سوم**) لفظ حامد کا عدد کبیر ۵۳ ہے اور اس کے حروف مستنطقہ ج ہ۔ جب ہم نے ۵۳ کے آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو (۸) حاصل ہوئے اور یہی عدد وسیط ہے جس کا حرف مستنطقہ ح ہے۔ بدین وجہ کہ لفظ حامد کے اعداد مراتب عشرات سے زیادہ نہ تھے لہذا ان سے عدد صغیر و اصغر حاصل نہ ہوسکا۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج ہ ح کے مجموعی اعداد ۱۶ ہوئے اور یہی داخل حساب مادّۂ تاریخ ہون گے۔

اس صنعت سے یہ حاصل ہوا کہ وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کے عوض مادّۂ تاریخ مین صرف ۴۰ محسوب ہوئے۔ اور اسی طرح لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ کی جگہ بوجہ صنعت صرف بقدر ۳۱۲ داخل حساب مادّۂ تاریخ ہوئے اور لفظ حامد کے ۵۳ عدد کے عوض حساب مادّہ مین بوجہ صنعت صرف ۱۶ لئے گئے

افسوس ہے کہ مطلع العلوم کا کوئی نسخہ ہم کو نہ ملا ورنہ ہم اوس سے معلوم کرتے کہ اس صنعت کی تعریف اوس نے کس طریقہ پر کی ہے۔

ہم اس موقع پر صاحب ملخص تسلیم کی عبارت کو لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہین تا کہ اگر ہم سے عملاً کچھہ غلطی ہوئی ہو تو ذی علم افراد اوس کی تصحیح فرما سکین ہم نے اونکی عبارت پر جدولی علامت کی ہے اور جابجا فارسی زبان مین اوسپر جرح بھی۔ آپ فرماتے ہین کہ ہر لفظ یا عبارتے را کہ خواہند بحساب ابجد عدد برآرند و از عدد حروف حاصل کنند۔ و عدد حروف بر چہار گونہ است کبیر

وسیط ـ صغیر ـ اصغر ـ کبیر آن که عدد اصلی الفاظ یا عبارت باشد هر قدر که بود و عدد وسیط آن ست که یک مرتبه آن را از طرف آحاد کم کنند ـ و عدد صغیر آن ست که از وسیط یک مرتبه کم کنند ـ و عدد اصغر آن ست که از آن هم یک مرتبه کم کنند ـ مثلا لفظ سعید ـ یک صد و چهل و چهار عدد ست حروف آن ـ دم ق ـ این کبیر باشد و درین عدد سه مرتبه واقع شده یکے آحاد که چار ست و دوم مرتبهٔ عشرات که چهل ست ـ و سوم مرتبه مات که صد ست ـ چون این عدد را وسیط کنیم یک مرتبهٔ آحاد را در مرتبهٔ عشرات ادغام نمائیم بدین صورت یک صد و هشت شد ـ بنده گوید که هجده شد یا بر مرتبهٔ آحاد اگر صفر را باقی داریم یک صد و هشتاد شد وحروف آن (ح ق) و چون خواهیم که این را صغیر کنیم صفر را که حافظ مرتبهٔ عشرات ست در آحاد که هشت ست ادغام نمودیم هجده شد بنده عرض مے کنم که صفر را در هشت ادغام باید کرد نه هشت را در صفر بائی حال هجده چه طور شد همان یک صد و هشتاد ماند و هجده در آنصورت باشد که حافظ مرتبه را محو کنیم بر خلاف عمل ادغام اوّل بدین صورت حروف آن ح ی ـ و چون خواهیم که این را اصغر کنیم آحاد را در عشرات ادغام نمودیم پس نه شد بدین صورت (۹) و حرف آن ط ـ بنده گوید که در ادغام اوّل صفر را به حفاظت مرتبه قائم داشتن و در ادغامات ما بعد بر خلاف آن مراتب را کم کردن چه معنی دارد ـ پس مجموع حروف که از بسط مداخل اربعهٔ لفظ سعید حاصل شد این ست د م ق ح ق ه ق ه ی ط انتهٰی کلامه من میگویم که نه چنین باشد بلکه د م ق ح ق ح ی ط باشد ـ بر اصول مصنف مذکور

واضح ہو کہ استنطاقِ حروف مین جو اختلاف کہ ہم کو صاحب ملخص تسلیم اور صاحب معدن الجواہر کے ساتھ ہے اوسکو ہم نے گزشتہ حصہ مین بضمن صنعت (الف) بیان کر دیا ہے۔ لائق مؤلف کی فارسی عبارت مذکورۂ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سمجھ کر نہین لکھا ہے۔ پس جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وہ اوپر عرض کر چکے ہین اور بطور تمثیل ایک لطیف تاریخ ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو ہماری طبعزاد ہے۔

از چار طاق یافت بنا خانۂ خدا — کاندر دکن بمسجدِ عالی ملقّب ست
تاریخ از مداخل اربع شود عیان — گر خواہش بصنع تناصف مرتّب ست

اس تاریخ مین دو صنعتون سے کام لیا گیا ہے (۱) صنعت مداخل اربعہ۔ (۲) صنعت تناصفِ مرتّب۔ اور بدین لحاظ اس کو مجمع الصنائع بہی کہہ سکتے ہین

واضح ہو کہ مسجد عالی کے اعداد مجموعی ۲۱۸ ہین جن کے حروف مستنطقہ (ح ا ب) ہین۔

جب آحاد کو عشرات مین ادغام کیا تو ۲۹ ہوئے جس سے بقاعدۂ استنطاق حروف (ط ب) حاصل ہوئے۔

پہر ۹ کو ۲ مین ادغام کیا تو ۱۱ ہوئے جس کے حروف مستنطقہ (ا-ا) ہین۔

پہر ۱ کو ۱ مین ادغام کیا تو ۲ ہوگئے جس کا حرف بقاعدۂ مذکور (ب) ہے

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ (ح-ا-ب-ط-ب-ا-ا-ب) کے اعداد کو جمع کیا تو (۲۶) ہوئے اور یہی صنعت مداخل اربعہ کا حاصل ہے۔ پہر اسکی تنصیف بقاعدہ ترتیب کی تو ۱۳۲۶ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

بحمد للہ صنائع تاریخ کا بیان ختم ہوچکا۔ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ جس طرح ابجد کے ۲۸ حرف ہین۔ اسی طرح بسط کی ۲۸ صنعت ہین جن کی تعریف ہم نے حصۂ گزشتہ مین عرض کی

دوسری فصل ترقیم کے متعلق

عجم اور ہند کا طریقہ جمل کی غایتِ دوم ترقیم ہے یعنی حروف کا کام اعداد سے لینا اور یہ تاریخ کا عکس ہے۔ اس لئے کہ تاریخ مین اعداد کا کام حروف سے لیتے ہین اور ترقیم مین حروف کا کام اعداد سے۔ سنسکرت نے اس سے بہت کچھ کام لیا ہے اور اس خاص مقصد کے لئے اعداد حروف کے سوا اون کے پاس الفاظ خاص کے بھی اعداد ہین یعنی متعدد الفاظ ایسے ہین جن کا عدد صرف (۱) ہے اسی طرح بہت سے الفاظ خاص کا عدد صرف ۲ ہے۔ یہی سلسلہ (۱۰) تک چلا گیا ہے۔ عربون نے زمانۂ سلف مین اس طریقہ کو جاری رکھا ہو لیکن فی زماننا اس کا رواج خال خال ہے۔ عجم مین بھی اس کا رواج بہت کم ہے ایک قدیم شعر فارسی ہے جس کو عوام نے شیخ سعدی علیہ الرحمہ سے منسوب کیا ہے صرف اس قدر پتا چلتا ہے کہ عجم مین بزمانۂ سابق اس کا عمل تھا۔ یہی کیفیت ہندوستان کی ہے۔ ہم نے اپنی اوائل عمر مین تو ہندسون مین مراسلت ہوتی ہوئی دیکھی ہے لیکن اب یہ طرز قریب قریب متروک ہے۔ اور اسکا یادگار کسی قدر زبان سنسکرت مین باقی رہگیا ہے۔ اور کچھ عجب نہین کہ اختصار و اخفا ہی کے لئے واضع جمل نے اس کو وضع کیا ہو۔

برہمنون کے ایک پنڈت جی (جگت پرشاد ودیا بھوشن ترکہ سرومنی) نے

ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت مین متعدد تصانیف اِسی طریقہ پر ہندسون مین ہین اور بہ نسبت حروف کے بہت اختصار کے ساتہ کام لیا گیا ہے متعدد حروف کے ایک لفظ کے لئے جب کہ ایک خاص عدد ہے تو غرض مطلب مین نہایت اختصار کے ساتہ کام لیا جاتا ہے۔ اور عام نگاہون سے ایک حد تک اِخفا بہی ملحوظ رکہا گیا ہے آپ ہی کا قول ہے کہ بزرگون کے قیمتی نصائح اور بعض خاص فنون کی کتابین صرف ہندسون مین لکہی گئی ہین ۔ (انتہی)

سرِدست ہندوستان مین اس طریقہ کتابت کی بو باس اوسی شعر سعدی رح کی بدولت رہ گئی ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا جس کے ذریعہ سے کتابت بذریعہ اعداد مین ایک خاص خوبی یہ پیدا ہوئی ہے کہ ہر حرف کے ہندسہ کے بعد خط فاصل کی ضرورت باقی نہین رہی ۔ اور وہ شعر یہ ہے (سـ۵) احد بخط نرسد لیک مئین عشرات ٭ مآت بگزرد از خط الوف کج سوِ راست ٭

یعنی ہر ایک سطر کی جگہ ایک خط جدولی کہینچا جاتا ہے اور اس خط پر ہندسون مین غرض مطلب ہوتا ہے ۔ آحاد یعنی اکائیان تو خط سے کسی قدر بلند رہتی ہین ۔ اور عشرات یعنی دہائیان خط سے ملجاتی ہین ۔ اور مآت یعنی سیکڑے خط سے گزر جاتے ہین ۔ اور الوف یعنی ہزار خط سے متجاوز ہو کر سیدہی جانب مائل ہوتا ہے ۔ اس طریقہ سے جگہ بہت کم صرف ہوتی ہے اس لئے کہ عشرات اور مآت اور الوف مین صفر حذف کر دیئے جاتے ہین ۔ اور ایک عدد سے دوسرے عدد کے درمیان کسی خطِ فاصل کی ضرورت نہین ہوتی ہم نے ذیل مین الفاظ غرائب الجمل کو جو اس کتاب کا نام ہے اسی طریقہ پر لکہا ہے تاکہ ناظرین کو مثال کا

کام دیوے (۱ ۲ ۱ ۱ ۲ ۱ ۳ ۳ ۴ ۳) بعض طلبا جات ہند نے اسی مقصد کو ایک دوسرے طریقہ پر حاصل کیا ہے یعنی وہ اعداد مطلوب کو بدون جدول مسلسل لکھتے ہین اور عشرات و مآت و الوف مین صفر کو ترک کرکے زیر و زبر اور پیش سے کام لیتے ہین یعنی ہندسۂ آحاد تو بحال خود رہتا ہے لیکن عشرات پر بترک صفر ایک اشارہ زبر کا لکھدیا جاتا ہے۔ اسی طرح مآت پر اشارہ زیر کا اور الوف پر اُلٹا پیش۔ ملاحظہ ہو تمثیل ذیل جس مین غرائب الجمل کو اسی طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ أ ۲ ۱ آ ۲ ۱ ۳ٓ ۳ ۴ٓ ۳ٓ ۔ ہماری رائے مین طریقۂ اوّل الذکر اس سے بہتر اور آسان ہے اس لئے کہ اُس مین اعراب مع شد و مد کی پابندی نہین ہے۔

بعض نے عشرات کے نیچے ایک صفر۔ اور مآت کے نیچے اور اوپر دو صفر اور الوف کے نیچے اور اوپر اور سیدہی جانب تین صفر لکہنے کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ اس طریقہ مین گویا عشرات و مآت و الوف کے اصلی صفر قائم رکھے گئے ہین مگر اون کے اصلی مقام کو بدلا گیا ہے تاکہ جگہ کم صرف ہو اور ناواقفین قاعدہ کو دہوکا ہو۔ تمثیل ذیل مین ہم نے غرائب الجمل کو اسی قاعدہ پر لکھا ہے۔ أ ۲ ۱ ۱ ۲ ۱ ۳ ۳ ۴ ۳ ۰ ۔ ہماری رائے مین اس طریقہ مین بہی صفرون کا گورکھ دہندا ہے۔ طریقۂ اوّل الذکر ہی اس سے افضل ہے۔

ہم کو بہت افسوس ہے کہ ان ہر دو طریقہ ہاے مابعد الذکر کی نسبت بہی ہمکو یہ نہ معلوم ہوسکا کہ ان کا موجد کون ہے۔ بعض قدما کا قول ہے کہ طریقۂ دوم امیر خسرو کی ایجاد ہے۔ اس قول کی تصدیق قابل وثوق ذرائع سے نہ ہوسکی۔

طریقۂ آخر الذکر کی نسبت تو کچہہ بہی پتا نہین چلا ۔

سنسکرت کا عمل سنسکرت کے ایک عالم نے کہا کہ ہم معمولی طور پر اعداد حروف کے ذریعہ سے جو مخفی تحریرات کرتے ہین اون مین آحاد کے سیدہی جانب ایک صفر دیتے ہین اور عشرات کو دو صفر نیچے اوپر ۔ اور مآت کو بہی ایک صفر مگر دائین جانب اور آلف کو بدون صفر لکہتے ہین یہ ایک استاد کی ایجاد ہے جو پانچہزار برس قبل گزرا ہے اور اہل تاریخ نے زبان سنسکرت مین اس کی صراحت کی ہے ۔ افسوس ہے کہ وہ نہ کتاب کا نام بتا سکے اور نہ موجد کا نام ۔ ہم نے ذیل مین غرائب الجمل کو اسی طریقہ سے بطور تمثیل لکہا ہے ۲۱ ۱۰۰ ۱ ۲۰ ۱۰ ۳ ۳۰ ۲ ۳ ۔ انہین بزرگ نے کہا کہ سنسکرت مین ہزار کے بعد لاکہہ کا عدد ایک خاص حرف کے لئے معیّن ہے ۔ اور کروڑ کے لئے بہی ایک خاص حرف ہے اور یہ سلسلہ ختم حروف تہجّی تک بڑہتا چلا گیا ہے (جیسا کہ ہم نے اس کتاب کی فصل اول مین بضمن حروف جمل بیان کیا ہے) پس لاکہ کے لئے ہندسہ کے ذیل مین ایک زیر کی علامت لکہی جاتی ہے ۔ اور کروڑ کے لئے زبر ۔ اور اس سے بلند درجہ کے لئے زیر و زبر کے ساتہ پہر صفر دیا جاتا ہے ۔ اور اس کا تفصیلی بیان سنسکرت کے متعدّد کتب مین ہے ۔

ہماری اس قدر تحقیق سے یہ بات تو متحقّق ہو چکی کہ فنّ جمل زبان سنسکرت مین بہ نسبت زبان عربی کے زیادہ وسعت کے ساتہ ہے ۔ اور غایت جمل یعنی تاریخ و ترقیم دونون کے پاس متّحد ہے ۔

پنڈت وشہلاچاری نے جو علم سنسکرت کے ایک بڑے عالم ہین ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت مین بعض کتابین ایسی ہین جن کی کتابت اسی طریقۂ ترقیم مین ہے

لیکن ترقیم مین آحاد وعشرات و مآت والوف کے لئے کونسا خاص طریقہ اختیار کیا گیا ہے اوس سے مخلوق لاعلم ہے۔ اسی وجہ سے اون کے مطالب کو مالاینحل سمجھا گیا ہے اِن کی نسبت صرف یہ عقدہ چلا آتا ہے کہ یہ کتب علوم روحانیہ سے متعلق ہین۔ بعض پرانے کتب خانون اور خاص خاص خاندانون مین ان کے کچھہ کچھہ اوراق ہین اور اکثر تاڑ کے پتّون پر نہرنی سے کندہ ہین اور بطور تبرّک پوجا مین رکھے جاتے ہین اور بس ہم سمجھتے ہین کہ یہ ساری تباہی کہ جس کی وجہ سے علمی ذخیرے پوجا کے تبرکات بن چکے ہین ہماری غفلتون کا نتیجہ ہے۔ اور اگر ہم اس کتاب کے ذریعہ سے اس فن کی اس قدر خدمت نہ کرتے تو آیندہ صدی تک فن جمل کے بہت سے مطالب صفحۂ روزگار سے غالباً مٹ جاتے۔ من اللہ التوفیق۔

ہم نے طریقۂ ترقیم کو ایک خاص فصل مین صرف تکمیل مطالب کتاب کے لئے لکھدیا۔ آج کل تاریخ کا رواج بہ نسبت ترقیم کے زیادہ ہے۔ الحمد للہ ہماری کتاب ختم ہوچکی۔ اب ہم خاتمہ کا آغاز کرتے ہین۔

خاتمۂ کتاب

خاتمہ کا پہلا حصہ تاریخ سنین کے بیان مین

بیان عام

ہندوستان مین بلحاظ اقوام مختلف جو سنین رائج ہین قریب قریب اون تمام سنین مین تاریخین لکھی جاتی ہین اور ممکن ہے کہ دوسرے ممالک اور اقالیم مین خاص

سنین کا رواج ہو۔ بناءً علیہ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ ہم اس خاتمہ مین اون سنین مختلفہ کی مختصر سی تاریخ ہدیۂ ناظرین کرین۔ اسی موقع پر یہ بات قابل بیان ہے کہ مورّخ کو مادہ تاریخ کے بیان کرنے کے قبل خواہ وہ منظوم ہو یا منثور اس امر کا ظاہر کر دینا بہت ضروری ہے کہ ہمارا یہ مادّہ فلان سنہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ مادّۂ تاریخ کے اعداد کا مجموعہ ہی ایک حد تک سنہ کی خبر دیتا ہے لیکن زمانے کے گزر جانے کے بعد مجموعۂ اعداد سے اسکی اطلاع ناظرین کو صحّت کے ساتھ ملنا بغیر صراحت کے سخت دشوار ہے۔ فرض کرو کہ ایک مادّۂ تاریخ ہمارے روبرو ہے جس سے (۹۰۰) عدد حاصل ہوتے ہین تو ہم اس بات پر یقین نہین کر سکتے کہ یہ سنہ ۹۰۰ھ سنہ ہجری ہے یا محمدی یا عیسوی یا اور کوئی سنہ اگرچہ ہمکو نفس واقعہ کی مطابقت کسی تاریخی کتاب یا اور کسی ذریعہ سے ہونے کے بعد ہم اوس مطابقت کے ذریعہ سے اوس مادّہ کی نسبت یہ علم حاصل کر سکتے ہین کہ یہ سنہ ہجری یا محمدی یا عیسوی یا اور کوئی سنہ ہے لیکن اس درد سری کا متحمل ہر شخص نہین ہو سکتا۔ پس ہر مورخ کو لیئے مناسب یہی ہے کہ اپنے مادّۂ تاریخ کے ساتھ اس امر کی بھی صراحت کر دیا کرے کہ اس مادّہ سے فلان سنہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض اہل جمل کی یہ راے ہے کہ مادّۂ تاریخ سنہ ہجری کے لیئے اس صراحت کی ضرورت نہین ہے۔ متقدمین چونکہ اکثر سنہ ہجری ہی مین تاریخ لکھنے کے پابند رہے ہین لہذا اونہون نے اپنے قطعات تاریخ مین اس صراحت کی پابندی نہین کی ہے۔ اور متاخرین سے جن محتاط مورّخین نے غیر ہجری

سنہ مین تاریخ لکھی ہے اونھون نے صراحت کو لازم گردانا ہے ۔ بہر حال ہماری راے مین صراحت اولے ہے ۔

ذیل مین ہم نے جن سنین کا ذکر کیا ہے اون کی صحت مطابقت کے لئے افسوس ہے کہ ہمارے پاس کوئی تقویمی ذخیرہ نہ تھا بنا بر علیہ ہم نے صرف حسابی عمل سے کام لیا ہے اور حتی الوسع کبیسہ کے فرق کو وضع کرتے گئے ہین لیکن باوجود اس کے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معزز ناظرین ہمکو معاف فرمائین جس قدر سنین کا ذکر ذیل مین ہوا ہے اون سے بعض سنین ایسے بھی ہین جنکا رواج ہند مین بہت کم ہے یا مطلق نہین ہے ہم نے اون کو ترک کر دینے سے زیادہ مناسب سمجھا کہ اجمالاً اون کا بھی ذکر کردین تاکہ طبّاع مورّخین کو اپنی کسی تاریخ کے مرصّع کرنے مین اس خاتمہ سے مدد ملے ۔

(۱) سنہ آدمی

سنہ آدمی سے ابتداے آفرینش آدم علیہ السلام کا سنہ مراد ہے ۔ صاحب غیاث اللغات نے بحساب شمسی سنہ ۷۱ء کو ۱۲۴۲ ہجری کا مطابق قرار دیا ہے پس اسی حساب سے ۱۳۲۵ ہجری کے آخر پر بعد وضع تفاوت ہلالی و شمسی سنہ آدمی ۷۲۵۱ ہونا چاہیئے ۔

بادی النظر مین ناظرین کتاب خیال فرمائین گے کہ ہند کو اس سنہ سے کیا غرض اس لئے کہ کسی قوم مین یہ سنہ رائج نہین ہے ۔ لیکن جب صنعت ترصیع مین تاریخ لکھی جائے تو اور سنین کے ساتہ سنہ آدمی پیدا کرنا بھی خوبی سے خالی نہین ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کا ذکر کر دیا ۔ یا فرض کرو

کسی ایسے مادۂ تاریخ سے جو سنین مروّجہ مین سے کسی ایک سنہ مین لکھا گیا ہے صنائع کے ذریعہ سے سنہ آدمی بہی حاصل ہوا تو بے شک اوس تاریخ کی منزلت دوبالا ہوسکتی ہے۔ یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ ایسے کثیر الاعداد سنہ مین مادۂ تاریخ حاصل ہونا مشکل ہے صنائع تاریخ کا میدان بہت وسیع ہے۔ ایک روشن خیال موّرخ بہت کچہہ کرسکتا ہے۔

(۲) سنۂ براہیمی

سنۂ براہیمی وہ سنہ ہی جو ابراہیم علیہ السلام کی نبوّت سے قائم ہوا ہے۔ صاحب غیاث اللغات نے اس کو سنہ ۱۲۴۳ ہجری کا مقابل سنہ ۴۲۱۰ براہیمی قرار دیا ہے۔ اور یہ شمسی حساب سے ہی۔ پس کسراتِ دہ روزہ کے وضع کرنے کے بعد سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین یہ سنہ ۴۲۹۱ قائم ہوتا ہے۔

برہمنون کی تقاریب مین اگر سنۂ مروّجہ کی تاریخ کے ساتہ سنۂ براہیمی کا بہی کوئی مصرع ہو یا اسی تاریخ مین کسی صنعت کے ذریعہ سے سنۂ براہیمی حاصل ہو تو یہ بات بہت پر مذاق ہوگی۔ امّت ابراہیمی سے دنیا خالی نہین ہے پس برہمنون کا سنہ بکرماجیت اور سالباہن کے سنہ سے کام لینا اور براہیمی سنہ سے قطع نظر کرنا چہ معنی دارد۔ ہم نے انہین تمام لحاظات سے سنۂ براہیمی کو بہی اس بیان مین جگہ دی ہے۔

(۳) سنۂ داؤدی

بقول صاحب غیاث اللغات سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین سنۂ داؤدی ۳۵۴۲ تھا اور اسی حساب سے سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین اس کی مطابقت ۳۶۲۳ ہوتی ہی۔ ہم اس

سنہ کو خاص مواقع پر کام مین لا سکتے ہین اور اپنی تاریخ کا حسن دوبالا کر سکتے ہین اس سنہ کی ابتدا داؤد علیہ السلام کی پیدایش سے شمسی سالون کے حساب پر ہوئی دنیا کسی ایسی قوم سے خالی نہ ہوگی جس کو داؤد علیہ السلام سے خصوصیت کا دعویٰ ہو

(۴) سنہ موسوی

سنہ موسوی کی حرمت کرنے والی قوم ہندوستان مین موجود ہے یعنی یہود اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کی بہت تعظیم کرتے ہین اور یہ سنہ اوسی کا یادگار ہے۔ بقول صاحب غیاث اللغات ۱۲۴۲ھ ہجری مین سنہ موسوی ۳۲۱۴ تھا۔ پس ۱۳۲۵ھ ہجری مین بعد وضع کسرات ۳۲۱۸ ہونا چاہیئے۔ لیکن یہودیون کے پاس ۳۰ ذی حجہ ۱۳۲۵ھ ہجری کو ۳۲۲۱ سنہ موسوی ہے۔

(۵) سنہ عیسوی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے اسکو سنہ انگریزی سے موسوم کیا ہے اور اسکے مہینے حسب تفصیل بارہ ہین

(۱) جنوری (۳۱) یوم کا (۲) فروری (۲۸) یوم کا (۳) مارچ (۳۱) یوم کا
(۴) اپریل (۳۰) یوم کا (۵) مئی (۳۱) یوم کا (۶) جون (۳۰) یوم کا
(۷) جولائی (۳۱) یوم کا (۸) اگسٹ (۳۱) یوم کا (۹) سپٹمبر (۳۰) یوم کا
(۱۰) اکٹوبر (۳۱) یوم کا (۱۱) نومبر (۳۰) یوم کا (۱۲) ڈسمبر (۳۱) یوم کا

فروری کا مہینہ ۳ سال تک ۲۸ دن کا محسوب ہوتا ہے اور چوتھے سال ۲۹ یوم کا

اس سنہ کا مبدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہے۔ اسی وجہ سے اس کو عیسوی سنہ بھی کہتے ہین۔ اس کتاب کے سال تالیف مین ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ھ ہجری مطابق ہے ۳ فروری ۱۹۰۸ء عیسوی کا۔

سنہ عیسوی کے مہینون مین کبیسہ کا قاعدہ ایک مشہور نظم مین بیان ہوا ہے جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔ ے

جنوری فبروری و مارچ و اپریل و مئی
جون و جولائی اگسٹ و نیز سپٹمبر بدان

ہست اکتوبر نومبر ہم ڈسمبر آخرین
از شہور سال انگریزی بسان رومیان

پس بود اپریل و جون و نیز سپٹمبر دگر
شد نومبر اینہمہ سی روزہ باشد درمیان

فروری دو کم بود لیکن بسال چارمین
یک برین افزا کبیسہ بست و نہ گردد عیان

ہفت باقی سی و یک و بست گر قسمت کنی
سالہای عیسوی بر چار تا ای مہربان

بر نیاید کسر اگر سال کبیسہ شد ہمین
ور برآید پس بترک کسر کن تقسیم آن

گر یکے ماند ز سال بے کبیسہ اول ست
در دو دوم در سہ سوم سال باشد بیگمان

مؤرخین ہند نے اکثر تاریخین اس سنہ مین لکھی ہین اور کچہریون مین عموماً یہی سنہ مروج ہے ۔ بدین وجہ کہ ہندوستان مین انگریزی حکومت ہی عموماً سرکاری اور تجارتی کاروبار اسی سنہ مین ہوتا ہے ۔

(۶) سنہ محمدی کا بیان

سنۂ محمدی سے وہ سنہ مراد ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت باکرامت سے آغاز ہوا ہے اور وہ تالیف کتاب ہذا کے وقت سنہ ۱۳۲۵ ہجری کے مقابل ۱۱ سال کے تفاوت کے ساتھ سنہ ۱۳۳۶ ہجری ۔ مولوی نظام الدین حسن نیتنوی سابق رکن مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد بن محمد حسن خان مغفور صدرالصدور اودہ نے اپنی تقویم مین لکھا ہے کہ سال محمدی کا آغاز ۲۰ مارچ سنہ ۶۱۰ء عیسوی روز جمعہ سے بعد ختم یوم ہے ۔ کیون کہ اس سال پیمبر برحق علیہ الصلوٰة

والسلام کا روز پیدائش ۲۰ ماہ اپریل روز دوشنبہ بتاریخ ۲ ثور ہے اور معدل النہار سے فصول کا حساب آسان ہوتا ہے۔ سال محمدی کے مہینے یعنی شہور محمدی منطقۃ البروج کے ناموں سے موسوم ہین۔ معمولی سال ۳۶۵ روز کا۔ اور سال کبیسہ ۳۶۶ کا تقویم غریغوری سے مطابق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس مین آپ سے تسامح ہوا ہے یعنی آپ نے اس سال کو ولادت محمدی کا سنہ خیال فرمایا اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ہجرت کے وقت عمر شریف ۵۱ سال کی تھی۔ اور نبوت کے وقت چالیسوان سال تھا پس سنہ ہجری اور محمدی کا ۱۱ سالہ فرق خود اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ یہ سنہ نبوت باکرامت کا ہے نہ ولادت کا۔ اور اگر سال محمدی کو سال ولادت ہی تسلیم کرین تو آج وہ بمقابلہ ہجری ۱۵ سال کے تفاوت کے ساتھ سنہ ۱۳۷۶ ہوگا۔ پس یا تو سنہ ۱۳۶۱ کو سال نبوی کہا جائے یا سال محمدی کو سنہ ۱۳۷۶ مانا جاوے۔

پس اس تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانون کے لئے ایک سنہ اور ہاتھ آگیا اللّٰھم زد فزد۔

مولانا نے سنہ محمدی کے ۱۲ مہینون کا نام حسب ذیل لکھا ہے۔

(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ
(۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت

ہم یہ عرض کرتے ہین کہ وہ مہینے جو عربون مین زمانہ جہالت یعنی قبل ولادت باسعادت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رائج ہین وہی ہین جن کا ذکر ہم نے سنہ ہجری کے ذیل مین کیا ہے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے مین بھی

انہین سے کام لیا گیا۔ پس ہمکو سنۂ ولادت یا سنۂ نبوّت کے لئے انہین مہینون سے کام لینا چاہیئے۔

(۷) سنۂ ہجری کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ سنۂ ہجری کے مشہور قمری مہینون کا نام یہ ہے

(۱) محرم (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) جمادی الاولےٰ (۶) جمادی الثانیہ

(۷) رجب (۸) شعبان (۹) رمضان (۱۰) شوال (۱۱) ذیقعدہ (۱۲) ذی الحجّہ

رویت ہلال کے دوسرے دن سے مہینہ کا آغاز ہوتا ہے اسی کو غرّہ کہتے ہین اور بروز رویت۔ ماہِ گزشتہ کا اختتام جس کو سلخ کہتے ہین۔ اور اوسطاً چھہ مہینے ۳۰ دن کے ہوتے ہین۔ اور چھہ مہینے ۲۹ دن کے۔ بلا لحاظ ترتیب یعنی کوئی مہینہ ۳۰ دن کا۔ اور کوئی ۲۹ دن کا۔ سنۂ ہجری کے مجموعی ایام ۳۵۴ دن ہین۔

اس سنہ کی ابتدا زمانہ ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے ہوئی جب کہ آپ نے مکّہ معظمہ کی سکونت کو چھوڑ کر مدینۂ منوّرہ کا ارادہ فرمایا۔ اسی وجہ سے اس سنہ کو سنہ ہجریہ کہتے ہین اور یہ سنہ بروقت تالیف کتاب ہذا (۱۳۲۵) ہے۔

آپ ہی نے بحوالہ صاحب عجائب البلدان فرمایا ہے کہ زمانۂ خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ مین ابی موسیٰ اشعری حاکم یمن نے آپ کو لکھا کہ دار الخلافت کے مکاتیب مین تاریخ نہین ہوا کرتی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کب لکھے گئے ہین مناسب یہ ہے کہ اونپر تاریخ لکھی جایا کرے۔ پس خلیفہ نے اصحاب سے استشارہ فرمایا۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

مبارک سے تاریخ کی بنیاد قائم کی جائے اس لئے کہ یہ واقعۂ عظیم ہے بعضون نے یہ رائے دی کہ رسول مقبول کی بعثت سے اس کا آغاز ہو۔ جب آراء مین اختلاف ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے رائے طلب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ ہجرت مقدسہ سے اس کا آغاز ہونا مناسب ہے۔ کل صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اتفاق اسی پر ہوا۔

محققین نے لکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۷ صفر کو مکۂ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ مطہرہ مین داخل ہوئے اور سنہ ہجری کا قرارداد سنہ ۱۷ ہجری مین بزمانہ خلافت دوم ہوا۔ بدین وجہ کہ ہجرت کا ارادہ آغاز محرم سے تھا۔ پہلا مہینہ محرم قرار پایا۔ یا اس مہینہ کی حرمت کی وجہ سے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

بعض اہل جمل نے ماہ اول سے محرم کا ارادہ کیا ہے۔ اور ماہ دوم سے صفر۔ ماہ سوم سے ربیع الاول۔ ماہ چہارم سے ربیع الآخر۔ ماہ پنجم سے جمادی الاولیٰ۔ ماہ ششم یا نصف سال سے جمادی الاخریٰ۔ ماہ ہفتم سے رجب ماہ ہشتم یا ماہ شب برات سے شعبان ماہ نہم یا ماہ صیام سے رمضان۔ اور ماہ دہم سے شوال۔ اور ماہ یازدہم سے ذی القعدہ۔ اور ماہ دوازدہم یا آخر سال سے ذی الحجہ۔ یہ اشارات قسم صوری ومعنوی مین کام دیتے ہین۔ جیسا کہ کسی استاد نے صنعت ترفیع حرفی مین کسی واقعۂ سنہ ۱۰۲۸ ہجری کا مادۂ صوری ومعنوی لکھا ہے (ع) دوشنبہ سوم ماہ چہارم

حروف اصلی	ـ	ـ	ـہـ	ـت	ا	ہ	ح	ـ	ر	ر	ر	ـ	ہ	ہ	ـہ	ـ	ا	ر	میزان
ترفیع حرفی	ہ	ز	ث	س	ج	و	ع	ز	ن	ن	ن	ب	و	د	و	ب	ش	ن	
اعداد	۵	۷	۴۰۰	۶۰	۳	۶	۷۰	۷	۵۰	۵۰	۵۰	۲	۶	۴	۶	۲	۳۰۰	۵۰	۱۰۲۸

(۸) سنہ مہدوی

جناب میرزا محمد جعفر اوجؔ تخلص خلف الصدق جناب دبیرؔ مغفور نے اپنی بے بہا تالیف ارمغان مین فرمایا ہے کہ سنہ مہدوی سے ولادت باسعادت حضرت صاحب الزمان ادام اللہ ظلہ العالی کا زمانہ مراد ہے۔ فرماتے ہین کہ ولادت آنحضرت کی سنہ ۲۵۵ھ مین مذکور ہے۔ اور بقول دیگر سنہ ۲۵۸ھ ہجری مین۔

چنانچہ روایت اولیٰ کے حساب سے فی الحال سنہ مہدوی ۱۰۳۷ ہے اور روایت ثانی سے ۱۰۳۴۔ پھر آپ ارشاد فرماتے ہین کہ "یا سنہ مہدوی سے مراد آنحضرت کی ابتدائے غیبت کا زمانہ ہے۔ اس مین بھی دو قول ہین۔ ایک سنہ ۲۶۰ھ ہجری اور دوسری روایت سے سنہ ۲۶۵ھ ہجری پس بنا بر قول اول فی الحال (یعنی بروقت تالیف کتاب ارمغان) سنہ مہدوی ۱۰۳۲ ہے اور بر بنائے قول ثانی ۱۰۲۷ واضح ہو کہ سنہ ولادت ۱۵ شعبان المعظم روز یکشنبہ سے شروع ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ولادت کے دس دن بعد سے یہ سنہ معیّن ہوا۔ (انتہی)

کتاب ارمغان کی تالیف سنہ ۱۲۹۲ھ ہجری مین ہے جس پر اس وقت یعنی سنہ ۱۳۲۵ھ ہجری مین ۳۳ سال گزر چکے ہین پس سنہ مہدوی از روے ولادت بقول اوّل اس وقت ۱۰۷۰ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۷ اور سال آغاز زمانۂ غیاب بقول اوّل ۱۰۶۵ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۰ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

لائق مؤلف موصوف فرماتے ہین کہ سنہ ہجری مسلمانون کے لئے ہے اور سنہ مہدوی مومنین کے لئے اور سنہ عیسوی عیسائیون کے لئے اور سنہ بکرماجیت اہل ہنود کے لئے۔ ہم نے مسلمانون اور مومنون کا فرق اچھی طرح پر

نہیں سمجھا۔ لغت عرب میں مومن کے معنی دل سے تصدیق کرنے والے کے ہیں اور مسلم بمعنی اسلام قبول کرنے والا۔ پس مسلم کا اطلاق مومن اور منافق دونوں پر ہو سکتا ہے۔ اور جب مومنین کے لئے مہدوی سنہ مخصوص کر دیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سنہ ہجری منافقین اسلام کے لئے رہگیا۔ اور پھر یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ سنہ ہجری بقول صاحب غیاث اللغات حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا مجوزہ ہے۔ اور اسکی صراحت نہیں کی کہ امیر المؤمنین نے اس سنہ کو مومنین کے لئے تجویز کیا یا غیر مومنین کے لئے۔ اس خلجان نے ہمکو غیاث اللغات کے دیکھنے پر مجبور کیا۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ باصحاب پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام مشورہ نمودند بعضی گفتند کہ بنائے تاریخ بر وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باید نہاد کہ واقعۂ عظیم ست خلیفہ را (بوجوہ) پسند نیامد بعضے گفتند کہ بنائے کار بر مبعث آن سرور موجودات باید ساخت۔ این معنی ہم (بوجوہ) نہ پسندیدند پس این عقدۂ لاینحل را بعلی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرستادند آن حضرت اشارت بہ ہجرت فرمودند پس بنا بر اشارت آنحضرت مبداء تاریخ از ہجرت نمودند چہ ہجرت ابتدائے ظفر و نصرت و قوت اسلام بود الخ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسی لفظ آخرہ اسلام کی وجہ سے جو صاحب غیاث کی آخر عبارت میں ہے۔ مرزا صاحب نے سنہ ہجری کو مسلمین سے مخصوص فرمایا۔ یہاں تک پہونچ کر ہم نے خیال کیا کہ جناب مرزا صاحب کا مقصد مومنین سے غالباً امامیہ مذہب والے ہوں جیسا کہ صاحب فرہنگ آصفیہ نے لفظ مومن کے تیسرے معنی (اہل تشیع) لکھے ہیں بے شک یہ بات دل کو لگتی ہوئی ہے۔ لیکن خود غیاث اللغات یا اور کسی کتاب سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ حضرت

امیر المومنین علیہ السلام نے مومنین کے لئے سنہ مہدوی کی تخصیص کی بشارت دی بلکہ ہم برابر دیکھہ رہے ہین کہ تیسرے معنی کے مومنین بہی سنہ ہجری ہی سے کام لیتے ہین اس لئے کہ وہ اون کے نبیّ برحق علیہ الصلوۃ والسلام کا ہجری سنہ ہے اور نہ ہم نے کسی مومن مورّخ کی تاریخ سنۂ مہدوی مین لکہی ہوئی پائی جہان تک ہم نے غور کیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنۂ ہجری ہر ایک مسلم کا سنہ ہے خواہ وہ اہل تسنّن سے ہو یا اہل تشیع سے کیونکہ دونون مسلمین مین داخل ہین اور کچہہ عجب نہین کہ خارجی اس سنہ کو نہ مانتے ہون۔ اگرچہ رسول برحقؐ کے تعلق کی وجہ سے کوئی وجہ ان کے نہ ماننے کی نہین ہے لیکن کیا عجب ہے کہ بدایت سنہ کی تاریخ کے لحاظ سے اونہون نے اپنے لئے کوئی فرضی سنہ مقرر کر لیا ہو جیسا کہ سرتاج مومنین اوج لکہنوی نے مہدوی سنہ کی تخصیص فرمائی ہے مگر ہم نے خارجیون کے لئے کسی خاص سنہ کا نام اب تک نہین سنا اور نہ اہل تشیّع کی تخصیص سنۂ مہدوی سے اب تک ہمکو معلوم تہی۔

اسی کتاب کی برکت ہے کہ اس بیان مین ہماری بصیرت بڑہی ۔

(۹) سنۂ ترکی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات سنۂ ترکی کو ایغوز اور غازلم کہتے ہین۔ اور اس کے مہینون کے نام حسب ذیل ہین۔ (۱) آرام آی۔ (۲) اے کندی آی
(۳) اوچونج آی۔ (۴) ترتنج آی۔ (۵) آمیشنج آی۔ (۶) التنج آی۔
(۷) اینج آی۔ (۸) سکینج آی۔ (۹) توقزنج آی۔ (۱۰) اوتونج آی۔
(۱۱) اونیرنج آی۔ (۱۲) اون ایکنج آی۔

آپ فرماتے ہین کہ ترکون کا سال مثل ہندیون کے قمری ہے یعنی رویت ہلال پر

کبہی تیسا مہینہ اور کبہی انتیسا ہر تیسرے برس پر کبیسہ کا ایک مہینہ بڑہا کر سال قمری کو ۱۳ مہینہ کا کر دیتے ہین اور اوس تیرہوین مہینہ کا نام سوا آی رکھدیتے ہین اور ابتداے سال شمس و قمر کے اجتماع سے (برج دلو مین) محسوب ہوتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز بادشاہ غازلم کی سلطنت سے ہے سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین یہ سنہ ۱۲۰۱ کے مطابق تہا اوسی حساب سے اس وقت آخر ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین سنہ ترکی کی مطابقت ۲۲۰۳ ہے۔ اسوقت ممالک کی مین سنہ ہجری نبوی رائج ہے

(۱۰) سنہ فصلی کا بیان

جس سنہ کا عنوان ہم نے سنہ فصلی رکہا ہے۔ اہل ہند اسی کو سنہ فارسی کہتے ہین دکن مین سال تالیف کتاب ہذا کا فصلی سنہ ۱۳۱۷ ہے جو مطابق ہے سنہ ۱۳۲۵ ہجری کا۔ اور یہی سنہ ۱۳۱۷ فصلی ہندوستان مین سنہ فارسی کے نام سے رائج ہے مہینون کے نام دونون جگہ متحد ہین۔ یعنی (۱) آذر ۲۹ یوم (۲) دی ۲۹ یوم۔ (۳) بہمن ۳۰ یوم (۴) اسفندار ۳۰ یوم (۵) فروردی ۳۱ یوم (۶) اردی بہشت ۳۱ یوم (۷) خورداد ۳۲ یوم (۸) تیر ۳۱ یوم (۹) امرداد ۳۱ یوم (۱۰) شہریور ۳۱ یوم (۱۱) مہر ۳۰ یوم (۱۲) آبان ۳۰ یوم۔ کسی استاد نے انکی شمار ایام کے لئے ایک شعر نظم کیا ہے

لل کط و کط لل شہور کوتہ است
لاولا لب لاولا لا شش مہ است

آغاز سال دونون جگہ ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اختتام ماہ آبان پر۔ لیکن تاریخون مین کچہہ خفیف سا اختلاف ہے یعنی دکن مین تاریخ ۲۹ ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۳ر فروری سنہ ۱۹۰۸ عیسوی موافق ہے یکم فروردی سنہ ۱۳۱۷ فصلی کے اور اہل ہند نے اپنی جنتریون مین آخر سنہ ۱۳۲۵ ہجری کی مطابقت ۳ر فروردی سنہ ۱۳۱۷

فارسی سے کی ہے ۔

الحاصل خواہ اس کو سنہ فصلی کہو یا فارسی دونون کا نتیجہ ایک ہے ۔

صاحب غیاث اللغات نے اسی کو سنہ فارسی اور نیز یزدجردی لکھا ہے اور اس کا آغاز ماہ فروردین سے اور اختتام ماہ اسفندار پر قرار دیا ہے اور یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ یہ سال تعداد ایام مین سنہ رومی کے ساتھ مساوی ہے ۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز یزدجرد کی بادشاہی سے ہے ۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ سنہ تالیف غیاث اللغات کے وقت یعنی سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین مطابق ہے سنہ ۱۱۹۶ فصلی کا یعنی سنہ ہجری اور فارسی مین ۴۶ سال کا تفاوت ہے حالانکہ اس وقت ہجری و فصلی یا ہجری و فارسی مین صرف ۸ سال کا فرق ہے یعنی فصلی یا فارسی کا سنہ ۱۳۱۷ ہے اور ہجری سنہ ۱۳۲۵ ۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دکھنیون اور ہندیون نے سلطنت یزدجرد سے اس کی ابتدا نہین مانی ہے اور نہ معلوم اون کا مبدا کیا ہے ۔ صاحب غیاث یہ بھی فرماتے ہین کہ اہل فارس سال فارسی کو نوروز سے شروع کرتے ہین پس ہماری رای مین سنہ ۱۳۱۷ کو فصلی ہی سے موسوم رہنے دینا چاہیئے اور سنہ فارسی سے اس کو نہ ملانا چاہیئے ۔ واضح ہو کہ دکن مین ماہ ہاے متذکرہ بالا کو جو اسی سنہ فصلی کے مہینے ہین ماہ آلہی کہتے ہین ۔

اہل ہند نے فصلی کے نام سے اپنی جنتریون مین ایک جدا سنہ قائم کیا ہے جو دکن کے مروجہ سنہ فصلی سے دو سال کم ہے اور اس کے ساتھ ہندی مہینون کا استعمال کیا ہے ۔ ہم اس کی حقیقت سے واقف نہین ہین اور اس موقع پر صرف اس قدر صراحت کر دیتے ہین کہ اگر حیدرآباد مین اس وقت سنہ ۱۳۱۷ فصلی رائج ہے تو

ہندوستان مین فصلی ہی کے نام سے سنہ ۱۳۱۵ فصلی کا رواج ہے ۔

صاحب تحفۂ تسلیم نے سنہ فصلی کی نسبت لکھا ہے ۔ کہ فصلی ایجاد جلال الدین اکبر بادشاہ است دران وقت شمار ہجری نہ صد و ہفتاد و یک بود اتفاقاً ترک شد و آیندہ خواہد شد وجہش این کہ سال قمری کوتاہ باشد از سال شمسی بدہ روز و پنجاہ گھڑی و نہ پل و سال شمسی دراز باشد از سال قمری ہشت گھڑی کم از یازدہ روز ۔ ہمین زیادت یک ماہ را ہندیان (لوند) گویند بعد انقضائے مدت صد سال شمسی زیادت سہ سال و چند روز بر صد سال ہجری یعنی قمری بظہور آید وابتدایش از چیت ۔

اس بیان سے لائق مؤلف کا غالباً یہ مقصد ہوگا کہ وہ اوس وقت یعنی اپنی کتاب کی تالیف کے وقت اس سنہ کے اعداد کو بیان کرنا نہین چاہتے تھے اس لئے کہ وہ حسابی مشکلات اس کے مانع تھے جن کا ذکر اوپر ہوا ۔ ہم عرض کرتے ہین کہ جب اس سنہ کا آغاز سنہ ۹۷۱ ہجری سے ہے تو پھر سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین ازروے حساب اس کی مطابقت ۳۵۴ قرار پاتی ہے فی سال ۱۰ روز (مع کسرات متذکرۂ بالا) وضع کرین تو (۳۵۴) سال کے لئے (۱۱۸) مہینے یعنی (۹ سال ۱۰ مہینے) قابل وضعات قرار پاتے ہین اور اس وضعات کے بعد اس وقت فصلی سنہ ۱۳۴۴ ہو جاتا ہے درحالے کہ اس وقت ہندوستان کا سنہ فصلی ۱۳۱۵ ہے اور دکن کا فصلی سنہ ۱۳۱۷ ۔ ہمارا فہم اس سنہ فصلی کے سمجھنے سے قاصر ہے جس کا ذکر آپ نے فرمایا ہے اگر آپ کا مقصد آلہی سنہ سے ہے جس کو صاحب غیاث نے اکبر سے منسوب کیا ہے تو اس کے لئے ملاحظہ ہو بیان مابعد ۔

(۱۱) سنہ آلٰہی کا بیان

صاحب غیاث فرماتے ہین کہ سنہ آلٰہی کی ابتدا جلوس جلال الدین اکبر بادشاہ سے ہے جو ۲۳ ربیع الآخر س۹۶۳ھ مین واقع ہوا۔ اس سنہ کے مہینے وہی ہین جنکو سنہ فصلی کے ذیل مین ہم نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہین کہ تالیف غیاث اللغات کے وقت سنہ ہجری ۱۲۴۲ ہے اور سنہ آلٰہی ۲۷۱۔ اس حساب سے تالیف کتاب ہذا یعنی ۱۳۲۵ ہجری مین سنہ آلٰہی بعد وضع کسرات دہ روزہ ۳۵۲ ہونا چاہیئے۔

(۱۲) سنہ جلالی کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ اس سنہ کا آغاز جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کے عہد سلطنت سے ہے اسی لئے اس کو سنہ ملک شاہی بہی کہتے ہین۔ اس کے مہینے وہی ہین جو فصلی سنہ کے ذیل مین بیان ہوئے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہر مہینہ کو ۳۰ روز کا مہینہ قرار دیتے ہین اور خمسہ مسترقہ کو ماہ اسفندار پر بڑہا دیتے ہین اور ہر سال چارم مین کسرات کا ایک دن اسی اسفندار پر بڑہا کر ۳۶ دن کا حساب شمار کرتے ہین۔ اس سنہ کے مجموعی ایام ۳۶۵ ہین۔

آپ نے فرمایا ہے کہ سال تالیف غیاث اللغات یعنی س۱۲۴۲ھ ہجری مین سنہ جلالی ۷۴۹ تہا۔ اس حساب سے ۲۹ ذی حجہ س۱۳۲۵ھ ہجری مین بعد وضع کسرات پنج روزہ تقریباً سنہ جلالی ۸۳۱ ہونا چاہیئے۔

(۱۳) سنہ بنگلہ کا بیان

سنہ بنگلہ بنگالیون مین مروّج ہے۔ صاحب ملخص تسلیم نے اس کے متعلق صرف اس قدر لکہا ہے کہ دربعضی کتب چون آئین اکبری وغیرہ بشرح وبسط مدوّن ست

بایدوبید ۔ ہم عرض کرتے ہین کہ ہم نے تاریخگویون کی امداد اور مشتاقان فن جمل کی بصیرت بڑہانے کے لئے جب کہ سنین مختلفہ کے بیان کا ایک خاص حصّہ رکہا ہی تو ایسا اجمال کبہی جائز نہین ہے جس سے کم سے کم اس قدر بہی معلوم نہ ہو کہ تالیف کتاب کے وقت اس سنہ کے اعداد کس قدر ہین ۔

سنہ بنگلہ بنگالیون کا سنہ ہی اور اس وقت یعنی سنہ ۱۳۲۵ ہجری کا مطابق سنہ ۱۳۱۴ بنگالی ہے ۔ بعض تواریخ بنگال سے اس کی حقیقت صرف اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانے مین جب توڈرمل نے بنگال کا بندوبست کیا تو اوسوقت سنہ ہجری کو جو قمری مہینون پر مبنی تہا فصلی کر دیا اور زمانۂ آیندہ مین اس کو شہور قمری سے غیر متعلق کرکے ہندی مہینون سے اس کا حساب رکہا تا کہ کاشتکارونکو مالگزاری کے اغراض مین سہولت حاصل ہو ۔ اس سنہ کی بنیاد اسی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ درحقیقت توڈرملی سنہ ہے جو صرف بنگال مین رائج ہی اور اس وقت سنہ ہجری کے ساتہ سنہ بنگلہ مین ۱۱ سال کا جو تفاوت ہے وہ زمانہ مابعد کے قمری مہینون کی وجہ سے سالانہ کسرات دہ روزہ کا نتیجہ ہے ۔

حیدرآباد کے سنہ فصلی کے ساتہ اس مین دو برس کا فرق بہی اعتباری ہے اور درحقیقت دونون کا مقصد ایک ہے یعنی ممکن ہے کہ حیدرآباد مین بہی کسی نہ کسی سنہ مین ایساہی عمل ہوا ہو ۔

بنگال کے سوا ممالک مغربی وشمالی وغیرہ مین سنہ فصلی ۱۳۱۵ مروج ہی اس کی بنیاد بہی غالبًا ایسی ہی ہو ۔ بنگالی اور ہندوستانی دکن کے سنہ فصلی کو سنہ فارسی کہتے ہین ۔ اور سنہ فارسی درحقیقت سنہ یزدجردی ہے جس کا بیان

اس کے بعد آتا ہے۔

(۱۴) سنۂ فارسی و یزدجردی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے سنۂ فارسی کی تاریخ جس قدر لکھی ہے ہم نے اسکا ترجمہ سنہ فصلی کے ذیل مین ہدیۂ ناظرین کیا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ ہماری راے مین دکن اور ہند کے رواج کے لحاظ سے یعنی اس کو سنۂ فصلی ہی سے موسوم رکہا ہے لہذا ہم سنۂ فارسی کی نسبت اس موقع پر صرف اس قدر عرض کرتے ہین کہ بقول صاحب غیاث سنۂ فارسی یا سنہ یزدجردی ۱۲۴۳ ہجری مین ۱۱۹۶ تہا تو اس حساب سے اسکو بعد وضع کسرات دہ روزہ یہ ۱۲۷۶ ہونا چاہیئے۔ فی زمانا پارسیون کے پاس مروج ہے اور ۱۳۲۵ ہجری ۱۲۷۶ کا مطابق۔ اس کے مہینے وہی ہین جو سنۂ فصلی کے ذیل مین بیان ہوسئے۔

(۱۵) سنۂ ساکہا و سنبت کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے فرمایا ہے کہ سال ہندی جس کا نام سنبت ہے ۱۲ مہینے کا سال ہے جن کے نام یہ ہین (۱) چیت (۲) بیساکہہ (۳) جیٹہہ (۴) اساڑہ (۵) ساون (۶) بہادون (۷) کنوار (۸) کاتک (۹) اگہن (۱۰) پوس (۱۱) ماگہہ (۱۲) پہاگن۔ یہ سنہ منسوب ہے راجہ بکرماجیت سے۔

منقول ہے کہ جب راجہ سالباہن کو بکرماجیت پر غلبہ ہوا تو اوسنے اپنے غلبہ کا سنہ رائج کیا۔ اور اس کا نام ساکہار کہا۔ پس ان دونون سنون کے لئے وہی مہینے رائج ہین جو اوپر بیان ہوئے۔ پس اس وقت یعنی ختم تالیف کتاب ہذا کے وقت۔ ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری مطابق ہے ۱۸۲۹ ساکہا کے جس کو اہل ہند و دکن

ساکی اور شاکہی بہی کہتے ہین۔ اور اوسی تاریخ ہجری کا سنہ سمت ۱۹۶۴ جس کو بکرمی کہتے ہین۔

ہندوستان مین پرو سٹھ کے نام سے اسی سنہ کا رواج ہے جو سمّت کے سوا ہے

(۱۶) سنہ رومی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات رومیون کے مہینون کے نام حسب ذیل ہین اور انہین کو شمسی مہینے بہی کہتے ہین۔ (۱) تشرین اول سی و یک روزہ (۲) تشرین آخر سی روزہ (۳) کانون اول سی و یک روزہ (۴) کانون آخر سی و یک روزہ (۵) شباط ۲۸ روزہ (۶) اذار سی و یک روزہ (۷) نیسان سی روزہ (۸) ایار سی و یک روزہ (۹) حزیران سی روزہ (۱۰) تموز سی و یک روزہ (۱۱) آب سی و یک روزہ (۱۲) ایلول سی روزہ۔ ان بارہ مہینون کے مجموعی ایام ۳۶۵ ¼ ہین۔ ماہ شباط ہر چوتھے سال ۲۹ دن کا محسوب ہوتا ہے۔

اس سنہ کی ابتدا عہد سکندر سے بیان ہوئی ہے اور ۱۳۲۴ہجری کا مطابق ۲۲۱۸ رومی کہا گیا ہے۔ اس حساب سے ۲۹ ذی حجہ ۱۳۲۵ ہجری مین بعد وضع کسر آت ۲۲۱۹ شمسی یا رومی سال ہونا چاہیئے۔

(۱۷) سنہ نوروز کا بیان

بقول صاحب مخزن الحکمت۔ نوروز سے مراد ہر نئے شمسی سال کا پہلا دن ہے ایک محقق کا قول ہے کہ نوروز کا آغاز اوس وقت ہوتا ہے جب کہ بقول عالمان علم ہیئت آفتاب عالمتاب جو جہان کو اپنی روشنی سے روشن رکہتا ہے برج حوت سے گزر کر برج حمل مین جو اس کی خوشحالی اور شادمانی کا مقام ہے داخل ہوتا ہے اور دنیا کو ایک اقبی

رونق دیتا ہے اور سردی کے لٹے ہوے اور موسم خزان کے ستم رسیدونکو خلعتہاے نوروز و قباہاے سبز و فیروزی پہنا کر تلافی مافات کرتا ہے ۔

نوروز فصل بہار کا روز اول ہے اور ایسا مبارک دن ہے کہ اس دن لیل و نہار کے زنگی و فرنگی بالکل مساوات پر باہم ملتے ہین یعنی شب و روز برابر ہو جاتے ہین اور نئے سال شمسی کا دورہ شروع ہوتا ہے ۔

یون تو دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف اقوام مین ہر نئے شمسی یا قمری سال کے اوّل روز کم و بیش خوشی منائی جانے کی رسم کے لحاظ سے بہت سے نوروزون کا ذکر کرنا پڑے گا مگر ان سب کو نظر انداز کر کے صرف نوروز مشرقی اور نوروز مغربی کا ہی حال ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے ۔

سنہ عیسوی کے مطابق نوروز مشرقی ۲۱ مارچ کو واقع ہوتا ہے اور نوروز مغربی یکم جنوری کو لیکن علم ہیئت کی رو سے نوروز مشرقی ہی حقیقی نوروز ہے کیون کہ یہ فصل بہار کی ابتدا اور شب و روز کا اعتدال قائم کرتا ہے ۔

نوروز مشرقی کا بانی بادشاہ جمشید ہے جس نے ملک ایران مین شمسی سال کو رواج دیا ۔ اسنے ایک نہایت عالی شان شہر کی بنیاد ڈالی جسکا نام تخت جمشید رکہا اور جس دن خورشید خاور پہلے خانۂ بہار یعنی برج حمل مین داخل ہوا جمشید نے اس شہر کے شاہی محل خاص مین بیٹھکر جشن نوروز منایا اور رعایا کو زر و سیم کی بخشش سے خوشحال بنایا اور حکم دیا کہ تمام رعایا ہر سال اسی دن نوروز منایا کرے ۔

ہندوستان کی تقویم مین آخر ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری کو ماہ دلو سنہ ۱۸۲۹ نوروز کی ۱۵ تاریخ ہے ۔

خاتمہ کا دوسرا حصہ

متقدمین و متاخرین و معاصرین کے کلام کے متعلق

بیان عام

معزز ناظرین کتاب اس بیان کو خوگیر کی بھرتی نہ خیال کرین جن حضرات کو فن جمل سے دلچسپی ہے اون کو اس کتاب کی سیر کرنے کے بعد اس بیان کا ملاحظہ کرنا نہایت فائدہ بخش ہوگا۔ ہر ایک تاریخ نئے اسلوب اور نئے ڈہنگ پر ہوتی ہے۔ صرف میلادیہ کی تاریخون مین ملاحظہ فرمائیے کہ مؤرخین نے ولادت کے مضمون کو کس قدر مختلف پہلوؤن سے ادا کیا ہے یہی کیفیت تواریخ وفات و تعمیر و تالیف وغیرہ کی ہے جن کے ملاحظہ سے شائقین جمل کو ایک خاص قسم کی بصیرت حاصل ہوگی۔ وہ مادۂ تاریخ کے مختلف رنگون سے اچھی طرح پر واقف ہو جائین گے۔ ہم نے اس حصۂ کتاب مین بقدر امکان متقدمین اور متاخرین کا تاریخی کلام بھی جمع کیا ہے اور بالآخر معاصرین کے نتیجۂ فکر سے اوس کی تکمیل کی ہے اور بلحاظ نوعیت ۲۰ حروف پر اس کو تقسیم کیا ہے۔

(الف) قصائد نعتیہ تاریخی۔
(ب) تواریخ ولادت۔
(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی
(د) تواریخ ختنان۔
(ہ) تواریخ شادی عروسی
(و) تواریخ سالگرہ و جوبلی۔
(ز) تواریخ غسل صحت
(ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی۔
(ط) تواریخ فتوح
(ی) تواریخ وزارت۔
(ک) تواریخ خطابات
(ل) تواریخ تقرر خدمات و جانشینی۔
(م) تواریخ خیر مقدم
(ن) تواریخ شکار۔

(س) تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب (ع) تواریخ بنا و تعمیر۔
(ف) تواریخ سزا (ص) تواریخ فراغ حج۔
(ق) تواریخ رہائی (ر) تواریخ وفات۔

معاصرین مین ہم نے اپنے استادان جمل قدر بلگرامی۔ کامل لکھنوی۔ داغ دہلوی۔ راقم مدراسی۔ ذکاسے نیلوری۔ معنی حیدرآبادی کے سوا بعض مشاہیر ہند کا تاریخی کلام بہی اسی حصہ مین داخل کیا ہے۔ جیسے امیر مینائی۔ عبدالجلیل بلگرامی۔ آزاد بلگرامی۔ غالب دہلوی۔ ذکی مرادآبادی۔ ان بزرگون کے سوا بعض غیر مشاہیر کے عمدہ کلام کو بہی جن کی تاریخین قابل تعریف تہین۔ اور بندۂ ہیچمدان کا تاریخی کلام بہی اسی حصۂ آخر مین داخل ہے۔

افسوس ہے کہ استادان فن سے زمانہ خالی ہے اور بہت بڑا ستم یہ ہے کہ اس فن مین اون کے جانشینون کے خانہ مین صفر ہے۔ محققین نے باقر گیلانی۔ اور محتشم کاشی۔ اور سنجر طہرانی کو امام الجمل فی المتاخرین کہا ہے اور انصاف اس کا متقاضی ہے کہ ہم اپنے زمانہ کے بزرگون سے قدر بلگرامی اور ذکی مرادآبادی اور معنی حیدرآبادی کو اس لقب سے یاد کرین۔

متقدمین کے تاریخی کلام کا نقش صفحۂ روزگار پر بہت کم ہے اور جسقدر ہے اوس کے بڑے حصہ کو ہم نے جابجا۔ موقع موقع سے اس کتاب مین بطریق استناد عرض کیا ہے۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ ہم متقدمین کے کلام مین وہ لطف اور خوبیان نہین پاتے جن سے متاخرین کا کلام لبریز ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فی نفسہ اونکو اس کا مذاق نہ تہا یا اون کا قابل قدر کلام ہمکو دستیاب نہین ہوا۔ ہمارا خیال یہ ہے

کہ متقدمین کو اس فن کی جانب بہت کم رغبت تھی اور محاسن تاریخ کے وہ مطلق پابند نہ تھے جس طرح وہ لوگ غزل۔ قصیدے۔ مثنوی وغیرہ مین استاد مانے گئے ہین۔ اسی طرح اس فن کے استاد کہلانے کے مستحق بعض متاخرین اور معاصرین کے وہ افراد ہین جن کا تذکرہ اوپر ہوا۔ پس کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم بعض متاخرین اور معاصرین کو اس خاص فن مین متقدمین پر ترجیح نہ دین۔ علم کسی کی میراث نہین ہے مَن جَدَّ وَجَدَ۔

جن متقدمین و متاخرین کے کلام پر ہمنے کہین کہین بطور (افادہ) اعتراض کیا ہے اور شائقین فن کو اس لغزش سے بچنے کی نصیحت کی ہے وہ بے محل نہین ہے انوری اگرچہ استاد سخن بلکہ پیمبر سخن گزرا ہے لیکن فن جمل مین اوس کی لغزش یا اوسکا تسامح کبھی ہمارے لئے سند کا کام نہین دے سکتا اور کبھی وہ اپنے خطاب یا لقب کی وجہ سے معاف نہین کیا جاسکتا۔ اس باب مین جس قدر تاریخی کلام ہے اوس پر بھی ہمنے تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور جا بجا مختلف نوٹس کیے ہین جن سے ہمکو نکتہ چینی اور حرف گیری مقصد نہین ہے بلکہ طالبین فن کو غلطی سے بچانا مقصود ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ انصاف پسند اہل تحقیق ہمارے اس عمل کو نیک نیتی پر محمول کرین گے۔

بعض تاریخی قصیدون اور مرثیون اور نوحون مین ہم نے اشعار بالائی کو اس لئے نقل کیا ہے کہ مادۂ تاریخ کا لطف بغیر اون اشعار کے ظاہر نہین ہو سکتا اگر ہم اختصار کو مدنظر رکھتے اور اشعار بالائی کو ترک کرتے یا اون کے انتخاب سے کام لیتے تو اس کتاب کی ضخامت سے دس بیس ورق تو بے شک گھٹ جاتے

لیکن یہ بحیث اوس نقصان کی تلافی نہ کرسکتی جو مذاق مین پیدا ہوجاتا۔

(الف) قصائد نعتیۂ تاریخی

قصیدۂ نعتیہ طبعزاد جناب باقر گیلانی مغفور بہ صنعت ترصیع و ازدواج و مجمع الصنائع جس کا ہر ہر مصرع حامل تاریخ ہے اور اشعار نمبر ۹ تا ۱۷ مین یہ لطف زائد ہے کہ ہر مصرع مین حروف مہملہ و منقوطہ عدداً و تعداداً مساوی ہین۔ اور کسی ایک مصرع کے حروف معجمہ اور کسی ایک مصرع کے حروف مہملہ کو جمع کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ اور اس طرز عمل سے بہت سے مادّے حاصل ہوتے ہین۔

و ہو ہذا

اساس عالم مجد آفتاب ہر دو جہان	۱	ملک پناہ و رسل تاج انبیا سلطان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
شفیع کون و مکان احمد رسول اللہ	۲	پناہ ناموران اشفع زمین و زمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
سواد عین ہدایت امیر ملک و ملل	۳	بزرگ کل رسل رہنمائے کون و مکان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
خلاصۂ دو جہان ماہ ساطع لولاک	۴	شہ جہان و فلک قدر و صاحب احسان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
سمائے حلم و سخا و مہ جلال و کمال	۵	پناہ تاجوران کاسمان ندیدہ چنان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ اہل نبوت بہ رہ بہار علو	۶	گل مراد دل آبروئے گلشن جان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

<table>
<tr><td></td><td colspan="3">مطاع دین و جہان تاج صاحب معراج</td><td>۷</td><td colspan="3">سپہر مجد۔ محمدؐ شفیع عالمیان</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">۱۰۶۸</td><td></td><td colspan="3">۱۰۶۸</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">کمال ہدیٰ ورع آبروے موجودات</td><td>۸</td><td colspan="3">جہان جود و حیا مصطفےٰ رفیع الشان</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">۱۰۶۸</td><td></td><td colspan="3">۱۰۶۸</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">امام کلؑ رسل تکیۂ زمین و زمان</td><td>۹</td><td colspan="3">نبیؐ تاج امم زیب عصر ماہ مہان</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td>۵۳۴ منقوطہ</td><td>۱۰۶۸ ہجری</td><td>۵۳۴ معطلہ</td><td></td><td>۵۳۴ منقوطہ</td><td>۱۰۶۸ ہجری</td><td>۵۳۴ معطلہ</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">سفیر دین رسل ماہ و کام وحی توان</td><td>۱۰</td><td colspan="3">قویؐ و دین ہمہ تکیہ عزّ و عرش مکان</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">نبیؐ و تاج ملک مہر علم و زیب جہان</td><td>۱۱</td><td colspan="3">بزرگ عالمیان فخر کعبہ تاج جہان</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">پناہ ملک رسالت کمال فہم و ادب</td><td>۱۲</td><td colspan="3">نصیر ملک بقا اوج علم زیب شہان</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">سحاب طبع محمدؐ قوام امن و شرف</td><td>۱۳</td><td colspan="3">سراج اہل عطا عزّت زمین و زمان</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">مطاع کلؑ عرب تاج دین گزیدہ نسب</td><td>۱۴</td><td colspan="3">مہ سحاب کرم و آفتاب عدل و امان</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">پناہ فتح و ورع ماہ و صاحب لولاک</td><td>۱۵</td><td colspan="3">حیات و عز رسل ماہ زہد دین سلطان</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td colspan="3">سحاب لطف ابد مہر عدل و عشق کن ماہ</td><td>۱۶</td><td colspan="3">علوّ جاہ و عمل زیب دین سپہر توان</td><td></td></tr>
<tr><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td><td>۵۳۴</td><td>۱۰۶۸</td><td>۵۳۴</td><td></td></tr>
</table>

پناہ حلم و شرف کام ملک مطلب حق	۱۷	حبیب زین امم کوہ علم و تاج سران
۵۳۴ منقوطہ ۱۰۶۸ ۵۳۴ معطلہ		۵۳۴ منقوطہ ۱۰۶۸ ۵۳۴ معطلہ

مطلع ثانی

سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان	۱۸	شہاب عدل و اہل کام و مطلب قان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
عزیز کون و مکان ماہ کل و سدرہ نشین	۱۹	اساس عز و عطا زین دین و مہر نشان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبی زیب رسل مجد رشد طٰہٰ لقب	۲۰	شہاب عدل و یقین بدر حلم معجزہ کان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مہے زیب برج عطا لوح مکہ منبع کنت	۲۱	سحاب دین ہدی مجد علم و راست بیان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
امین اہل یمن بدر جاہ شاہ براق	۲۲	مآب داور یکتا لئے نائب رحمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ تاجوران کوہ داد کرسی زیب	۲۳	رسول داد دہ و بدر آفتاب آوان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ملیک زیب ملک ملک مجد پر تو حق	۲۴	نبی زین بشر مہ لوا و مہر جہان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مآب عز نبیین مطاع و تاج رسل	۲۵	سحاب دین و کرم زیب مجلس ملک ستان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

	سرو امام رسل بوستان لطف ابد	۲۶	سحاب داد و یقین بحر علم عالی نشان	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	
	نبی ماہ شرف مصطفےٰ سحاب عطا	۲۷	شہاب عدل و امان عہد کن ازل فرمان	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	
	حیات ندی و مہر باب حکم و صلی علیہ	۲۸	عزیز جملہ شہان ابر علم و قبلۂ جان	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	
	بہار جاہ و نبیؐ شفیع روے زمین	۲۹	سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	
	بزرگ کون و مکان مجتبیٰ سمای عطا	۳۰	مدار و ماہ ادب آفتاب داد گران	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	
	مآب کلّ رسل گلستان انس و ادب	۳۱	نبیؐ ماہ زمین ابر علم و شمس جنان	
	۱۰۶۸		۱۰۶۸	

(نوٹ) الف ممدودہ اس قصیدہ مین متعدد مقامات پر مستعمل ہے اور اس کا عدد صرف ایک محسوب ہوا ہے اور قاعدہ مندرجۂ کتاب ہذا کی سند ہے ۔

شعر پنجم مین لفظ سما کے بعد بقاعدۂ فارسی (یا) حساب مین محسوب ہوئی ہے اور ہمزہ بعد الف کے قاعدہ مین جو اصول بیان ہوئے ہین اون کی سند ہے ۔

(ب) تواریخ ولادت

تاریخ ولادت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ طبعزاد جناب خواجہ جلال طہرانی مغفور				
	سال تاریخ ہمایونش نوشت		زادک اللہ تعالےٰ قدرگا ۹۱۳ھ	

من برم یک الفش از تاریخ	تا کشم میل بچشم بدرا

(نوٹ) مصرع تاریخی کے اعداد (۹۱۴) ہین مؤرخ نے الف کے ایک عدد کا تخرجہ کیا ہے

تاریخ ولادت شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ طبع زاد یکے از استادان عجم ۔ از ملخص تسلیم

شاه روے زمین شاہِ جہان	لمعۂ آفتابِ عالمگیر
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس تاریخ مین بھی الف ممدوده کا عدد (۱) محسوب ہوا ہے مطابق قاعده ہے

ایضاً از جناب کلیم ہمدانی

بِید الحمد کہ از پرتو خورشید عدم	سایۂ مرحمتے بر سر عالم آمد
نیرّے از فلک بادشہی کرد طلوع	شاه شاہان جہان قبلۂ عالم آمد
	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) مادّۂ تاریخ مین لفظ آمد شریک نہین ہے ۔ مضمون مصرع اسکا متقاضی ہے کہ سالم مصرع مین تاریخ ہو ۔ نیز تاریخی اشاره بھی نہین ہے ۔

قصیدۂ جناب سنجر طہرانی مغفور بتقریب تولّد صاحب قران ثانی شاه جہان بادشاه بصنعت ترصیع

خدا وجود و بقا داده عالم امکان	برائے شاه جہان بادشاه کلّ جہان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ز لطف یزدانی ز عدل و جود ہفت اقلیم	بود با فسر و پا گاه زاین سلیمان شان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ز جودِ شاه جہان بادشاه ملک آرائے	پدید آر در شاہوار صدف عمّان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

زجام قوّت او باد باحیات ابد	مدام بادۂ الطاف و قدرت یزدان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
نشاط و شادی کام طرب بداو آلہ	بباد شاہ جہان مہر جاہ کام رسان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بداو وجود و باحسان شہنشۂ آفاق	علیم و عالی و دانا نواز و ملک ستان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بود چو گوہر ازان صاحب قران کہ بدو	نبود چون آن صاحبقران بہیچ قران
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بدہر ثانی او این پناہ ملک بود	کہ صدقران نہ بید این بمثال ازا قران
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ہزار سال چو از ہجرت آمدہ بوجود	شہنشہی کہ بود زندگیّ عالمیان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ہزار قرن بماناد آن کہ مردہ ازو	بود بدور جہان صد ہزار جان شادان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بمدح شاہ جہان طبع این دوازدہ بیت	زقسمت ازل آورد از دلم بزبان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ازان دوازدہ ہر مصرعے بکار نگاہ	کند تولّد شاہ جہان پناہ بیان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس قصیدہ مین جہان کہین الف ممدودہ مستعمل ہے اُس کا عدد ایک لیا گیا ہے اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

اور جہان کہین کاف منفصلہ لکہا گیا ہے اوس کے عدد ہاے مختفی کے سات ۲۵ محسوب ہوئے ہین اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے ۔

اور جہان کہین باے عربی کا استعمال ہے وہ متصل لکہی گئی ہے اور اوس کے عدد ۲ لیئے گئے ہین اور یہ بہی قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے ۔

تاریخ جشن تولد سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی مغفور بصنعت ترصیع

زین جشن شمانہ کامرانی دارد	تا در عنوان زشادمانی دارد
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ
افزود گل نشاط واکنون در دہر	زینہا بر سوے گلفشانی دارد
۱۰۵۴ھ	۱۰۵۴ھ

(نوٹ) اس باعی کے ہر ایک مصرع مین تاریخ ہے مصرع اوّل کے حروف معجمہ کو مصرع ثانی کے حروف معجمہ کے سات جمع کرین تو اون کے مجموعی اعداد مین بہی تاریخ ہے اگر مصرع اول شعر اول کے حروف مہملہ کے اعداد مصرع دوم کے اعداد حروف مہملہ کے سات جمع ہون تو تاریخ نکلتی ہے ۔ اور یہی صنعت بیت دوم مین بہی ہے ۔

تاریخ میلاد میر غلام نبی بن سید محمد باقر طبعزاد جناب میر عبد الجلیل بلگرامی مغفور

نور چشم میر باقر گفت با من	چون گل خورشید در عالم دمیدم
سال تاریخ تولد خود بگفتم	نور چشم باقر عبد الحمیدم ۱۱۱۱ھ

(نوٹ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا ہے کہ یہ مادہ خود مولود نے عالم رویا مین مورخ سے کہا یجوز للشاعر ما لا یجوز لغیرہ کا مصداق پورا

ہوا ۔ (مؤلف)

تاریخ ولادت دختر طبع زاد جناب مومن مغفور ۔

دخت روشن وان ہوئی پیدا
نال کٹنے کے ساتھ ہاتف نے
کیا ہی چمکا ہے اختر مومن
کہی تاریخ دختر مومن
۱۲۵۹

(نوٹ) (دختر مومن) کے عدد (۱۳۴۰) این جن مین سے لفظ (نال) کے عدد (۸۱) کا تخرجہ ہوا ہے ۔ اور سنہ (۱۲۵۹) حاصل کیا گیا ہے ۔

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی طبع زاد جناب قدر بلگرامی مغفور

بسید محمد رضا جان من
نشاندم زہے نخل تاریخ او
خدا داد پورے با قبال جفت
گل نور سید از نہال شگفت
۱۲۷۴

تاریخ میلاد صاحبزادہ مرزا عباس بیگ دہلوی طبع زاد جناب قدر بلگرامی مغفور

خان ذوی رتبہ وذی حوصلہ مرزا عباس
پسرے نام خدا یافتہ عالی نسبی
نازکی ناز فروشی صنمی عشوہ گری
گلرخی گلبدنی سرو قدی غنچہ لبی
لب لعلین یمنی خال سیاہش حبشی
موی مشکین ختنی چہرۂ صافش حلبی
بشگفان غنچۂ تاریخ ولادت ای قدر
بردمید این گل عباس ز نخل عجبی
۱۲۷۶

تاریخ میلاد سید مصطفیٰ بن ابن علی برادر مؤرخ طبع زاد جناب قدر بلگرامی مغفور بہ صنعت ترصیع

گردید ولادت سعادت آمیز
۱۲۷۷ھ
از عیش پسر شدہ جہانے لبریز
۱۲۷۷ھ
از قدر شود مادۂ ہر مصرع
۱۲۷۷ھ
این نجم جمالست صباحت انگیز
۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت اطفال توام بخانۂ ڈپٹی مرزا خداداد بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

ساتھ دو طفل خداداد کے یون پیدا ہوئے
ایک لڑکی ایک لڑکا حور وش رضوان شیم
اک صدف سے نکلے دو گوہر وہ دونون آبدار
اک کلی سے نکلے دو غنچے وہ دونون تازہ دم
عیسوی سال ولادت قدر نے یون لکھدئیے
مشتری و ماہ نکلے برج سے توام بہم
[illegible]

تاریخ میلاد صاحبزادۂ نواب سر آسمان جاہ مغفور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا
یہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہے برج اقبال روشن
یہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہ بحر کرم کا دُرِ بے بہا ہے
یہ ہے پہول امّید کے گلستان کا
کِھلا غنچۂ آرزوے خلائق
کھُلا عقدۂ بخت پیر و جوان کا
ملے اس کو عمر ابد یا الٰہی
یہ لوٹے مزا عشرت جاودان کا
پہلے پہولے یہ نونہال امارت
تر و تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا
جب ای داغ ہاتف سے تاریخ پوچھی
ندا آئی خورشید ہے آسمان کا
[illegible]

تاریخ ولادت شاہزادۂ بلند اقبال سرکار نظام دام ظلہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

شاہزادے کی ولادت کا ہمایون سال ہے
یا فروغ دیدہ لکھون یا چراغ دودمان
۱۳۰۹ھ ۱۳۰۹ھ
مجھ سے ہاتف نے کہا ای داغ یہ تاریخ لکھ
چاند سا بیٹا مبارک ہے شہ کیوان مکان
۱۳۰۹ھ

تاریخ ولادت فرزند ڈپٹی علی حسن خان طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور مرحوم

ہر دم ہون ترقیان خدا دن وہ دکھائے
مان باپ کا دل بڑھ کے یہ فرزند بڑھائے
اس طفل جوان بخت کا ہے سال امیر
اقبال کے ساتھ عمر روزافزون پائے

تاریخ ولادت فرزند آنریبل راجہ پرکاش لال بہادر مدار المہام ریاست ڈمراون طبعزاد ایضاً

ہوا فرزند پیدا خانۂ فرزندی شان مین
مبارک ہو کہ ہن دولت کی مورت راج جوگ آیا

امیر اچھی ولادت کی ہے یہ تاریخ سمت مین
بکرماجیت کے گھر نیک صورت راج جوگ آیا
۱۹۵۲ سمت

تاریخ ولادت فرزند نواب مزمل اللہ خان بہادر رئیس بھیکم پور طبعزاد ایضاً

ہو مبارک ولادت فرزند
جس سے روشن ہوا یہ گھر سارا

نور کی ہے امیر یہ تاریخ
دل کی ٹھنڈک ہے آنکھوں کا تارا
۱۳۰۳

تاریخ ولادت صاحبزادی مرزا بہبود علی طبعزاد مؤلف حقیر کتاب ہذا بصنعت ترصیع

در سرائے آن محب مہر دوست
نو گلے از باغ لطف کبریاست

۱۲۹۱ فصلی
۱۹۳۹ سمت

خامۂ ما اے ولا سالش نوشت
بنت بہبود علی میرزا است

۱۸۸۲ عیسوی
۱۲۹۹ ہجری

تاریخ ولادت برخوردار غازی الدین احمد فرزند مؤلف کتاب طبعزاد مؤلف

خداوندا بشکر نعمت نتوان سخن گفتن
بکام خود رسد از لطف عامت آرزومندے

بجوش اعتراف مرحمت گوید ولا سالش
خدائے بے نیازم داد طالعمند فرزندے
۱۲۹۹ھ

تاریخ میلاد نظام النسا بیگم صاحبہ صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام دام دولتہ طبعزاد مؤلف

خوشا صبحی کہ در عہد بہار از فضل یزدانی
شود دستانسرا بلبل بجوش تہنیت خوانی

ہمایون روزگارے کاختر برج مراد ما
بگردون حصول مدعا دارد درخشانی

زہے فصلے کہ محبوب علیخان بہادر را
رسید از یمن طالع وقت جشن مملکت رانی

تعالی اللہ چہ ہنگامے کہ در مشکوی شاہ ما
مہ تابان تولد گشتہ با سیمائے نورانی

رخش چون نیر الانور قد از شمشاد زیباتر
دہانش حقۂ گوہر لبش لعل بدخشانی

بہ پیشِ فرِّ اقبالش چہ دارا و چہ اسکندر
بجنبِ طالعش شرمندہ شد بخت سلیمانی

ز میلادش بہر سو غلغل شادیست در عالم
بہر یک کوچہ می بینیم رنگ جشن قاآنی

بشکل مہر زر بخشی کند شاہِ جوان دولت
ز ابر دستِ جودِ او شود پیہم در افشانی

بہ یغمائے بساط خوان نعمتہای الوانش
رعایا راست در درگاہِ آصف حکم مہمانی

دعا گویان دولت را رسد منّت سی منّت
ز رحم شہ رہا گشتند محبوسان زندانی

صدای تہنیت از ہر در و دیوار می آید
وزد باد طرب در گلشن سرکار دیوانی

ولا ای شہسوار ساحت مدح شہِ والا
بدہ شبدیز طبع خویشتن را رنگ جولانی

باٰب زر رقم کن مصرع سال ولادت را
ہمایون باد شہ را نوبرِ گلزار سلطانی ۱۳۲۳ھ

تاریخ میلاد صاحبزادگان بلند اقبال سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم طبعزاد مؤلف کتاب

نظام الملک آصف جاہ محبوب علیخان کو
کئے حق نے عطا دو دُرّۃ التاج شہنشاہی

سرور و راحتِ جان نور عینینِ شہِ ذیشان
یہ وہ نعمت ہی جس سی با مرادونکو ہی آگاہی

ملی ہی نعمتِ عظمیٰ مری آقائے نعمت کو
خلامونکی خوشی ہی اپنی دولت کی بہی خواہی

ولی عہد خلافت کے ہین دونون قوتِ بازو
ہمیشہ انکی قسمت مین ہو تائید الٰہی

ولا گلدستۂ سالِ ولادت نذر دو شہ کو
گرامی ہین یہ دونون نونہال گلشن شاہی ۱۳۲۵ھ

تاریخ میلاد نبیرۂ باوقار سرکار عالی تبار حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب

حق نے جب بیٹا ولی عہد ریاست کو دیا
ہو گئے مسرور اعلیٰ حضرت ظل اللّٰہی

عیسوی تاریخ اسکی عرض کی مین نے ولا
آپ کو پوتا مبارک ہو حضورِ آصفی ۱۳۲۵ھ

ایضًا ولہ

سپہر تمکنت شاہ دکن آقائے نعمت کو
دیا اللہ نے اپنے کرم سے چاند سا پوتا

اسی سے جان میں جان آگئی ارباب دولت کی
بڑا ہنس مکھ ہے چہرہ حسن صورت اسکو کہتے ہیں
ہوا سال ولادت بارگاہ شاہ آصف میں
بڑے الفت میں جب شہ نے لیا ہاتف نے فرمایا
ادب سے عیسوی تاریخ اسکی عرض کی میں نے

کہیں گر خضر اسے آب بقا کا پھوٹتا سوتا
کبھی بھولے سے بھی ننھا سا شہزادہ نہیں روتا
کہو سرکار کو ہووے مبارک چاند سا پوتا ۱۳۲۵ھ
مبارک شاہ آصف جاہ کو ہو گود میں پوتا ۱۳۲۵ھ
جہان پرور مبارک ہو مرے سرکار کو پوتا ۱۹ ء

(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی

تاریخ تسمیہ خوانی فرمانروائے دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب مولوی محمد عبد القادر طاہر

✓
در تقریب بسم اللہ
سال ہمایون گفت خرد
عالم شاد و خرم ماند
اقرار باسم ربک خواند ۱۲۸۸

تاریخ تسمیہ خوانی سید ابرار حسین طبعزاد جناب تسلیم سہسوانی

خواند بسم اللہ چو ابرار حسین
کرد تسلیم بتاریخ رقم
سرو قد خواست دل بسم اللہ
شادی مشتمل بسم اللہ ۱۲۹۳

تاریخ تسمیہ خوانی شہزادۂ والا تبار ولی عہد ریاست دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

شہزادہ ہوا ہے زیب مکتب
سورۂ اقرا کی آج سن لی
اللہ کرے کہ شاہ دیکھے
اس رسم کی داغ تو بھی تاریخ
✓
سحبان نہ ہو ثانی ولی عہد
سلطان سے نہ بانی ولی عہد
پیری و جوانی ولی عہد
لکھے تسمیہ خوانی ولی عہد ۱۳۱۳

تاریخ تسمیہ خوانی نور الحق ابن لطف حسن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

نور الحق ابن لطف حسن چار ساله شد
الشکر والثنا لرب الذی خلق
سال سعید تسمیه اش زد رقم ولا
اقرأ باسم ربک فرمود نور حق
۱۳۲۱ھ

(د) تواریخ تقریب ختان

تاریخ ختان سید مصطفیٰ برادر زادهٔ مورخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چون ختنهٔ مصطفیٰ شد از چالاکی
گلچین شده حجام بفرخ ناکی
ما سال ختان او نوشتیم ای قدر
شد سنت مصطفیٰ ادا در پاکی
۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان صاحبزادۂ یکے از اعزائے لکھنو طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر اوج تخلص

منت خدای را که درین ختنه های سعد
گل گل حدیقهٔ دل تلمیذ ما شگفت
تاریخ طبع اوج سخنور بقلب صاف
حجام گل گرفت ز شمع هلال گفت
۱۲۸۵ھ

تاریخ ختان میاں الطاف احمد ابن مولوی نعمت اللہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

لو مبارک ہو میاں الطاف کی ختنہ کی رسم
جس کی خاطر دہوم سے کنبہ کی مہمانی ہوئی
رسم گلپوشی کا جلسہ ہم بہی لیں گے عنقریب
خاطر احباب یہ تقریب ہر مانی ہوئی
عرض کردو اے ولا سال بیان واقعی
نور عین نعمت اللہ کی مسلمانی ہوئی
۱۳۰۴ھ

(ه) تواریخ شادی کدخدائی

قصیدهٔ تاریخی طولی شاہزادہ داراشکوه بصنائع مختلفه طبعزاد جناب آقا طهماسپ قلی

۱ الحمد لله که شد دیگر بسعی نائب سلطان
رواج التیام افزون حد و وصل آبادان ۱
۱۰۴۳ ۱۰۴۳

ص	صلای امن در دادند بہر طوی شاہزادہ	قبول یکدلی یابی ازین جشن عمادارکان	ق
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	
د	درین دولت کہ آید جاودان باد از وجود او	مزین شد دلم گلگل ز لطف او دبستان	م
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	
ث	تعالی اللہ زہی گردون مآب بادئی کامل	دلیل موبد و دانا بعہد دانش و عرفان	د
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	
ش	زہے شاہا نکو آئین کہ ماندہ پای اقبالش	یمین عہد را بازو یسار جود را سامان	ی
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	
ے	یم از صیت عطای او کند از مفلسی نالہ	دُر از قید توام او ہم اندر صدف نالان	د
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	
ے	یقین دانم کہ قصد او کند حل ہمہ مشکل	بیمن جود او دارد دلا ہر مشکلی آسان	م
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	
ت	نوید جشن شہزادہ وصل آمد بحمد اللہ	قرین فر کہ ایزد باد عہد حاجب دوران	ت
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	
ب	برو در سایۂ شاہ جہان طالب لقای او	زہی شاہ جہان جاوید عدل این محیط امان	ر
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	
ل	لوای جود او ہر جا بمقصد سایہ افگن شد	امل آنجا رسد کامل کشادہ دل بکف دامان	ا
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	
و	وجود جاہ او باد اصفای حکم رحمت	نوحی بزم او سازد دل پژمردہ را شادان	ک
	۱۰۴۳	۱۰۴۳	

زہی شاہی نکو آئین کہ پاید نام اقبالش

دُر از قید توام او کشاید ہم اندر صدف نالان

حصول سروی قائم بآن طوبی لقا مائل

ہمہ زیب و ہمہ برنا ہمہ بہجت ہمہ احسان

ح	حسود بدگوی او را نحوست مائل طالع		مرید کلک و باد اسعادت از بن دندان	م
	۱۰۴۳		۱۰۴۳	
م	مراد و مقصد مادح شہاب الدین و الدنیا		ہمہ زیب و ہمہ برنا ہمہ بہجت ہمہ احسان	ہ
	۱۰۴۳		۱۰۴۳	
ح	حصول سروی قائم بآن طوبی لقا ایدون	حبذ وکدّ او	رواج عدل باقی باد زین جشن نکو بنیان	ن
	۱۰۴۳		۱۰۴۳	
م	محبت بین کہ دارد بر دوام جود کدّ او		بود پیش کف نامی وی سنگ و گہر یکسان	ب
	۱۰۴۳		۱۰۴۳	
ل	لوا را جیش و قائد جہان را دادا و انجم		ابد با جود او ہمدم ستم را عدل او زندان	ا
	۱۰۴۳		۱۰۴۳	
ش	شہے کز بار لطف وی کند چون شاہ ہر دائم		مسیح آید چو بیماران بعطار از پی درمان	م
	۱۰۴۳		۱۰۴۳	
ا	الٰہی تا ابد باد الوای جیش وی بر پا		قیام ملک و ہم رنگ باد الطف را سامان	ش
	۱۰۴۳		۱۰۴۳	
ہ	ہمیشہ فرّ با اقبال او با وقع و با آئین		ہمیشہ حاسد حوال و بیچارہ و سرگردان	ہ
	۱۰۴۳		۱۰۴۳	
	بصد تزئین بلوح محمل شاہ		رقم دیدم قران مہر با ماہ	
	۱۰۴۳		۱۰۴۳	

(نوٹ) اس قصیدہ تاریخی کو باعتبار صنائع مختلفہ مجمع الصنائع کہنا چاہیئے

(۱) ہر ایک مصرع سے مادۂ تاریخ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے ۔

صحیح بیچارہ و سرگردان

(۲) ہر ایک مصرع کے اعداد حروف مہملہ کو دوسرے مصرع کے اعداد معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بصنعت اعجام تاریخ نکلتی ہے۔

(۳) اسی طرح ایک شعر کے دونون مصرعون سے حروف مہملہ کے اعداد کی میزان دین تو سنۂ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۴) ہر ایک مصرع کے حرف اول کو بصنعت توشیح جمع کرین تو ایک تاریخی شعر حاصل ہوتا ہے جو آخر قصیدہ پر لکھا گیا ہے۔ اس شعر مین بھی صنائع ترصیع و اعجام و ہما موجود ہین۔

(افادہ) (۱) شعر سوم کے پہلے مصرع مین (کہ) کے عدد ۳۰ محسوب ہوئے ہین حسب مذہب دوم۔ اسی طرح شعر پنجم کے پہلے مصرع مین۔ اور باقی تمام قصیدہ مین (کہ) کے عدد حسب مذہب اول ۲۵ محسوب ہوئے ہین۔ ایک قصیدہ مین ایک ہی مؤرخ کی دو عملی قابل غور ہے۔ ہماری رائے مین مؤرخ کا تسامح ہے۔

(۲) شعر ہشتم کے دوسرے مصرع مین (کہ) کے عدد ۳۰ محسوب ہوئے ہین حسب مذہب دوم۔

سہرا تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادہ ڈپٹی مرزا عباس بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
رشک شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا	آئینہ مُنہ سند بخت سکندر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
حلقۂ شوق ہے یہ ہاتہ مین کنگنا دلخواہ	دامن حسن ہے فیاض کے سر پر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء
جس نے دیکھا نہ ہو خورشید زمین گر تو نہین	دیکھے اِن کا رخ نایاب ہٹا کر سہرا
۱۸۷۷ء	۱۸۷۷ء

مثل تارِ نگہ شوق ہوا جو صدقے
۱۸۷۷ء
کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا
۱۸۷۷ء

سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طناز فلک
۱۸۷۷ء
سب جبین صبح ہے منہہ چاند ہے اختر سہرا
۱۸۷۷ء

تارِ الفت کا بہت دام تو پہیلایا ہے
۱۸۷۷ء
صید اخلاص کرے سہرے کے پنجہا ور سہرا
۱۸۷۷ء

سب کے تار نگہ شوق ہیں لپٹے معکوس
۱۸۷۷ء
ہے سجا رخ پہ یہ سہرے کے برابر سہرا
۱۸۷۷ء

تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس
۱۸۷۷ء
دامن ظل علمدار دلاور سہرا
۱۸۷۷ء

ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا
۱۸۷۷ء
کہیں اس زور کا اے قدر سخنور سہرا
۱۸۷۷ء

تاریخ کدخدائی نواب اصغر علیخان لکھنوی طبعزاد ایضاً

سلمو نواب اصغر خانصاحب
تمہارا گھر بسا شادی مبارک
کہا یہ قدر نے مصراع تاریخ
نشاط خانہ آبادی مبارک
۱۲۹۷ھ

ایضاً ولہ

ننّن صاحب بعقد مہد آرا شد
وین عقدہ بشہر فتحپورش وا شد
اے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ
با زہرہ قران مشتری آنجا شد
۱۸۸۰ء

تاریخ کدخدائی دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر وزیر سلطنت اودہ طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نواب با حشم شرف الدولہ ذی ہمم
جنکی بہادری پہ ہے شمشیر تک گواہ

اچھے کے اچھے ہوتے ہیں سچ ہے جہاں میں
وہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ
ہیں رنگ و بوئے باغ شرف دختر و پسر
دونوں دُرِ یگانہ دریائے عز و جاہ
دونوں کی شادیاں ہوئیں ایوان ثریا کی زیب
گلشن کا رنگ جشن سے محفل پر اشتباہ
تاریخ خامۂ دو زباں نے لکھی امیر
یہ مہ قرین بزہرہ و زہرہ قرین ماہ
۱۳۴۳

ایضاً

زمین و آسمان دونوں ہیں نازاں
گہر دو پاسے ہیں درج شرف کے
یہ سال عقد ہے نورٌ علیٰ نور
قمر دو آئے ہیں برج شرف میں
۱۳۱۱

(نوٹ) لفظ آئے میں مورخ نے ایک یا محسوب فرمائی ہے جس سے ہمکو اختلاف ہے (مؤلف)

تاریخ رسم عروسی صاحبزادہ مولوی عبد القادر طاہر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

خجستہ عہدی خجستہ فصلی خجستہ سالی خجستہ ماہی
خجستہ روزی خجستہ صبحی خجستہ شامی خجستہ آن
چہ عہد عہدی کہ شد مکرم بیمنت مہدیش بعالم
چہ فصل فصلیکہ شد مسلم بہار و جلوۂ گلستان
چہ سال سالیکہ ماہ و روزش مثال نوروز و نو بفروزد
چہ ماہ ماہیکہ شمع روشن چراغ روشن کند فروزان
چہ روز روزیکہ شاہ خاور بپیش نوشہ شود برابر
بعارضش سہرۂ منور چہ پنجۂ آفتاب تابان
چہ صبح صبحیکہ در جوانی نسیم گلزار کامرانی
غلام محمود را تو دانی ز عقد او کردہ گل بدامان
چہ شام شامیکہ خوان نعمت بدشمن و دوست شد بقسمت
چہ شام گاہیکہ زیب و زینت کند شب وصل را بہجران
خجستہ جشنی بود قران اعروس و نوشاہ جسم و جان را
خجستہ آنیکہ این و آن را آفرین کند در حضور قرآن
چہ عہد محبوب و فصل مرغوب سال میمون ہمایون
چہ روز محمود و صبح مسعود و شام امید آن ازان
خجستہ تاریخ حسب حالش ز روز و تاریخ و ماہ و سالش
ولا رقم زد کہ روز آدینہ بست و پنجم ز ماہ شعبان
۱۳۴۲ھ

تاریخ رسم عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری معتمد پیشی سرکار نظام دام اقبالہ طبعزاد مؤلف کتاب

الا ابشر للذی ترک المناہی خاشعا — لاشک من تبع الہدی بالطوع فہو مہذب
وقع النکاح بجلسة شرعیة تاریخ اولا — فلقد تزوج ابنت احمد حسین مطیب
۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

جشن دامادی مہر کرم است — بزم شادی شد از وجلوہ فروز
ہاتف سال عروسی است ولا — نوشۂ الطاف حسین ست امروز
۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

لو میاں آج چڑھی بیل منڈھے — آرزو پوری ہوئی کیجیو حسین
عقد ہوتے ہی کہا ہاتف نے — کتخدا ہو گئے الطاف حسین
۱۳۲۵ھ

سہرہ تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادی مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدار المہام سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف

ندیدستی مگر در رسم ایران سہرہ بر عارض — نقابی بیش بود ای سخندان سہرہ بر عارض
بسفتم گوہر مضمون بتار فکرت نازک — دہد تا جلوۂ لولوے غلطان سہرہ بر عارض
اگر داری ہوای موشگافیہا ز مضمونش — توان دریافت از زلف پریشان سہرہ بر عارض
سحرگاہان شود صد عندلیب دل فدای او — کہ سر تا پا بدارد گل بداماں سہرہ بر عارض
بسیج دارد عروس نہ فلک زرین نقابے را — کشد از پنجۂ خورشید تابان سہرہ بر عارض
رگ گل سلک گوہر میکشد از قطرۂ شبنم — عروس باغ دارد در گلستان سہرہ بر عارض
ز تار نغمۂ بلبل ز رگ گل گشتہ زریفتی — بوصلت کتخدائی راست سامان سہرہ بر عارض
عروسی خانۂ فانوس دارد شمع محفل را — کہ دامادی پروانہ پنہان سہرہ بر عارض
بآب زر بود بر مصحف رو صد خط روشن — غلاف تار کش بر جلد قرآن سہرہ بر عارض

بچشم آنکہ خار آرزوئے نشکست در دل
پسند مردم چشمش مژگان سہرہ بر عارض

چکد صد قطرۂ شرم از رخش در رو نمائیہا
ز سلک گوہرین کرد ابر نیسان سہرۂ عارض

برحل خط فروزد مصحف رو جلوۂ روشن
غلافی میکشد بالای فرقان سہرہ بر عارض

بتقریبے کہ باشد از رگ جان ساز و سامانش
سزد تا رنگہ با صد دل و جان سہرہ بر عارض

وکلا از ماخذ این رسم ہندستان خبردارم
کہ دعوای تفوّق میکنند زان سہرہ بر عارض

بشکوہے مہاراجہ یمین السلطنہ حشمے
کہ شد رونق فزا داماد و دیوان سہرہ بر عارض

بیان واقعی ہم صنعت انجام شد سالش
ز ہر دو مصرعہ نوشاہ ذیشان سہرہ بر عارض

مبارک عقد صاحبزادی شاد است تاریخ
۱۳۲۶
ہمایون باد یارب دست سلطان سہرہ بر عارض
۱۳۴۶

ایضاً قصیدۂ تاریخی ولہ

شاد شد دلہا کہ تابان گوہر برج مراد
شد بآب و تاب از نور کرشن لبند شاد

چشم ما روشن کہ رخشان کوکب برج امل
در شبستان طرب بر اوج شادی جلوہ داد

حبّذا روزیکہ خورشید درخشان امید
بر سپہر خاطر عالم بر آمد بامداد

اے خوشا فصلیکہ اشک شادی اہل طرب
صبح عشرت در چمن زار تمنّا آب داد

گل بدامن ہای عالم ریخت رنگ انبساط
تا نسیم جانفزائے غنچۂ دلہا کشاد

شادی داماد دخت یمین السلطنہ
یافت از افضال خلّاق دو عالم انعقاد

آن مہاراجہ وزیر اعظم ملک دکن
آیۂ رحمت لقب دارد بلطف و عدل و داد

اعتبارش ہمسر بخت سکندر طالعان
انکسارش حلقہ در گوش شہ آصف نژاد

جان نثار شاہ شاگرد رشیدش در سخن
تابع ہر لفظ و معنی پرور حسن رشاد

آنکہ ذات او بقصر مملکت رکن رکین
وانکہ رائے مستقیم اوست دولت را عماد

آنکہ صلح کل بود وابستۂ حسن معاش	وانکہ از حسن عمل وابستۂ فکر معاد
فطرت دشمن نوازش دوستدار خاص و عام	نیّت اعدا گدازش قامع اہل عناد
دشمن از لطف عمیمش غرقۂ آبِ حیا	دوست از دست کریمش میکش جام وداد
اوست کز طرز عمل بہر رعایا معتمد	اوست کز حسن عمل شد را بذاتش اعتماد
این بود مردے کہ با خویشان ندارد اختلاف	وین بود شخصے کہ با بیگانگانش اتحاد
باشد اورا با امامانِ شریعت اعتراف	باشد اورا با بزرگانِ طریقت اعتقاد
در طریقت مسلک او جادہ پیماے صفا	در شریعت رہنماے او طریق اجتہاد
اقتدارش قدردان پایۂ ارباب فضل	قدرتش جوہر شناس مایۂ اہل سواد
دارد او ذوق سخن آن مایہ در نطق عجم	کز کلامش میکند فکر نظامی استناد
مدحتش از حیطۂ فکر ست بیرون اے ولا	حرف وصفش را بود صد معنیِ نو مستزاد
بر دعا ختم سخن اولے کہ پایانش مشکل ست	قول (خاموشی بود حدِّ ثنا) دارم بیاد
زانکہ در فن جمل نازد ید طولاے من	در دعا ہر مصرعِ من طرح تاریخے نہاد
حق نگاہش دارد از ہول حوادث دائما	کو نگہدارد بوضع عافیت حق العباد
۱۳۱۷ فصلی	۱۹۶۵ سمت
باد عمر او بظل سدرۂ آصف دراز	عسکر اقبال روز افزون بود دولت زیاد
۱۹۰۸ ع	۱۳۱۵ بنگلہ
دوستانش را میسر باد گنج بے شمار	خاک در چشم رقاہ دشمنان بدنہاد
۱۹۶۵ سمت	۱۹۶۵ سمت
یارب این جشن ہمایونش شود رنگ طرب	چشم او روشن بود دائم دل او شاد باد
۱۸۳۰ شالیواہن	۱۳۲۶ ہجری

(و) تواریخ سالگرہ وجوبلی

تاریخ سالگرہ ولیعہد حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

ہوئی ہے سال گرہ آج شاہزادے کی
✓
رہے ہمیشہ الٰہی بہار سال گرہ
برائے نذر شہنشاہ داغ لکھ تاریخ
زیادہ تا بابد ہو شمار سال گرہ
۱۳۰۵ھ

تاریخ سال گرہ حضور نظام دکن ادام اللہ دولتہ طبعزاد ایضاً

ہوئی ہے سال گرہ آج شاہ والا کی
خجستہ فال ہے یہ اور نیک فال گرہ
یہ جشن وہ ہے کہ کہتی ہے ساری خلق اللہ
کھلے نصیبوں کی یا ربّ ذوالجلال گرہ
ہزار دانۂ یاقوت کی ہے یہ تسبیح
✓
بڑھے کلاوہ میں ہر سال ایک لال گرہ
لکھا ہے داغ نے یہ اس کا مصرع تاریخ
ہزاروں سال مبارک یہ جشن سالگرہ
۱۳۰۵ھ

تاریخ سال گرہ چہل سالہ سرکار نظام دکن حضور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب

خوشا جشنے کہ در عہد بہار از فضل یزدانی
گرہ بندان چہل سال ست در ایوان سلطانی
رعایا راست در درگاہ آصف حکم جہانی
نواسنجان بلغ ہیچ محو تہنیت خوانی

مہ و ماہید شد شمع شب افروز گلستانش
زمین تا آسمان محو تماشاے چراغانش

ہوا جویان دولت در ہواے سبزہ گلزارش
نواسنجان مدحت چشم بر دست گہربارش
تمناے مراتب در دل ارباب دربارش
بقدر ہمت خود فکر ہر کس در پئے کارش

دل یک عالمے شوق حصول مدعا دارد
دعا گویش سر نوک زبان ذوق دعا دارد

الٰہی تا بود دست و قلم از آستین پیدا
شود تا حرف مشکین بر بیاض کاغذین پیدا

خط تقدیر عالم را بود تا بر جبین پیدا
کند تا صنعت حکاک نقشی بر نگین پیدا

کتابین چہرۂ محبوب ما با خال و خط باشد
طراز نکتہ چین محکوک چون حرف غلط باشد

مداد این حرف بر کاغذ کند تا عنبر افشانی
بود تا حلیۂ بین السطور صبح نورانی

ز شنجرف این قلم آتش خورد تا لعل رمانی
کشد تا پنجۂ خورشید از جدول پشیمانی

الٰہی تا بر اوراق جہان نقشیست از صولت
بود شیرازہ بند مملکت شاہ جوان دولت

الٰہی تا بود نوک زبان را لذت گفتن
سخن گفتن بود تا در مثال بکر جان سفتن

ہمی تا در نقاب لفظ معنی راست بنہفتن
الٰہی تا مضامین راست رنگ و بو ز بشگفتن

نگار لفظ را تا جان معنی در بدن باشد
نظام الملک آصف جاہ محبوب دکن باشد

الٰہی تا بود مضمون رنگین در تہ فکرت
عروس نظم تا پنہانست در خلوتگہ فطرت

بتابد تا بر اوج طبع نورانی مہ فکرت
الٰہی تا بود اقلیم معنی را شہ فکرت

زبان خسرو ما طوطی شکر شکن باشد
کلام آصف ما آصف ملک سخن باشد

بسطح ارض تا نظم ممالک است آئینے
نوا سنجان مدحت راست تا مضمون رنگینے

ضوابط را بود تا در جہان ترتیب و تدوینے
زمین و آسمانرا تا بود تحریک و تسکینے

الٰہی شاہ معنی پرور ما در جہان باشد
زمین نظم را فکر بلندش آسمان باشد

بظلّ ایزدی طوبائے ذاتت پر ثمر بادا
ولی عہد تو برخوردار در ظلّ پدر بادا

بزیر سایہ ات نخل مرادش بارور بادا
ز ابر قدرتت سیرابیش از آب زر بادا

ز مژگان آب و جاروب کشم بر سطح بستانت
ضیائے چشم عالم باد قندیل گلستانت

گرہ بر گوش بدخواہان نہد سپہر فلک پیہم
بکوتاہی گراید رشتۂ عمر عدو ہر دم

گرہ افتد بکار بدسگالان جفا توام
گرہ از کار یارانش کشاید خالق عالم

ہزارا سال گرہ بندان بود دلخواہ آصف را
ہمایون باد این جشن ہمایون شاہ آصف را
۱۳۲۳ھ

(ز) تواریخ غسل صحت

تاریخ غسل صحت مہاراجہ دگبجے سنگہ والی ریاست بلرام پور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

دگبجے سنگہ آنریبل کے سی ایس آئی خطاب
آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد رہ دورباش

چشمہا برداشت اندر صید شیران در کنام
شد زبون چون مردمان چشم تن سرتا بپاش

ہر یکے نخل دعا بنشاندش از بہر اثر
ہر یکے دست و زبان برداشت از بہر عاش

غسل صحت کرد و آب رفتہ در جو آمدش
عمر عیسیٰ مژدہ گوی آمد ز لبہای شفاش

قدر از دست دعا بنوشت سال عیسوی
بہر پاس جسم بادا آب غسل آب بقاش
۱۸۸۰ع

تاریخ صحت نواب اعظم الدین خان مدار المہام ریاست رامپور طبعزاد جناب داغ دہلوی

کرم گستر داغ جنرل بہادر
ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک

شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتم
مبارک ہر آئینہ صحت مبارک
۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ صحت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور دکن دام اقبالہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

کہ

رہے شاہ دکن یارب سلامت
ضیا حاصل ہے جب تک مہر ومہ کو
لکھی یہ داغ نے تاریخ صحت
مبارک دور صحت بادشہ کو
۱۳۰۹ھ

ایضاً وله

ل

میرے حضور الٰہی جئین ہزار برس
شفا سے جن کے سکون ہو دل زمانہ کو
لکھا ہے داغ نے یہ سال صحت سلطان
خدا نے دی ہے شفا جادل زمانہ کو
۱۳۰۹ھ

تاریخ جشن صحت نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور بروز عید طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

مژدہ ای طالبان شاہد عیش
کہ ہوئی صبح عید شام امید
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا
مرتبے مین ہوئی دوبالا عید
دہوم ہے ہر طرف مبارک ہو
وصل مین وصل اور دید مین دید
فکر تاریخ کی جو مین نے امیر
کیا ہی روح القدس نے کی تائید
ہوئی تاریخ جشن و عید بہم
جشن مین جشن اور عید مین عید
۱۲۸۱ھ

ایضاً وله

شرف وان مہر کو ہر یان عروج ماہ دولت ہے
عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے
کسے سال ہمایون ہاتہ آتا ہے امیر ایسا
مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے
۱۲۸۱ھ

تاریخ غسل صحت منشی امتیاز علیخان وزیر ریاست بہوپال طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

عمر خضر نصیب میرے دستگیر کو
چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو
لب پر امیر مصرع تاریخ آگیا
اقبال شاہ سے ہوئی صحت وزیر کو
۱۳۱۱ھ

تاریخ غسل صحت جناب مولوی حسن الزمان محمد دام فیوضہم طبعزاد مولوی محمد ابراہیم سعد تخلص حیدرآبادی

شکر حق باز یافت بینائی
چشم حق بین شیخ پاک نہاد
سال آن فی البدیہہ سعد گفت
چشم ما روشن شد و دل ما شاد
۱۳۳۶ھ

تاریخ غسل صحت حضرت اقدس و اعلیٰ حضور پرنور نظام دکن مدظلہ العالی طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

کل تیرے دشمنون کی ناساز تھی طبیعت
حامی ترا خدا ہے ملک دکن کے والی
شکوے تجھے کو قوتین ہین اور مصلح بدن ہین
حکمت سے کب جدا ہے تقدیر لایزالی
سنّت منار ہے ہین صدقے بھی آرہے ہین
اور مرکز دعا ہے درگاہ ذوالجلالی
خیراتیون کی کثرت داد و دہش کی شہرت
سب کچھہ تری عطا ہے وجہ فراغبالی
تیرے کرم کے صدقے تیری عطا کے قربان
جیبین وہ بھر رہا ہے تہا جس کا ہاتہ خالی
خوشیون کے ہین ترانے صحّت کے شادیانے
موجود جا بجا ہے رنگ خجستہ حالی
تاریخ غسل صحّت لکھو دلا بعجلت
رد تیری ہر بلا ہے اے بندگان عالی
۱۳۳۶ھ

(ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی

تاریخ جلوس شاہ جہان بادشاہ طبعزاد جناب آقا امیر شوقی مغفور

بادشاہ جہان و شاہ جہان
خرّم و شاد و کامران باشد
حکم او بر خلائق عالم
تا جہان باد در جہان باشد
۱۰۳۷ھ

(نوٹ) اس قطعۂ تاریخ کے مصرع سوم مین کوئی اشارہ تاریخ کا نہین ہے۔ یہ طرز متاخرین کے پاس جائز۔ ہماری رائے مین اشارہ تاریخی ضرور ہے۔

انتخاب از قصیدۂ تاریخی دوازدہ شعری فنی کی مرادآبادی بتقریب جلوس نواب ناصرالدولہ والی حیدرآباد

جوہر ناطق منم مشہور از حسن بیان
۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲
وجہ اشعارم ز دل بیند کنون کو قدردان
۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲

<table>
<tr><td colspan="3">نیستمند از جوہر اہل دول گہ بام قدر</td><td></td><td colspan="3">یا ذوارم از دل انجب نکتہ ہا کو قدردان</td></tr>
<tr><td>۶۲۲</td><td>۱۲۴۴ھ</td><td>۶۲۲</td><td></td><td>۶۲۲</td><td>۱۲۴۴ھ</td><td>۶۲۲</td></tr>
<tr><td colspan="3">دیدہ ام من در جہان دقتِ بلا زراہ اِلال</td><td></td><td colspan="3">ہر کہ می دارد سند سازد و باوقات جہان</td></tr>
<tr><td>۶۲۲</td><td>۱۲۴۴ھ</td><td>۶۲۲</td><td></td><td>۶۲۲</td><td>۱۲۴۴ھ</td><td>۶۲۲</td></tr>
<tr><td colspan="3">قلبِ ورا کم شناسد از مدار جہاے نطق</td><td></td><td colspan="3">درکِ عاقل میدہد از جوہر قابل نشان</td></tr>
<tr><td>۶۲۲</td><td>۱۲۴۴ھ</td><td>۶۲۲</td><td></td><td>۶۲۲</td><td>۱۲۴۴ھ</td><td>۶۲۲</td></tr>
</table>

(نوٹ) ہر ایک مصرع مین حروف معجمہ کے اعداد ۶۲۲ ہین۔ اور حروف مہملہ کے اعداد ۶۲۲ اور دونون کا مجموعہ ۱۲۴۴۔ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

اسمین صنعت ترصیع کے ساتہ صنعت ازدواج۔ اور مجمع الصنائع بہی ہے۔

ہمارے ایک مہربان نے براہ مہربانی اس قصیدہ کی نقل مرادآباد سے بہیجی تہی مگر اوس کے اکثر اشعار مین لفظی غلطیان بہت سی تہین اعداد پورے نہین ہوتے تہے لہذا ہم نے اون سے صرف ۴ اشعار کو منتخب کرلیا جن کے عدد صحیح تہے۔

تاریخ جلوس مسند نشینی نواب محمد مشتاق علیخان بہادر والی ریاست رامپور طبع زاد جناب داغ دہلوی مغفور

<table>
<tr><td>زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت</td><td>ل</td><td>بنا ہے غیرت فردوس مصطفے آباد</td></tr>
<tr><td>جہان جہان ہر خوشی عیش انبساط سرور</td><td></td><td>زبان زبان ہے ادا نغمۂ مبارکباد</td></tr>
<tr><td>نگہ نگہ سے ٹپکتا ہے بادۂ عشرت</td><td></td><td>نفس نفس سے یہ آواز ہے کہ آئی مراد</td></tr>
<tr><td>دہن دہن سے دعاے بقاے دولت و عمر</td><td></td><td>سخن سخن مین ہر شکر و سپاس حد سے زیاد</td></tr>
<tr><td>عروج و دولت و اقبال و شان و شوکت تہے</td><td></td><td>بنا ہے عالم بالا یہ عالم ایجاد</td></tr>
<tr><td>ہوا وسادہ نشین روز جمعہ کو نواب</td><td></td><td>نمازیون نے دعا دیکے دی مبارکباد</td></tr>
</table>

تر ہے طراوت آب و ہوائے گلشن دہر   قدم جما کے سنبھلتا ہے باغ مین شمشاد
۱ وہ جوش رنگ ہی ہوا آب نیشتر بہی شہاب   جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فصّاد
مثال خاطر شگفتہ ہے ہر گل امید   برنگ غنچۂ نشگفتہ ہے لب فریاد
سب اعتدال سے ہین اب عناصر اربع   سب اتفاق سے ہین آب و خاک و آتش و باد
مزاج اہل زمانہ مین ہے وہ یکسوئی   مریض کے بہی مرض مین نہ جمع ہون اضداد
چڑہا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی   پکار اٹہتے ہین نشئے مین ہرچہ بادا باد
قضا قضا کرے لے لیکے ہچکیان پیہم   کسی مریض کو بہولے سے بہی جو آئے یاد
شرار برق بہی دانتون مین ڈر سے تنکا   ہوائے عدل سے ہو صرصر خزان برباد
ترے سکون طبیعت قیام دولت سے   کبہے نہ اب سے زمانے کو کوئی بے بنیاد
فروغ نیّر اقبال سے عجب کیا ہے   پڑہے اگر خط تقدیر کور مادرزاد
ترے زمانے مین دل ہو گئے ہین آئینہ   ہوا تہا صاف سکندر کے عہد مین فولاد
گدا کو بہی وہ تحمّل ہے عہد دولت مین   جو اس زمانے مین ہو خسروی کرے فریاد
ترا اشارۂ ابرو کلید فتح امید   تری نگاہ دل آرزو ہے جان مراد
ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہین اعدا   مٹا ہے عہد مین تیرے وہ نام شور و فساد
اب اسکو سہو کہین ہم کہ حافظہ ٹہرائین   ہمیشہ تجہکو رہا دیکے بہول جانا یاد
بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز   یہ داغ مدح سرا ساکن جہان آباد
جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک   قتیل خنجر اعدا و کشتۂ حسّاد
اسے خدا نے باعزاز و آبرو رکہا   مدام شاد رہا یہ بفضل ربّ عباد
امیدوار ترحّم سے ہے خواستگار کرم   نگاہ لطف رہے خلد آشیان سے یاد

دعائیں دیکے یہ لکھا ہے مصرع تاریخ	ل	جلوس خسرو عالم پناہ نیک نہاد ۱۳۲۹ھ

تاریخ فرمانفرمائی و سلطنت اعلیٰحضرت پر نور والی دکن دام اللہ اقبالہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میر محبوب علیخان شاہ والا منزلت		حکمران شد شاد از احسان خلاق زمن
۱۹۴۰ سمت		۱۸۸۴ عیسوی
چار تا سالش نویسد پنجۂ کلک ولا		مملکت رانی ہمایون بادامی شاہ دکن
۱۲۹۳ فصلی		۱۳۰۱ ہجری

تاریخ دربار دہلی بتقریب تاجپوشی ملک معظم قیصر ہند طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

آباد بود تا بقیامت سر ہند		شاہ انگلینڈ و قیصر کشور ہند
ہاتف چو نقیب زد ندا سال جلوس		جشن در بار نامے قیصر ہند ۱۳۳۰ھ

تاریخ مسند نشینی مہاراجۂ میسور طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

زہے جشنے کہ اندر ملک میسور		سرور افزائے ہر پیر و جوان شد
خہے رسمے کہ در ایوان شاہی		مسرت بخش قلب راجگان شد
گورنر جنرل ہند از برایش		بکرّ و فرّ شاہی میہمان شد
مہاراجہ سریر آرائے راج است		بحمد اللہ کہ این دولت جوان شد
ولا سال ہمایونش چہ خوش گفت		مہاراجہ بدولت حکمران شد ۱۳۲۰

(ط) تواریخ فتوح

تاریخ فتح دہلی بدست بابر شاہ طبعزاد جناب مولانا حسامی مغفور

گشت در پانی پت ابراہیم شاہ		شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت و روز و سال و تاریخ ظفر		صبح بود و جمعہ و ہفت رجب ۹۳۲

تاریخ فتح ستارہ گڈہ بصنعت مقطعہ ترتیبی طبعزاد جناب مولوی عبد الجلیل بلگرامی مغفور

چو سیوا و سنبہا و رانا بہ گیتی ز تیغ شہنشاہ گشتند پارہ
الف ہاے این ہر سہ را تا بیکجا نوشتیم تاریخ فتح ستارہ

ایضاً و لہ

چو محی الدین محمد شاہ غازی ستارہ فتح فرمود از اشارہ
رقم کردم بکلک فکر بلیغے کزو شد جار تاریخ آشکارہ
بود ہر مصرعش تاریخ منقوط ہمان عاطل بہم شد در شمارہ
محمد شہ اساس شتلخ را کند بر آمد باطل از حصن ستارہ
۱۱۱۱ھ ۱۱۱۱ھ

(نوٹ) شعر چہارم کے دونون مصرعے حامل تاریخ ہین۔ اور یہ صنعت ترصیع ہے اور انہین دونون مصرعون کے حروف معجمہ سے تاریخ نکلتی ہے جس کا نام صنعت اعجام ہے۔ اور علی ہذا دونون مصرعون کے حروف مہملہ مین بھی تاریخ ہے بصنعت اہمال۔

(ی) تواریخ وزارت

قصیدہ تاریخی وزارت نواب مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد دکن طبعزاد جناب معنی مغفور حیدرآبادی

۱ بحمد للہ از افضال عزیز واہب سبحان نشد سالار والاشان باقبال عجب دیوان
۱۲۶۹ھ ۱۲۶۹ھ

۲ سپہ سالار کز نسبش اسم جنریل وی صبا ہاتف بیک عالم کند سالاری دوران
۱۲۶۹ھ ۱۲۶۹ھ

ز گوہرباری دست عطاے با مراد وے	۳	بجوش دل شدہ گریان لبن از بی مایگی نیسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز برق دانش عالم فروز لمعہ زیب او	۴	بگردد در حجاب ابر مہر نور دہ پنہان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
مدارا کردہ با حجاب عالی منزلت الحق	۵	بشد دارا بآن درگاہ اقصی جاہ او دربان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
فداے وجہ او جانم کہ در عز نثار او	۶	لآلی را حصول آب و جانی یافتہ مرجان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز بحر او فرودہ دیگر آبے جوہر منت	۷	ز جود او گرفتہ حسن دیگر ہیکل احسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ہدایت مید ہد بس مفسدان جبر کاسب را	۸	شود در عہد او چون پیر صاحب سلسلہ زندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بگنج جود او چون لعلے از زنگ ہوا رفتہ	۹	بحال بذل او گوہر بیامد از بن دندان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
جہان آزاد گشت از بند رنجی بس بعہد او	۱۰	بطوق قمریان بس سرو از برگی زند سوگان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
درین قحط الرجال از قدر افزائی او قصدا	۱۱	بود ہر حال اہل علم با قدر گران ارزان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز جود وے معین شد برات رزق عالم ہا	۱۲	باو گردید دیوانی باین رو در مہ شعبان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
رمہ در ہر چراگہ میچرد چالاک بے بیمے	۱۳	دہان گرگ بربستہ ز عدل عام وے چوپان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

سجود آستان او ز دشواری حصول آید	۱۴	بپاے رفعت ایوان سر از جہدے نہد کیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ریاست اولّا بوده بدید مرگ بیمارے	۱۵	که در درمان وے درماند دعوئ ہمہ دانان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
کنون از طب تدبیر بسیط آن فلاطون عقل	۱۶	بیک دارو ز صحت آمده در جسم وی صد جان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
چه دارد آبرو یابی ہوس از آتش دلہا	۱۷	بباد از خاکپاے موکب وی مرکحل چار ارکان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بود زین بوم نیکو بوم چیو انجا نه ویرانی	۱۸	که بس این مملکت از سعی او شد جملہ آبادان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ز حیرانی دیدا ده پشتی بدیوارے	۱۹	به پیش لمعه نور روے او آئینه حیران
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بنزد عقل او سہل آمده دشوار از ہر فن	۲۰	به پیش طبع او از علم ہر مشکل بود آسان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
سر اعدا بپاے وے بہر سو می فتد چون گوی	۲۱	میان جنگ آن شمشیر وی گویا زند چوگان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
بر ایوان بلند وے که بعد لا تناہی شد	۲۲	ز اہل حکمت الحق نا مسلّم سلّمی برہان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
عجب نبود اگر مستغنی ہم از دولت برد زلہ	۲۳	جہانے آمده بر خوان جود وی کنون مہمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
الٰہی تا بود ساکن چو مرکز این زمین یکره	۲۴	بگرد او بود مانند پرکار آن فلک گردان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

سکون این ریاست از وجود او ہمیشہ باد ۲۵ بیا با دولت وجاہ ابد در گردوی قرآن
۱۲۶۹ھ ۱۲۶۹ھ

(نوٹ) استادی معنی مغفور نے (کہ) کے اعداد ۲۰ محسوب فرمائے ہین اور شعر (۱۹) مین لفظ آئینہ مین یاے اوّل کو ہمزہ قرار دیکر اس کا عدد (۱) لیا ہے ۔ ہماری راے مین یہ تسامح ہے اور خلاف قاعدہ ۔

تاریخ وزارت ایضاً طبعزاد جناب معنی مغفور حیدرآبادی

صد شکر ز تائید عمیم یزدان — دیوان دکن چو گشتہ سالار زمان
۱۲۶۹ھ ۱۲۶۹ھ
زان سال نکو چنین نوشتہ معنی — سالار زمان بگشت نیکو دیوان
۱۲۶۹ھ ۱۲۶۹ھ

(نوٹ) اس رباعی کے مصرع اول مین حضرت معنی نے لفظ تائید مین ہمزہ کا ایک عدد محسوب فرمایا ہے ۔ یہ تسامح اور خلاف قاعدہ ہے ۔

ولہ

چون بآن نواب دارا منزلت سالار جنگ — طرفہ دیوانی نصیب از لطف رحمانی بشد
۱۲۶۹ھ ۱۲۶۹ھ
معنی از سال جلوس انبساط اذ نگاشت — جلوۂ سالار کل بر صدر دیوانی بشد
۱۲۶۹ھ ۱۲۶۹ھ

ولہ

ہزار شکر کہ سالار جنگ نیک مآل — چو شد وزیر بے انباز از مکارم شان
۱۲۶۹ھ ۱۲۶۹ھ

نمودہ فکر باین سال میمنت معنی	نوشت قاعدہ از منطق محیط جہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
چہ از خطاب کلام عرب و نطق عجم	چہ از محاورۂ ترک و کرج و جملہ زبان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بگوے ہر چہ بخواہی ز حرف ہائے جمیل	شمار کن عدد لاحقش و بعد از آن
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
میان دہ بزن و ہشت ہم دران افزا	شدہ چو جمع بتقسیم پنج نہ ہمگان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بہ پنجگانہ چو کل منقسم تمام نشد	ببین کہ چیست باقی عدد بفاش عیان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
دگر بچار صد و بست و سہ بزن ز جمل	کہ تا عیان بشود سال او ز قصد نہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

(نوٹ) واجب الاحترام مؤرخ نے اس قطعۂ تاریخ میں بھی کاف کے عدد ۳۰ محسوب فرمائے ہیں۔ اور یہ یا تو تسامح ہے یا مذہب دوم کی پیروی۔

واضح ہو کہ اس تاریخ میں صنعت ترصیع کے سوا عامۃ الورود سے بھی کام لیا گیا ہے۔

تاریخ وزارت نواب معتمد الدولہ وزیر غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ از جناب ناسخ مرحوم

تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر	شد اسکندر و وزیر ارسطاطالیس ۱۲۴۳

تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

اعظم الدین خان بہادر کو	؎	جاہ و منصب ملا آسمانی

یہ مدار المہام عالی جاہ   مستقل ہے بحکم سلطانی
کیون نہ ہوتا یہ فوج کا جنرل   ہے شجاعت مین رستم ثانی
عدل و انصاف و داد و فیض و کرم   عہد دولت مین با فراوانی
داغ آشفتہ ہوگیا مجبور   ہے یہ آزار دشمن جانی
تن ہے آلودۂ ہزار امراض   دل ہے مجموعۂ پریشانی
مانگتا ہے دعائین صحّت کی   پہلو پہولو بفضل ربّانی
اپنے جرنیل کو دیا عہدہ   ہے یہ نواب کی ہنر دانی
اس نیابت کی یہ کہی تاریخ   آصف اعظم جہانبانی ۱۳۰۱ھ

تاریخ وزارت نواب سر آسمانجاہ مغفور وزیر اعظم حیدرآباد طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن   پہر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہین لائق وصف و ثنا   بادشاہت کی بدل ہی تو وزارت بے نظیر
یہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن   شاہ عالمگیر دستور معظم شیرگیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد   اس سے جان آرام مین ہے اس سے دل راحت پذیر
یہ ہے شمع سلطنت تو وہ چراغ اُبّہت   مالک اقبال روشن صاحب رائے منیر
یہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریای نوال   کیون رہے ملک دکن مین نام کو بہی اب فقیر
داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکہہ   مہر و ماہِ آسمانِ نور ہین شاہ و وزیر ۱۳۰۵ھ

ایضاً ولہ

ملا آج نوّاب کو خاص خلعت   ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تا ماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اس کی   وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ سالار جنگ ثانی طبعزاد جناب طاہر نائطی

وزیر دادور مختار دوران	بہ گیتی تا ابد باشد باقبال
۱۹۴۰ سمت	۱۲۹۳ ف
چنان خامہ مبارک سنہ نوشتہ	جوان بختی جوان تا پہ جوان سال
۱۸۸۴ ع	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ وزارت نواب عماد السلطنہ سر سالار جنگ ثانی وزیر سرکار نظام خلد اللہ ملکہ طبعزاد مؤلف

رفیق با وفا کو شہ نے تشریف وزارت دی	ہوئی حاصل بلندی پایۂ عز و تفاخر کو
دِلا جوش مسرت مین پئے تاریخ بول اوٹھا	کہ دیوانی ملی لائق علی خان بہادر کو ۱۳۰۱

تاریخ وزارت نواب سر وقار الامرا مغفور وزیر سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چون مہر کرم خلعت دستوری خود را	بخشید ببالاے سہ بیج امارت
برجستہ رقم زد سنہ اش معتمد او	زیبید بوقار الامرا لبس وزارت ۱۳۱۱

تاریخ وزارت مہاراجہ یمین السلطنہ سر کشن پرشاد بہادر شاد تخلص وزیر سلطنت آصفیہ طبعزاد مؤلف

پیشکار دکن کشن پرشاد	شد وزیر حضور شاہ دکن
ای دِلا سال سرفرازی اوست	دل ما شاد چشم ما روشن

(ک) تواریخ خطابات

تاریخ خطاب میجری بہ نواب افسر الملک بہادر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

قدر دان ہے قیصر ہندوستان	کر دیا میجر زراہِ معدلت
ہو مبارک یہ خطاب میجری	تجھکو اے نواب والا منزلت
اے بہادر پاک دل پاکیزہ خوی	مدح کے قابل ہے تیری ہر صفت

قدردان تیرا رہے شاہِ دکن ل شاہ کیسا شاہ فخر سلطنت
مصرع تاریخ لکہا داغ نے میجر افسر جنگ عالی منزلت
۱۳۰۵

تاریخ خطاب بہ معتمد صرف خاص حضور نظام طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

اک خطاب آصف نواز الدولہ آج ل شاہ نے بخشا نہایت انتخاب
دوسرا آصف نواز الملک ہے ل جس کی قدر و منزلت ہے بیحساب
ان خطابون کے تہے شایان آپ ہی سیّد والاحسب عالی جناب
داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی معتمد صاحب ہوے زیبا خطاب
۱۳۰۸

(نوٹ) استاد نے لفظ ہوئے مین ایک یا محسوب فرمائی ہے۔

تاریخ خطاب شمس العلمائی بہ مؤلف کتاب ہذا طبعزاد جناب مولوی صبغۃ اللہ مدراسی رافت تخلص

نواب فلک جناب شمس العلما سب ذرّے ہین آفتاب شمس العلما
رافت لکّھی ہے مین نے اسکی تاریخ اعلےٰ ہے یہ خطاب شمس العلما
۱۳۲۵

ایضاً طبعزاد جناب میر دلاور علی حیدرآبادی دانش تخلص

گردید عزیز جنگ والا ایدون شمس العلما بفضل ربّ بیچون
دانش برخواند مصرع سال خطاب شمس العلما عزیز جنگ ..... ست کنون
۱۳ ۲۵

ایضاً طبعزاد جناب سید سجاد علی سوم تعلقہ دار حیدرآباد (اثر) تخلص

شمس العلما خطاب داده بولا شاه بہر طیش با یوسف مصر با منبر مجد و علا دارد ارتش
در مصرعہ مستزاد فصلی سنہ اش بنوشت اثر نواب عزیز جنگ شمس العلما سہ فصلی یوسف طیش
۱۷

تاریخ سرفرازی خطاب کے سی آئی ئی بہ نواب کرنل افسر الملک بہادر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

افسر فوج دکن آج ہین کے سی آئی ئی جن کے اعزاز سے مسرور ہے سارا لشکر

کہدیا مین نے ولا مصرع تاریخ خطاب
افسر الملک کو قیصر نے کیا کیوان سر
۱۳۲۴ھ

ایضاً ولہ

افسر الملک کو بخشش نو دیا سرکا خطاب
یا الٰہی ہو مبارک یہ خطاب افسر کو
سپئے تاریخ یہ کہتے ہین ولا رتبہ شناس
افسر الملک جسے زینت ہو خطاب سر کو
۱۹۰۸ع

(ل) تواریخ جانشینی و تقرر خدمت

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی بجاے پدر طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

طالب علی ای قدر ولی بود بحق
بر جاے پدر جلوس فرمود بحق
بر کرسی سال نقش تاریخ نشست
حق بر مرکز قرار بنمود بحق
۱۲۹۰ھ

تاریخ تقرر نواب وقار الملک وقار الدولہ انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین خان بہادر طبعزاد مؤلف کتاب

باحسن البشارۃ العظیمہ
البشر الشریق کان لشتاق
وقار ملکنا صار معتمد
بکالج نقتسم منہ احتقاق
ولم یکن سواہ مستحقہ
فعند ذاک نطمئن آفاق
فاحسن تلافیا لما فات
اتی لنا بحسن البدل رزاق
سمعت عامہ من الولا کذا
باصلح المقام قام مشتاق
۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

بہر کالج معتمد گردید مرد با وقار
آن وقار الدولہ با افتخار الملک شد
سال تاریخش ولا بر صفحۂ گیتی نوشت
جانشین جانئ محسن وقار الملک شد
۱۳۲۵ھ

ایضاً ولہ

وقار الملک سے دنیا مین ناواقف نہین کوئی
فقیرانہ روش رکھتے ہین آگاہ حقائق ہین

پسند انکو ہمیشہ سے رہی ہے سب کی پابندی
جفاکش ہین بڑی محتاط ہین چھوٹے فائق ہین
لیاقت قابلیّت تجربہ ہے انکا لاثانی
غرض ہر طرح سے مشتاق ممدوح خلائق ہین
کرینگے وہ بہت کچھ آنریری معتمد ہوکر
سنا ہی قوم کی خدمت کرو وہ پہلے سی شائق ہین
بیان واقعی تاریخ ہے ان کے تقرر کی
وقار الملک حق جو یا اسی خدمت کی لائق ہین
۱۳۲۵ھ

(۴) تواریخ خیر مقدم

تاریخ خیر مقدم نواب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدرآباد طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے
۱۲۸۶ھ
حقّا نازل یہ آیۂ رحمت ہے
۱۲۸۶ھ
ذیحجہ مین ہے نزول اوّل ای قدر
۱۲۸۶ھ
جب تو حج اکبر مین نہین حجّت ہے
۱۲۸۶ھ

تاریخ مراجعت اعلیحضرت حضور پرنور دام اللہ اقبالہم از ہنمکنڈہ طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

ہوئے زیب بلدہ جو شاہِ دکن
ملا دیدہ و دل کو نور و سرور
کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ
ہنمکنڈہ سے آگئے اب حضور
۱۳۰۳ھ

تاریخ خیر مقدم سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم از کلکتہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

ہنیئاً ہنیئاً لکل البرایا
کہ از مقدم شہ دکن شد منوّر
وِلاسال تاریخ او عرضہ دارد
ز کلکتہ آمد شہ بندہ پرور
۱۳۰۱ھ

خمسۂ تاریخی متعلق بخیر مقدم پرنس آف ویلس بحیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

ای نگینِ خاتم و کشور یا خوش آمدی
وی جلا افزاے تخت انڈیا خوش آمدی
ای درِ رخشندہ بحرِ عطا خوش آمدی
ای سہیلِ آسمانِ اعتلا خوش آمدی

ای فروغ مطلع مسند کبریا خوش آمدی

ای ارسطوی زمان لقمان و افلاطون شیم
وی تهمتن تن نریمان نیرو گشتاسپ دم
ای سکندر رجعت و دارا منزلت جمشید حشم
وی مظفر فر سلیمان تخت و افریدون حشم

ای با کلیلت پر و بال هما خوش آمدی

دیدهٔ گیتی بخیر مقدمت چشم ره است
گرد راهت سرمه بخش چشم هر شاهنشه است
غلغل قطع رهت از پشت ماهی تا مه است
خانهٔ دلهای یک عالم ترا منزل گه است

ای تسلی بخش هر شاه و گدا خوش آمدی

در چمن با صد زبان سوسن ثنایت گفته است
شبنم اندر رشتهٔ جان دُرِّ مدحت سفته است
در نقاب برگ گل مضمونِ نو بنهفته است
غنچهٔ دل در هوایت همچو گل بشگفته است

در بهار دولت ای بادِ صبا خوش آمدی

ای بهندستان ورودت چون صبا اندر چمن
نکهتِ فیضت چو بوی نافهٔ مشکِ ختن
تا قدم بنهادهٔ بر تارکِ ملک دکن
تا چراغ افروختی در خانهٔ چشم زمن

از در و دیوار می آید صدا خوش آمدی

سایه پروردانِ تو ظلِّ الٰهت گفته اند
آستان بوسانِ تو گردون شاهت گفته اند
حکمرانان خسروِ اقلیم جاهت گفته اند
دوربینانِ جهان نورِ نگاهت گفته اند

ای فروغ دیدهٔ اهل صفا خوش آمدی

از شهنشاهانِ پیشین گوی سبقت بردهٔ
از حکیمانِ سلف حکمت بدست آوردهٔ
بر طریق حاتم طائی قدم افشردهٔ
تا بهندوستان ز نخل جودِ خود بر خوردهٔ

ای چمن آرای گلزار سخا خوش آمدی

شیر با آہو خورد از چشمۂ عدلِ تو آب   پشّہ از پیلِ دمان ہرگز نہ میگیرد حساب
باز و شاہین از شکارِ کبک دارد اجتناب   جور و بیداد و جفا را کس نمی بیند بخواب
ای توانائی دہِ ہر بینوا خوش آمدی

چشمِ عالم طالبِ روے پر انوارِ تو بود   دیدۂ اہلِ دکن مشتاقِ دیدارِ تو بود
در دلم سوداے جنسِ قدر بازارِ تو بود   ای مہِ کنعان دلِ مسکین خریدارِ تو بود
ای متاعِ نیک ـ لعلِ بے بہا خوش آمدی

بینوایان چشم بر دستِ گہر بارِ تواند   جان نثارانِ دکن جانبازِ سرکارِ تواند
حکمرانانِ جہان با جان و دل یارِ تواند   خسروانِ دہر سر تا سر وفادارِ تواند
ای نگہدارِ دلِ اہلِ وفا خوش آمدی

با تو مہرِ رائل پرنسس دکن مہمانِ ماست   جلوہ افروزیش رونق بخشِ ہندستانِ ماست
از قدومِ او بہارِ تازہ در بستانِ ماست   نغمہ سنجِ بارگاہش عندلیبِ جانِ ماست
مرحبا ای بانوِ گلگون قبا خوش آمدی

یا الٰہی خسروِ ما در جہان پاینده باد   قیصرِ ہندوستان بر فرقِ عالم زندہ باد
آفتابِ خاندانش دائما رخشندہ باد   مہرِ ذاتش بر سپہرِ دولتش تابندہ باد
ای ولیِّ عہد در وقتِ دعا خوش آمدی

خدمتِ ہندوستانت را بجا آوردہ ام   تازہ تالیفاتِ خود این پنجتا آوردہ ام
من بدرگاہِ عمیمت التجا آوردہ ام   عمر و اقبال ترا دستِ دعا آوردہ ام
ای پذیراے مقالِ مدعا خوش آمدی

بر عذارِ نازکِ مہتاب عکسِ خالِ تست   در دلِ آئینۂ مہرِ فلک تمثالِ تست

مطلع ہفت آسمان ششخانۂ اقبال تست   خمسۂ فکرِ ولا رونق پذیرِ سال تست

ای مورخِ شہنشاہی بیا خوش آمدی

(ن) تواریخ شکار

تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

میر محبوب علیخان خسروِ آفاق کو   ✓   بخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھے کوئی   کہدے اچھا شیر مارا شاہ آصف جاہ نے

ایضاً ولہ

ایک ہفتہ کا ہے حساب شکار   ✓   داغ کی تم زبان سے سن لو
کہی گنتی کی ایک ہی تاریخ   شاہِ آصف نے شیر مارے دو
۱۳۰۸ھ

ایضاً ولہ

سلطان دکن رستم دوران و دلیر   ✓   ایسا ہے زیر دست کرے شیر کو زیر
لکھا سرِ آغاز سے یہ داغ نے سال   بالفعل جہاندار نے مارے دو شیر
۱۳۰۸ھ

(س) تواریخ تالیف و تصنیف کتب وغیرہ

تاریخ اجراے اخبار شعلۂ طور کانپور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

غش ہیں بشر بیان پر ہی ارنی زبان پر   شعلۂ طور کانپور نور فشاں ہے دور دور
قدر شروع سال ہے مصرع عیسوی لکھو   سرمۂ چشم فکر ہے شعلۂ طور کانپور
۱۸۹۲ع

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

کلام کشفی جادو کلام را نازم   بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد   تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع

یکے بیاض سطور و دگر سواد خطش   چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
زہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش   ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
نوشت قدر پئے طبع مصرع تاریخ   کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
۱۲۶۸ھ

تاریخ کتاب مفتاح الہند مؤلفہ غلام محمد خان واصل طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

اے قدر نوشت واصل این طرفہ کتاب   نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح قلم کشود قفل ابجد   صد قفل دل کشاد مفتاح الہند
۱۲۸۲ھ

(نوٹ) وزن رباعی میں پہلا مصرع بدون التزام ردیف و قافیہ مکروہ ہے۔ (مؤلف)

تاریخ مثنوی لوح محفوظ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چھوٹے ماموں مرے فیروز علی   فکر سے کر گئے امداد قلم
شعر لکھنے کو لگایا جو شگاف   کھل گئی خاطر ناشاد قلم
لوح محفوظ لکھی صلِّ علیٰ   اس قلمرو میں ملی داد قلم
کیا حدیثوں کو بنایا تصویر   حبذا صنعت بہزاد قلم
مثنوی ہے کہ خدا کی قدرت   دیکھئے زور خداداد قلم
نغمۂ بلبل معنی سے معنےٰ   لفظ ہیں قمری شمشاد قلم
نہوئی خلق کبھی ایسی کتاب   جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم
یاد کرکے انہیں سر دھنتا ہے   یہ صریریں ہیں کہ فریاد قلم
جم گیا سال کا نقشہ ای قدر   لوح محفوظ ہے ایجاد قلم
۱۲۸۳ھ

تاریخ آغاز مخزن الاخبار طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

مخزن الاخبار کو پایا جو مالامال حسن   لوٹنے کا ذرِّ غلطان کو بہانہ مل گیا

سال سے ہوا وج نجم مشتری روشن امیر
جس کو پرچہ ملگیا سمجھا خزانہ ملگیا

تاریخ رسالہ اردوی منشی قادر علی بھوپالی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

اس رسالہ کی قدر ہو گی ضرور
رائگان جائیگی نہ یہ محنت
فال ہے نیک امیر کی تاریخ
پائے گا یہ قبول کا خلعت

تاریخ طبع دیوان اوّل نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رام پور طبعزاد ایضاً

جب اہل فہم سنتے ہین ایسے کلام کو
آتی ہے چار سمت سے آواز مرحبا
تاریخ ہے یہ خاتمۂ طبع کی امیر
دیوان شاہ ملک سخن طبع ہوچکا
۱۲۹۳ھ

تاریخ ناول تصویر مؤلفہ ریاض طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نطق تو مخصوص انسان ہی امیر
ہے اسی کا خاصّہ تصویر بھی
لیکن اس ناول نے ثابت کر دیا
بولتی تصویر ہے تصویر بھی
۱۸۹۲ء

تاریخ رسالہ سلوک مؤلفہ حضرت شاہ معصوم نقشبندی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

ہدایت مین اس کے مضامین عالی
خضر ہین پئے کاروان طریقت
امیر اس کی تاریخ مین نے یہ لکھی
زہے رہبر سالکان طریقت
۱۳۱۰ھ

تاریخ دیوان نواب عبدالعزیز خان دہلوی طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

یکتا ہے فصاحت مین بلاغت مین یہ دیوان
تعریف کرے اس کی یہ کیا منہ ہے دہن کا
زیبا ہے امیر اس کے لئے مصرع تاریخ
ہر صفحہ نیا آئینہ ہے بزم سخن کا

تاریخ دیوان فارسی نواب کلب علیخان بہادر والی ریاست رام پور طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

در انجمن معنی سلطان سخن آرا
شمعے بتجلے افروخت از شعلہ زبانہا
آن شمع بود دیوان آن شعلہ بود مضمون
پیداست ز لمعاتش رنگ ہمہ دانہا

ازہند بایران شد وز پارس بہند آمد
ہر ملک معطر گشت از عطر فشانیہا
در پارس ہمی بالد زین نظم زباندانی
در ہند ہمی جوشد زین بحر روانیہا
مطبوع شد و گفتم تاریخ آمیر آئینا
چون ہند عجم نازید از شوخ زبانیہا
۱۳۰۶

تاریخ دیوان نایاب مرحوم طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور

نایاب نے کیا کہا اسے ہیں پھول
اللہ رہے یہ باغ شاداب
تاریخ بھی ہے امیر نادر
کس حسن کی ہے یہ نظم نایاب
۱۳۱۲

تاریخ طبع کلیات میان منیر طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

جب یہ دیوان ہو چکا مطبوع
ہوگئی نظم و نثر عالمگیر
داغ نے اس کی یہ کہی تاریخ
آفتاب منیر و بدر منیر
۱۲۹۶ھ

تاریخ ناول منشی ریاض احمد خیرآبادی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

یہ فسانہ کس قدر رنگین ہوا
ہو سکے کیا ہم سے تعریف ریاض
داغ لکھدو اس کا سال عیسوی
ناول نادر ہے تالیف ریاض
۱۸۸۹ع

تاریخ اشاعت اخبار ہزار داستان طبعزاد جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی مغفور

درمجلس ما بیا کہ ایجا
خوش انجمنی زداستان است
بشنو نغمات نغز اخبار
این بزم ہزار داستان است
۱۳۱۲ھ

تاریخ طبع رسالہ تعین الشعرا مؤلفہ میر محمد علیخان طبعزاد جناب مولوی محمد یحیی عالم وفاضل قاصد تخلص نائطی حیدرآبادی

آپ نے حضرت ناظم اکثر
قاعدے جمع کئے بے تخفیف
عام لوگون کی سہولت کے لئے
آپ نے اس کی اوٹھائی تکلیف

جب ہوئی ختم کہا قاصد نے ہے معین الشعرا یہ تالیف
سنہ ۱۳۰۴ھ

تاریخ تالیف کتاب قانون فارسی مؤلفۂ میرزا کمال الدین سنجر طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چہ سنجر آن چمن آرائے بوستان کمال درین زمانہ کہ شیرین مقال گردیدہ
فلک نیافتہ چون وے بدور صفحۂ دہر اگرچہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ
ببین بہ نسخۂ قانون رقم نمودۂ او میان خلق عدیم المثال گردیدہ
بدین صراحت و خوبی و اختصار بیان وجود نسخۂ دیگر محال گردیدہ
دلا سے ماسنۂ طبع او نمودہ رقم پسند خاطر اہل کمال گردیدہ
۱۲۹۶ ہجری

ریویو تاریخی بر کتاب صحیفۂ زرین مرتبۂ رائے پراگ نارائن بہار گو طبعزاد مؤلف این کتاب

نولکشور کہ مرد خجستہ طالع بود محبتش بدل خلق نقش بر حجر است
بہار باغ وجودش پراگ نارائن خوشا بہار کز و نخل علم پرثمر است
ضیائے چشم مروت امیر روشن رائے حدیقۂ چمنستان دانش و ہنر است
روان طبع سخن مالک اودہ اخبار شہ قلمرو انشا لئیق نامور است
بہ رائے صاحب خود گرچہ آن تفوق داشت دلے بعقل جوان گویم این بہ از پدر است
پدر اگر نتواند پسر تمام کند مقولۂ عجمی حسب حال این پسر است
ببین صحیفۂ زرین ز حسن تالیفش کہ در تسلسل احوال رشتۂ گہر است
صحیفۂ بمثل یادگار دربار است بنام نامی قیصر چہ مایہ مفتخر است
صحیفۂ کہ مشاہیر ہند را تاریخ صحیفۂ کہ جلا بخش معنی سیر است
زہے وضاحت مضمون باختصار بیان عجوبہ ایست کہ دریا مگر بکوزہ در است
سواد بخش معانی بود سواد خطش بیاض بین سطورش تجلی نظر است

پسند خاطر اہل کمال چون نہ شود
کہ از کمال مؤلف زمانہ باخبر است
ہنروران جہان قدر و قیمتش دانند
کہ کوہ نور با کلیل فرق تاجور است
ہماے اوج سعادت بدام او افتد
اگر توجّہ شہ را بجانبش گزر است
بعید نیست کہ قیصر کند برو نظرے
کہ این خزینہ ازان بارگہ قریب تر است
طلا کند مس بے مایہ را نگاہ کرم
شگرف نیست اگر کیمیا ز خاک در است
مؤلفش ہمہ تن در خور خطاب پدر
کہ یک اشارہ سلطان وسیلۃ الظفر است
سزد کہ نائب قیصر شود محرّک او
بعندلیب چمن احتیاج بال و پر است
ز دست من نرسد ہیچ جز بصدق دعا
کہ ارمغان سخن گو سہ حرف مختصر است
ولا بلوح کتابش رقم زند تاریخ
نشان ہستی نام آوران ز آب زر است
۱۹۰۶ع

قطعۂ تاریخ آغاز پیسہ اخبار روزانہ طبعزاد مؤلف این کتاب

بجان و دل ستایم مولوی محبوب عالم را
بزور بازوش بنیاد این اخبار محکم شد
بحمد اللہ کہ حسن صورت اخبار روزانہ
جلا افزاے چشم قدر دانان مکرّم شد
طراز معنیش تسکین دہ دلہا ست عالم را
سواد خط بیاض کاغذش حسن مجسّم شد
قلم بشکست در دست خرد مضمون نگاریہا
گروہ خردہ گیران را سواد دیدہ پرنم شد
چہ تصویریکہ از خال و خطش بر صفحۂ گیتی
تجلّاے نگار صورت معنی مسلّم شد
ز روز افزونی قدرش ہمین یک نکتہ تصدیقے
کہ نقد قیمت سالانہ از وہم و گمان کم شد
زبان معترضا اندر دہن کیفیتے دارد
بتحریک نہان پہلو نشین حرف مدغم شد
پئے سالش ہمی گوید ولا برجستہ تشبیہے
کہ حسن شاہد رنگین بیان محبوب عالم شد
۱۳۲۴ھ

تاریخ تالیف کتاب حیوٰۃ الحمام مؤلفۂ مؤلّف طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

شکر خدا راست که تالیف من
یافت بآوان نکو اختتام
بندهٔ دیرینه نمک خوار او
پیش کشیدش بحضور نظام
مایهٔ نازست که حسن قبول
نامورم ساخته در خاص و عام
خسرو ما بر فلک مملکت
نیّر اقبال تو تابد مدام
تا ابد بر سر ما زنده باش
با همه اقبال و همه احتشام
بر ورق دہر بود دفترت
از قلمت ملک تو گیرد نظام
ساقی تقدیر تو بزم ترا
بادهٔ امّید بریز و بجام
فکر بلند تو شود اوج سای
طائر اقبال درافتد بدام
کام روا باد ولی عہد تو
آصف ما باد الٰہی بکام
بلبل فکرست نواسنج سال
لنسخهٔ نایاب حیوٰۃ الحمام
۱۳۰۲۳

تاریخ تالیف کتاب عطیّات سلطانی مؤلفہ مؤلف طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

نوشتم درین نامه مضمون خاصے
گر از لطف عام ملوک است قسمے
چه قسم آنکه منعم کند مفلسے را
در آئینهٔ دل به بندد طلسمے
طلسمے که آبے دہد از سرابے
چو جان آتشے برکن از خاک جسمے
چه جسم آنکه یک لفظ و صد معنی او
عطیّات سلطانیش کردم اسمے
۱۳۲۵ھ

(ع) تواریخ تعمیر و تیاری عمارات و چاه ہا و باغ ہا و حوضہا

تاریخ تیاری باغ فرح بخش طبعزاد نعمت خان عالی

در باغ فرح بخش گزر کن شاہا
بر حسن گل و سبزه نظر کن شاہا
نعمت خان را برائے سال تاریخ
۱۱۳۱
از باغ فرح بخش بدر کن شاہا
۲۱۹۳

(نوٹ) باغ فرح بخش کے اعداد ۲۱۹۳ ہین جس مین سے اعداد نعمت خان (۱۲۱۱) کا تخرجہ کیا جاے تو ۹۸۲ھ حاصل ہوتا ہے اور یہی سنہ مطلوب ہے

تاریخ تعمیر مسجد غضنفر خان در شہر گنجی طبعزاد جناب ناصر علی سرہندی مغفور

آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ	مسجد آراست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بناے او علی سے گوید	اینک شدہ حسن مطلع بیت الله ۱۱۰۵ھ

تاریخ تعمیر پل رود موسے واقع حیدرآباد طبعزاد متعنی مغفور

بعہد افضل الدولہ بہادر	نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خور	بود خورشید اقبالش درخشان
بکو دیوان او مختار ملک است	کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر	سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
بحسن راے مسٹر ہارٹ این پل	بنا شد ہمچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسے ۱۲۷۶ھ	ز متعنی مصرع تاریخ برخوان

تاریخ بناے چاہ در بلگرام طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

چو ساخت چاہ میرزہ محمد اسمٰعیل	مثال زمزم از و آب کرد طغیانی
پے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش	بنا نمودہ میرزاہ زمزم ثانی ۱۲۷۹ھ

تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ تیار شد طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

طراز خانۂ دین سیدی وزیر حسین	چو جد خویش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرہ از عوامل دفتر	بسعی خویش بنا کرد مسجد لامع
بناے سال ز معمار فکر قدر آمد	شد از جماعت اسلام قائم این جامع ۱۲۸۴ھ

تاریخ تعمیر مسجد آغا علی خان لکھنوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

جناب آغا علی خان اور الطاف حسن خان نے	عبادت کو خدا کی راہ مین تعمیر کی مسجد
کہی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع مین	حرم کی شبہ ہے اللہ اکبر یہ نئی مسجد ۱۲۹۱ ہجری

تاریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنو طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے	بجدّ و جہد کل اٹھارہ سو سرسٹھہ نومبر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
قوی ڈالی بناے خیر خود کیننگ کالج کی	مگر سدّ سکندر جس طرح وقت سکندر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج	زمان عدل وزیر ریزیڈنٹ سر جارج کوپر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
جو باتمکین ہین کرنل ریڈ صاحب مہتمم لائق	ملک پہلو نشین ہین اس رواق عرش پیکر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
سخی دل سر مہاراجہ بہادر منصف واقف	ہنر زیبا شجاعت دے دگبجے سنگھ اسم ذوفر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کے سی اس آئی	کفیل حال کالج ہین یہ دانا بخشش زر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
سعید الملک امیر الدولہ والا نجم ذی ہمّت	یہ عالی رکن امیر حسن ہین فتح مکّر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع
یہ عثمان سخا وائس پریسیڈنٹ سابق مین	کوئی ہمسر نہین جاہ و عروج و شوکت و فر مین
۱۸۶۷ع	۱۸۶۷ع

ہے زیبا پایہ ازبس اوج شنکر بخش سانا کا	ہین وہ ایس پسیڈنٹ داخل اہل جوہر مین
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
ہمایون بہر ڈپٹی میرزا عباس خان صاحب	ہین سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ ممبر مین
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
ہوئے میر عمارت نیکدل کرنل ہوشن اسمین	دل افزا ہے صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
ہین لقمان خرد ولمور صاحب نامی انجنیر	لکھی تہی قطع صنعت انکی کالج کے مقدر مین
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
نکو خوام جی ہوائٹ صاحب نام ابراہیمین ہر مین	سراپا فرد ہے کیننگ کالج ہفت کشور مین
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج	ہین جب تک نجم و مہ افلاک پر ہوتی سمندر مین
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء
مکمل نظم وہ لکھی ہے قدر بلگرامی نے	ہین سال عیسوی مقصود ہر ایک مصرع تر مین
۱۸۶۷ء	۱۸۶۷ء

تاریخ تعمیر دولت سرائے حاجی بادشاہ سفیر ترکی بمقام مدراس طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

گرامی منزل و فرخ مکانے — کہ قصر آسمان شد پیش او پست
بیان واقعی شد سال تعمیر — ہمایون قصر حاجی بادشاہ است
۱۲۹۸

تاریخ تعمیر دولت سرای نواب عماد جنگ مرحوم میر مجلس مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

مہِ برج امارت میر مجلس — کہ عالی پایہ خیلے ہوشمند است
سخن سنجے کہ طول بام فکرش — فرازِ بام معنی را کمند است

بنا فرمود نورانی بنائے — کہ چون بالی بعالم سر بلند است
ولا تاریخ تعمیرش چہ خوش گفت — تعالی اللہ مکان دلپسند است
۱۲۹۹

تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودہ نواب صدیق یار جنگ بہادر ناظم دفتر ملکی حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

اینک از احسان ب حسن عمارت گرفت — خانۂ رب العباد سجدہ گہ مسلمین
۱۹۴۰ سمت — ۱۲۹۳ فصلی
کلک سروش ولا سال بنایش نوشت — معبد قدسی مقام مسجد اقصی است این
۱۸۸۳ عیسوی — ۱۳۰۱ ہجری

تاریخ تعمیر الگن محل در ریاست نابہا طبعزاد مؤلف این کتاب

ہمایوں راجہ بھگوان سنگھ ذی مراتب نے — بنا کی اک عمارت دلکشا دربار نابھا میں
ہوئی تکمیل اس کی راجہ ہیرا سنگھ یکتا سے — چو لعل بے بہا ہیں معدن کہسار نابھا میں
یہ راجہ راجگان ہند کے ہیں اور مہاراجہ — شجیع نامور ہیں لشکر جرار نابھا میں
اسی میں نائب قیصر کی مہمانی کا سامان تھا — اسی سے نام پایا یہ مکان امصار نابھا میں
بڑھا دی آبرو فیض قدم سے لارڈ ایلجن نے — اسی سے آبرو ہے گوہر شہوار نابھا میں
انہیں کے نام سے روشن ہوا نام اس عمارت کا — بشکل ماہ تابان گنبد دوار نابھا میں
ولا نے عرض کی تاریخ سمت بر محل اسکی — بنا الگن محل پر شفقت سرکار نابھا میں
۱۹۵۵ سمت

تاریخ تعمیر مسجد سلطان پورہ حیدرآباد دکن جس کا صرفہ تہ صرف خاص شاہی سے ہوا طبعزاد مؤلف کتاب

مسجد صرف خاص سلطانی — تن سلطان پورہ را جان است
راست مے گویمش علو منار — قامت سرو در گلستان است
سد اسکندریست دیوارش — فاصل حد کفر و ایمان است

چہرہ اش راکمان چو قوس قزح
خم طاق ابرو حسینان است

رکن ایمان بود ستون بلند
سقف عالیش ظلّ سبحان است

زینۂ منبرش تعالے اللہ
ارتفاعش عروج ایمان است

بارک اللہ پر فضا صحنش
در فراخی دل کریمان است

نہر او سلسبیل باغ جنان
آبرو بخش بحر عمّان است

صفۂ آویزۂ قنادیلش
سلک سیارہاے تابان است

فرش گلرنگ جانمازی او
پردۂ چشم عندلیبان است

حافظ اوست اوستادِ ازل
مکتبش درس گاہ قرآن است

سال تعمیر از سروش ولا
مسجد صرف خاص سلطان است
۱۳۱۸

تاریخ تعمیر مسجد بنا فرمودۂ شیخ میران در قصبۂ کاماریڈی پیٹہ طبعزاد مؤلف کتاب بدا

میران الشیخ بنی المسجد
الصلوٰۃ العبد الاواہ

فیقول ولا التاریخ لہ
اعلم ہذا بیت اللہ
۱۳۲۵

(ف) تاریخ سزا

تاریخ حکم میل کشیدن بچشم شاہزادہ شہریار طبعزادش

ز نرگس گلاب ارچہ نتوان کشید
کشیدند از نرگس من گلاب

اگر از تو پرسند تاریخ من
بگو کور شد دیدۂ آفتاب

(ص) تاریخ فراغ حج

تاریخ فراغ از حج بیت اللہ شریف طبعزاد جناب شیرین سخن خان راقم مغفور

چو فارغ گشتم از حج و زیارت
بلطف دستگیر شفقت افزا

دعایش خواستم در ضمن تاریخ — جزاہ اللّٰہ فی الدارین خیرا
۱۲۷۹

(ق) تاریخ رہائی

تاریخ رہائی میر مہدی لعلی بلگرامی از قید فرنگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

سید عالی نسب والا حسب مہدی لعلی — فرش راہ آل احمد خاک پائے بوتراب
پھر گئے طالع ہوئے وہ قیدی قید فرنگ — تین سال آخر یونہین نازل رہا اُنپر عذاب
قید خانہ برج عقرب تھا تو وہ اوسمین قمر — اُف رے گردش ہے کہین ایسی نحوست کا جواب
قید خانہ اِک گہن تھا اوسمین وہ خورشید تھے — اف رے اندھیر اہل عالم سب تھے باچشم پرآب
آنکھ مین آنسو دعا لب پر دلونمین داغ و درد — دفعۃً یون ہوگئین سب کی دعائین مستجاب
قید سے اوس یوسف ثانی کا چھٹکارا ہوا — آیا پھر آیا زلیخا سے مسرت پر شباب
پھر وہی جلسے وہی چھلین ہی ہین جھگھٹے — پھر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رباب
بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد — چپ رہو اے قدر ہے یہ داستان گونگے کا خواب
کوکب تاریخ چمکا دو سمائے فکر پر — ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب
۱۲۹۰ھ

(ر) تواریخ وفات

تاریخ شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ طبعزاد عبد الغفور خان نساخ

بریدا ابن ملجم چو فرق ولی — عیان گشت تاریخ فوت علی
سنہ ۴۰ ہجری

(نوٹ) اگر فرق ولی (و) کو گرادین تو سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ یا فرق ولی سے لفظ علی کا عین لین تو عین کے جدا ہونے سے (لی) کے عدد ۴۰ باقی رہ جاتے ہین جو سال شہادت ہے۔

تاریخ شہادت حضرت امام ہمام علیہ السلام طبعزاد مولانا روم علیہ الرحمۃ

سن چہ گویم کربلا را واقعات
آہ بیرون آمدہ از اسم ذات

(نوٹ) اسم ذات سے لفظ اللہ مراد ہے جس کے عدد مورّخ نے ۶۷ لئے ہین اور پھر انہین سے اعداد لفظ (آہ) یعنی (۶) کا تخرجہ کیا ہے۔

واضح ہو کہ اللہ مین الف ثانی از روے رسم الخط فرقانی کھڑا زبر ہے نہ الف اور کھڑے زبر کا عدد جمل بقاعدۂ جمل محسوب نہین ہوتا۔

اہل جمل کے پاس اللہ کے عدد (۶۶) معین ہین (ع) اَللہ بود یک الف و ہا و دو لام پس مولانا سے حساب اعداد مین تسامح ہوا ہے۔

تاریخ وفات شیر شاہ طبعزاد یکے از متاخرین

شیر شاہے کہ از صلابت او
شیر و بز آب را بہم مے خورد

چون برفت از فنا بدار بقا
سال تاریخ او ز آتش مرد
۹۵۲

تاریخ وفات ہمایون بادشاہ طبعزاد یکے از متاخرین

ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل
کہ فیض خاص او بر عام افتاد

بنائے دولتش چون یافت رفعت
اساس عمرش از انجام افتاد

چو خورشید جہانتاب از بلندی
بپایان در نماز شام افتاد

جہان تاریک شد در چشم مردم
خلل در کار خاص و عام افتاد

قضا از بہر تاریخش رقم زد
ہمایون بادشاہ از بام افتاد
۹۶۳

تاریخ وفات کلیم ہمدانی طبعزاد غنی کاشمیری

گفت تاریخ وفات او غنی
طور معنی بود روشن از کلیم
۱۰۶۱

تاریخ وفات مولانا سید نوح طبعزاد جناب آزاد بلگرامی مغفور

عمدۃ العصر سیدی نوح　　ذاتہ نخبۃ البریات
قال آزاد عام رحلتہ　　اِنّ للمتقین جنّات ۱۱۶۵ ہجری

تاریخ وفات ناصر جنگ شہید آفتاب تخلص طبعزاد جناب آزاد بلگرامی مغفور

نواب عدل گستر عالی جناب رفت　　فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد　　تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت ۱۱۶۴

تاریخ شہادت بزرگے طبعزاد جناب شمس الدین مظہر جانجان رحمۃ اللہ علیہ

آن قبلۂ ارباب تقی عاش حمیدا ۴۳۴　　وان قدوۂ ارباب صفا مات شہیدا ۷۶۱
مجموعۂ ہر دو صفت سال وفاتش　۱۱۹۵　مظہر رضی اللہ لقد کان سعیدا

تاریخ رحلت عباس پاشا خدیو مصر طبعزاد جناب راقم مدراسی مغفور

فرمود رحلت چون والی مصر　　زین دار فانی اے وا دریغا
تاریخ فوتش گفتا سروشم　　شد سوے جنت عباس پاشا ۱۲۷۰

تاریخ رحلت حضرت شاہ محی الدین قطب ویلور قدس سرہ طبعزاد جناب افضل مدراسی مغفور

شیخ دوران ز دار فانی شد　　در بقیع مدینہ سوے جنان
گفت تاریخش افضل مہجور　　رفت ہیہات محی دین ز جہان ۱۲۸۹

تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنو طبعزاد جناب ناسخ مرحوم

گشت تاریخ مصرع استاد　　ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ۱۲۴۳

تاریخ رحلت نواب میر جعفر علیخان طبعزاد جناب غالب دہلوی مغفور

گردید نہان مہر جہانتاب دریغ　　شد تیرہ جہان بچشم احباب دریغ
این واقعہ را از روے زاری غالب　　تاریخ رقم کرد کہ نواب دریغ ۱۲۸۰

تاریخ رحلت قاضی شیخ محمد تلمسانی طبعزاد جناب باقر آگاہ نائطی مغفور

مقتدائے شریعت غرّا   شد بدرگاہ قاضی الحاجات
گفت آگاہ غم رسیدۂ او   رضی اللہ عنہ سال وفات
۱۲۰۱

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نور اللہ مرقدہ طبعزاد جناب ذکائے مغفور

اے طبیب جانستان نادر علی   صحّت از رائے تو دائم نارضا
کردۂ با افضل الدولہ چنان   کابن ملجم با علیّ مرتضیٰ
ماجرا بس عبرت انگیز است لیک   حاصلے نبود بذکر ما مضیٰ
در گزر کردم ازین تاریخ آنست   چون طبیب ابلہ شود آید قضا
۶۱   ۱۳۴۶ ـ ۶۱ = ۱۲۸۵ھ

تاریخ رحلت مولوی سید غلام جیلانی مودودی طبعزاد جناب ذکائے مغفور

اے رونق دودمان مودود   کز عہد شباب برنخوردہ
رفتہ ز جہان و رفتن او   نور نظر از قبیلہ بردہ
کلفت زدہ خاطرم سنش گفت   ہے ہے سر شام شمع مردہ
۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم مغفور طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

وفات کردہ ز دنیای دون ہزار افسوس   رئیس نامورے عمدہ نامدار و کریم
۱۲۷۸ھ   ۱۲۷۸ھ
ز قدر سال چہارم بمرگ او بشنو   سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم
۱۲۷۸ھ   ۱۲۷۸ھ

تاریخ وفات مولوی صدر عالم تہانوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

صدر عالم کہ بود بدر عالم   در دہر بسے فزود قدر عالم

تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر
رحلت بجنان نمود صدر عالم
۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات عم مؤرخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

عم من قبلۂ و ملاذ من
جان بجان آفرین سپرد افسوس
سال شنفتار او بخوان اے قدر
ہاے قدرت علی بمرد افسوس
۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات خواجہ بدرالدین دہلوی طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت مین دفن
نور آیا یا کہ چشم کور مین
قدر نے تاریخ کا مصرع کہا
آہ بدر آیا خسوف گور مین
۱۲۹۶ھ

تاریخ رحلت فرزند راجہ گردہاری پرشاد باقی طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور

راجہ بنسی نغز گو باقی تخلص نیک خو
ذی حشم ذی رتبہ عالی منزلت عالی دماغ
اے فلک افسوس یون ہو مبتلاے حادثات
اس طرح برباد ہو جاے یکایک اسکا باغ
سال بھر مین دونون فرزند اگر پیچھے اٹھہ گئے
آفتاب خاندان وہ تہا تو یہ گہر کا چراغ
سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہے نیستی
تنگناے دہر مین حاصل نہین ہوتا فراغ
ایک دن عشرت کدہ چالیس دن ہے غمکدہ
اس جہان پر الم مین کوئی کیا ہو باغ باغ
آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے
جو خدا کے بھید ہین ملتا ہے کب انکا سراغ
داغ نے یہ عیسوی سنہ مین کہی تاریخ آج
آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیٹے کا داغ
۱۸۸۸ع

تاریخ رحلت سعادت میر خان طبعزاد جناب مولوی محمد یحیٰی عالم و فاضل قاصد تخلص نائطی حیدرآبادی

چون فتاد از آسمان مجد آن سعد السعود
گشت تیرہ از غم اندوہ آن تابندہ دل
خامۂ قاصد رقم زد سال تاریخش چنین
روح رفتہ از سعادت میر خان زندہ دل
۲۱۴ ۱۵۳۶

(نوٹ) سعادت میر خان زندہ دل کے اعداد ۱۵۳۶ ہین جن مین سے روح کے

۲۱۴ عدد خارج کئے جاوین تو (۱۳۲۲) حاصل ہوتے ہین اوریہی سنہ مطلوب ہے

تاریخ رحلت مولوی محمود نواز خان عم مؤلف کتاب طبعزاد مؤلف

کریم النفس از دنیا سفر کرد	مقامش منزل مقصود باوا
دعاے مغفرت شد سال رحلت	خدایا عاقبت محمود باوا ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات محمد جہان گیر مہتمم انعامات حیدرآباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

خدایا این چہ نافرجام روزیست	کہ از شام بلا افزون بہ تحذیر
زبان گر دیدہ با فریاد ہمدم	تنفس را تحیر شد گلوگیر
الم پشت جہان شکل کمان کرد	رساند از آہ دل بر سینہ ہا تیر
ز تار نالہ و فریاد عالم	مسرت را بپا افتادہ زنجیر
کف افسوس می مالد پے ہم	ز حسرت ہر جوان و کودک و پیر
چو این افسانہ خوابے فی المثل بود	بجستم از سروش غیب تعبیر
سروشم داد تاریخی جوانے	جہان بگذاشت بیچارہ جہان گیر ۱۲۹۹ھ

تاریخ وفات مشفقی مولوی نیاز احمد وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

پاک باطن آسمان علم و فضل	از قضا زین دار فانی شد روان
۱۲۹۳ فصلی	۱۸۸۳ عیسوی
گفت رضوانم و لا از بہر سال	شد نیاز احمد بگلگشت جنان
۱۹۴۰ سمت	۱۳۰۱ ہجری

تاریخ رحلت نواب احمد حسین خان بہادر رفعت یار جنگ صوبہ دار حیدرآباد دکن طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

جب ہوئے دنیا سے رخصت دولت ایمان کے ساتھ	قصر جنت مین ہوئے ممتاز رفعت یار جنگ

کہدیا فکر ولا نے سال رحلت فی البدیہ
چل دیے دنیا سے با اعزاز رفعت یار جنگ
۱۳۱۵

مرثیۂ تاریخی رحلت نواب سر سالار جنگ مختار الملک وزیر اعظم حیدرآباد دکن طبع زاد مؤلف کتاب ہٰذا

آسمان رفعت وزیر نامور مختار ملک
آنکہ در ملک دکن بینی ز عدلش آب و رنگ
حامی خلق خدا شیرازہ بند مملکت
ماہر ہر کار عالی فہم نقاد و زرنگ
جوہر کان کرامت گوہر بحر کمال
نیّر برج امارت مہر چرخ ہوش و ہنگ
خوش زبان شیرین بیان عذب اللسان شکر مقال
آنکہ از حسن بیان آورد دلہا را بہ چنگ
ظلمت آباد دکن را مہر ذاتش نور داد
داد او بیداد را برداشت چون آئینہ زنگ
حیف از چرخ جفا کار آہ از جور سپہر
کآفتابے را نہفت از چشم عالم بے درنگ
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند اندر جہان
آسمان زد شیشۂ عمر عزیزش را بہ سنگ
شد دوتا در ماتمش پشت فلک مانند قوس
زین سبب بارد مصائب ہمچو باران خدنگ
تا فغان و نالہ برخیزد ز دلہا متصل
اندرون سینہ ہا راہ نفس گردیدہ تنگ
سنبلستان جہان سرخست چون خط شہید
بسکہ باریدہ است چشم خلق اشک لالہ رنگ
ملک ہند از رحلتش تنہا نبا شد نالہ کش
در عزا داریست روم و شام با چین و فرنگ
اے ولا بس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان
صبر کن زنہار با تقدیر یزدانی مجنگ
در قضای حضرت باری نباید دخل کرد
کاندرین رہ بنگری اندیشہ را پاے لنگ
ثبت کن سال وفاتش بر سر لوح مزار
فائز دار البقا گردید سر سالار جنگ

ایضاً وله

مختار ملک دادگر کشور دکن
ظلمت سرای کون و مکان از قضا گذاشت
تا زیست کرد ہمسر خود در جہان نداشت
ہر گہ کہ مُرد نام نکو در قفا گذاشت

در روزگار ہر کہ جفا بود پیشہ اش
از ہیبتش بسجیۂ اللہ جور و جفا گذاشت
آئینہ کرد ملک دکن را بنور عدل
خود از جہان گذشت و بروئش جلا گذاشت
واحسرتا کہ بر ورق دہر کس نماند
دور زمانہ ہیچو کسے را چو وا گذاشت
واحسرتا کہ فرد فرید از زمانہ رفت
رفت آنچنان کہ عقل و دل خلق جا گذاشت
واحسرتا کہ ہیچو گلے را خزان ببرد
برد آنچنان کہ طاقت صبرش قوا گذاشت
با خود نبرد ہیچ مگر نیکی عمل
بر روے دہر شہرۂ جود و سخا گذاشت
رحمت بروح پاک وزیری کہ ہیچو بیت
احسان نمود و مزد عمل بر خدا گذاشت
افسردہ خاطرم سنۂ انتقال گفت
سالار جنگ وائے جہان فنا گذاشت
۱۳۰۰ھ

ولہ قطعۂ تاریخ

راہی دار الجنان گردید زین دیر خراب
صاحب ہمت وزیر باخبر سالار جنگ
۱۸۸۸ عیسوی
۱۹۳۹ سمت
سال او گوید ولآے دردمند جان نثار
سیر گلزار جنان بگزید سر سالار جنگ
۱۲۹۲ فصلی
۱۳۰۰ ہجری

مرثیہ تاریخی رحلت خیر النسا بیگم محل خاص نواب غلام غوث خان بہادر رئیس کرناٹک طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

حیف از جہان کہ مالک دیرینۂ وطن
زین خاکدان گذشت و بملک بقا رسید
حیف ای فلک کہ بیگم خاص امیر ہند
رخت سفر بہ بست و بدار الجزا رسید
فریاد از آن زمان کہ نشانے نماند ازو
در ساعتیکہ نعرۂ واحسرتا رسید
واحسرتا کہ در چمنستان زندگی
در موسم نسیم چہ باد فنا رسید
گوییم مگر کہ ما در گیتی خبر نداشت
زین صدمہ کہ آہ ز دستش بما رسید

چشم جہانیان بغمش اشک خون گریست
گوئی کہ ناوکے بدل اندر فرا رسید
دل بیقرار گشت وجہان تیرہ در نظر
چون این خبر بپردۂ گوش ولا رسید
ہے ہے ازین دلم کہ طپیدن نہان نداشت
زان تحفہ کہ بر جگرم برملا رسید
گو مصرعے کہ بلبل شیراز زد نفیر
از گلستان دہر بگوش آشنا رسید

آن پیر لاشہ را چو سپردند زیر خاک
خاک از زمین بدامن پیر سما رسید
سیارگان دوید فلک منتشر شدند
شور غمش ببین ز کجا تا کجا رسید
تاریخ او بتدخلہ گوید سروش غیب
خیر النسا حضور شہ انبیا رسید
۹۶۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱
روح الامین بگفت کہ بنگر مراتبش
خیر النسا بہ درگہ جل و علا رسید
۹۶۲ + ۳۶۹ = ۱۳۲۱

تاریخ رحلت نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

وہ محی الدین خان تیغ جنگ
صاحب اقبال عالی پائگاہ
آصفی دربار کے میر کبیر
مطلع پائگاہ کے تابندہ ماہ
تھے دکن میں وہ بزرگی کے نشان
اور ریاست کے نہایت خیر خواہ
رہگرائے جنت الماوے ہوئے
قصر فردوس برین ہے خوابگاہ
شمس دیہیم امارت چھپ گیا
ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ
تیر اندوہش بدلہا جا گرفت
تیرہ و تار ہست در چشمان نگاہ
سال رحلت ہے بیان واقعی
ہائے دنیا سے گئے خورشید جاہ
۱۳۲۰

تاریخ رحلت مولوی سید محمود بیرسٹر ایٹ لا جج ہائی کورٹ الہ آباد طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

چون حامی قوم و افتخار ملت
فرمود ازین جہان فانی رحلت
گفتہ سنۂ وفات او فکر ولا
سید محمود شد بقصر جنت
۱۳۲۱

تاریخ رحلت مولوی سید علی لکھنوی کامل تخلص استاد مؤلف این کتاب لمؤلفہ

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی
اقلیم سخن کی ہے یہ بد اقبالی
افسوس جہان مین فرد کامل نرہا
استاد سے ہوگیا زمانہ خالی
۱۳۲۲ھ

تاریخ رحلت استادی نواب افصح الملک مرزا خان داغ دہلوی طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

میرے استاد داغ نام آور
جو مرجح تھے ہر مقابل پر
اس زمانے مین انکی فکر بلند
آسمان تھی زمین مشکل پر
بلبل ہند تھی زبان ان کی
مستند تھی لب عنادل پر
آج دنیا سے کر گئے وہ سفر
واصل حق ہین پہلی منزل پر
ہوگیا آج انکا بیڑا پار
رہ گئے ہم تڑپ کے ساحل پر
مصرع سال ہے فغان و آلا
ہاے وہ داغ دے گئے دل پر
۱۳۲۳ھ

تاریخ رحلت استادی مولوی نجم الدین حسن افضل تخلص طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

کرد تیر آہ ہجران کار یک دیگر تمام
زانکہ از بار غمش پشت جہانی قوس شد
چشم گریان را دلاسا می شود سال وفات
جاے نجم الدین حسن بر مطلع فردوس شد
۱۳۲۵ھ

مرثیۂ تاریخی رحلت نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

محسن قوم کزین ملک فنا ہجرت کرد
تا دم زیست بغم خواری ما دعوت کرد
بود در پیش روی ہمقدم سر سید
اے چہ سجادہ نشینے کہ برو سبقت کرد
داشت با خلق خدا خلق ہمیشہ قائم
با تبختر فلکشان حوصلہ اش نفرت کرد
رہبر مسلک احکام شریعت میبود
تا توانست مگر پیروی سنت کرد
فطرت او بالوالعزمی خود داشت صفت
رونقے داد بہر کار کہ او ہمت کرد

دست از شیوهٔ راحت طلبی باز کشید
حیدرآباد هم از نخل وجودش برخورد
والی ملکِ دکن آصفِ سادس بکرم
باخطابیکه سزاوار همین خدمت بود
نائب سلطنت هند گورنر جنرل
گرچه بودند و گزشتند حکیمانه بسے
منهمک بود شب و روز بغم خواری قوم
نظر خوش گزرش داشت دل خلق بدست
مرتبت داشت ولیکن بره خدمت قوم
تلخ گفتاری عالم بشکر خنده ببرد
حرمت هر کس و ناکس بنظر داشت مدام
مزد محنت بخدا داد خلوص عملش
کرد کارے زپے قوم که بے کار نرفت
واے در چشم زدن ملک بقا را بگزید
هر که بشنید صفاتش بدعا کردش یاد
وا دریغا فلک کجروش ناهنجار
قوم اسلام چه نقصان عظیمے برداشت

روے گل سیر ندیدیم بهار آخر شد
لاله داغے بجگر دارد و ما هم داغے

تا بزحمت کشئ بار سفر عادت کرد
سعی موفور بشادابی این دولت کرد
محسن الملک خطابش عوض خدمت کرد
نام نامیش باطراف جهان شهرت کرد
تمغهٔ قیصریش داد و بسے عزت کرد
شرط انصاف که با او نتوان نسبت کرد
خدمت قوم بهر لحظه و هر ساعت کرد
سخن او همه را شیفتهٔ الفت کرد
بندهٔ بود که ترک تزک و حشمت کرد
زهر بدگوئی ما را عوض شربت کرد
با حریفان جفاجو کرم و شفقت کرد
بارک الله که بے مزد عمل محنت کرد
آنچه پیغمبر برحق به حق امّت کرد
دیر نگذشت که زین دار فنا رحلت کرد
وانکه نامش بزبان برد برو رحمت کرد
برهم این دفتر و شیرازهٔ جمعیّت کرد
کلفتش مایهٔ نقد دل و جان غارت کرد
که به بربادی این باغ خزان عجلت کرد
داغ هجران که فلک در حق ما قسمت کرد

دیدۂ عالمیان در المش خون بگریست
تا دل از سوزِ غمِ رحلتِ او رقّت کرد
دولتے بود گرانمایہ کہ از دست برفت
وائے چرخ کہن از مایۂ خود غفلت کرد
حیف از مادر گیتی کہ نشد فرزندے
تف برویش کہ ستمگار چنین حرکت کرد
اے ولا تن زن و این مرثیہ را طول مدہ
کہ بتقدیر آلٰہی نتوان حجّت کرد
دستگاہیکہ بفن جُملت داد خدائے
صرف این کار بباید بعبودیت کرد
فکرت من بسر لوح دل از سال وفات
نقشہا یافت کہ گوئیٰ قلم قدرت کرد

رحلت محسن ملک آہ چہ کلفت زدہ است
۱۹۰۷ عیسوی
مایۂ صبر و دوائے دل ما رخصت کرد
۱۹۶۴ بکرماجیت

ما فرو ماندہ بماندیم درین غم کدۂ
۱۹۰۷ عیسوی
ہادی صادق ازین ملک فنا ہجرت کرد
۱۳۳۶ محمّدی

ما بر مجبوری و تاریکی خود جان بلبیم
۱۹۰۷ عیسوی
سیّد القوم مسیحا دم ما رحلت کرد
۱۳۱۷ فصلی

حیف ہنگام خبرگیری ما نیست کسے
۱۹۰۷ عیسوی
ہاتف قوم بگلزار جنان راحت کرد
۱۸۲۹ شالیواہن

داشت کارے مگر آنجا پئے قوم ممتاز
۱۹۰۷ عیسوی
محسن الملک بزودی سفر جنّت کرد
۱۳۲۵ ہجری

تاریخ وفات نواب محسن الملک مرحوم طبعزاد مؤلف کتاب ہذا

الٰہی یہ ہے قوم پر کیا مصیبت
ہوا محسن قوم دنیا سے رخصت
ارے ہاے مہدی علیخان بہادر
ترے دم سے کالج کی تھی خیر و برکت

نہ اس طرح مرنے کا وہم وگمان تہا
گئے جب وہ شملہ پہ اچھے بہلے تھے
مسافر بنے خاطر قوم لیکن
یکایک ہوا سرخ بادہ کا دورہ
مقامی حکیمون نے کی فکر ساری
خبر پاکے پہنچے طبیب اپنے جلدی
شب چارشنبہ مین محسن سدہارے
اٹاوے کو لے کر چلے نعش اون کی
وہ قسمت سے غافل تہے دنیا کے بندے
عزیزون نے چاہا کہ لے جائین گہر پر
اُدہر حسن تدبیر پہ تہا بہروسہ
ٹرسٹی ہوئے جس گہڑی جمع سارے
مگر روح سیّد کا مقصد یہی تہا
ہوا فیصلہ قوم کے حق مین جس دم
نماز جنازہ پڑہی جمعہ کے دِن

چہپے۔ محسن الملک مہدی علی خان ۱۰۹۹
عجب بندۂ پاک باطن تہا محسن
دم مرگ بہی قوم کا لغلغہ تہا
رہا عمر بہر قوم کا تو فدائی

زمانہ سے اچّہی نہ تہی گرچہ صحّت
گزشتہ مرض کی تہی تہوڑی نقاہت
طبیبون نے اونکو نہ دی تہی اجازت
بدلنے لگی دمبدم اُن کی حالت
مگر کچہہ نہ کام آئی اون کی حذاقت
ولیکن گئی رائگان ساری محنت
جہان فنا سے ہوئی اون کی ہجرت
علی گڈہ کی مٹی مین تہا جذب الفت
رہی دیر تک دفن محسن مین حجت
رفیقون نے کی خرچ اپنی رفاقت
ادہر حکم تقدیر نے کی حمایت
وصیّت کی ظاہر ہوئی سب حقیقت
بنے اپنے پہلو مین محسن کی تربت
چلے لے کے تابوت سب اہل ملّت
غرض دفن سے اسکے پائی فراغت
۱۳۲۵ کہلی گور مین ۲۲۶ تعمیر کی حقیقت
کرے تجہہ پہ نازل خدا اپنی رحمت
نہ کی اپنے گہر کے لئے کچہہ وصیّت
نچہوڑی کسی وقت کالج کی خدمت

تجھی سے بڑہی اپنے کالج کی رونق
تجھی سے گہٹی بدگمانی کی شہرت
تنزل کو روکا ترے دم قدم نے
ترقی رہی ساری تیری بدولت
اولوالعزمیان تیری مخفی نہ تہین کچھہ
زمانہ مین ممتاز تہی تیری فطرت
وہ خلق مجسّم تہا محسن ہمارا
مثل تہی زمانہ مین اوس کی مروّت
زمانہ مین اوس کا نتہا کوئی شاکی
عجب اوس کی فطرت مین تہی آدمیت
امارت تہی اوس کی خداداد لیکن
پسند اوسکو ہرگز نہ تہی شان وشوکت
غریبون کا مونس فقیرون کا والی
مصیبت زدونپر رہی اُسکی شفقت
امیرون کے دل مین جگہ اوسنے پائی
رئیسون کی آنکہون مین تہی اُسکی عزت
کیا کام جو اپنی طاقت سے بڑہ کر
غرض اس زمانہ مین تہا دم غنیمت
کرین جس قدر اوس کی تعریف کم ہے
زبان قلم کو نہین اسکی طاقت
رہیگا زمانہ مین نام اوس کا قائم
کرے گی اوسے یاد تاحشر خلقت
لکہواے ولا مصرع سال ایسا
کہ ذکر اوس کا باقی رہے تاقیامت
پڑے تہلکہ کیون نہ دنیا مین اس سے
کہ اپنی جگہ سے ہٹا رکن ملّت
پہنکا آج صور سرافیل گویا
ہوا ہو کا میدان برستی ہے وحشت
عجب کیا جو قبرون سے اُٹھہ آئین مُردے
کہ مردون سے بدتر ہے زندونکی صورت
عجب کیا جو سورج ہو نیزے پہ قائم
تفِ غم سے غرق عرق ہے جو خلقت
اڑے خال وخط مصحفِ رخ سے ایسے
کہ جس طرح فوٹو مٹے بعدِ مدّت
یہ کہکر اُتر آئے عیسیٰ فلک سے

قیامت ہوئی ہاے مہدی کی رحلت

۱۳۲۵ھ

اب ہم اس کتاب کو دعاے دولت وعمر و اقبال ولی نعمت دام اللہ اقبالہم پر ختم کرتے ہین جس نے مؤلّف حقیر کو وظیفہ حسن خدمت عطا فرما کر مالا مال اور فکر معاش سے فارغ البال کر رکھا ہے۔ اسی نعمت عظمیٰ کی بدولت ہم مشاغل علمی مین منہمک اور اس ریاست ابد قرار اور والی ریاست کے لئے دعا کرتے ہین۔ ۲۹؍ ذی حجہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری

اعلان

جس کتاب کے آخر پر اسی عبارت کے ذیل مین مؤلّف کے دستخط نہ ہون وہ کتاب مسروقہ سمجھی جاے گی فقط

فرہنگ الفاظ اصطلاحی متذکرہ کتاب غرائب الجمل بپابندی ردیف

سلسلہ نشان	الفاظ اصطلاحی	صفحہ نشان
۱	۲	۳
	الف ممدودہ	
۱	آبی حرف	۵۱
۲	آبی لفظ	۵۳
۳	آتشی حرف	۵۱
۴	آتشی لفظ	۵۳
۵	آحاد	۲۸
	الف مقصورہ	
۶	ابجاد	۳۶
۷	ابجد	۳۹
۸	ابجد آدم	۳۷
۹	ابجد ابدان	۵۵
۱۰	ابجد ترفّع	۴۲
۱۱	ابجد تنزّل	۰
۱۲	ابجد سبعہ	۴۶
۱۳	ابجد طبعی	۵۲
۱۴	ابجد عناصر	۵۱

سلسلہ نشان	الفاظ اصطلاحی	صفحہ نشان
۱	۲	۳
۱۵	ابجد نوحی	۳۹
۱۶	ابو جاد	۳۶
۱۷	ابو وجاد	〃
۱۸	احسن الصنائع	۱۸۳
۱۹	اساس	۳۰
۲۰	استنطاق	۲۳۰
۲۱	اسم	۶۹
۲۲	الفاظ جمل	۳۵
۲۳	الفاظ جسم انسانی	۵۶
۲۴	الوف	۲۸
	بائے عربی	
۲۵	باطن	۲۷۹
۲۶	بسط	۲۲۹
۲۷	بسط الحروف	۲۳۵
۲۸	بسط المرقّی	۲۳۸
۲۹	بسط المقوّی	〃

۳۰	بسط تجمع	۲۶۶
۳۱	بسط ترفع ازواج	۲۵۱
۳۲	بسط ترفع اوتار	۲۴۹
۳۳	بسط ترفع بالطبع	۲۴۸
۳۴	بسط ترفع حرفی	۲۴۵
۳۵	بسط 〃 طبعی	۲۴۶
۳۶	بسط 〃 عددی	۲۴۳
۳۷	بسط تضارب	۲۷۴
۳۸	بسط تضاعف	۲۶۹
۳۹	بسط تقوی	۲۷۹
۴۰	بسط تکاسر	۲۷۶
۴۱	بسط تمانج	۲۸۶
۴۲	بسط تناصف	۲۷۰
۴۳	بسط تنزل ازواج	۲۶۱
۴۴	بسط تنزل اوتار	〃
۴۵	بسط تنزل بالطبع	۲۵۹
۴۶	بسط تنزل حرفی	۲۵۷
۴۷	بسط تنزل طبعی	۲۵۸
۴۸	بسط تفیعف	۲۷۱

۴۹	بسط تواخی	۲۶۴
۵۰	بسط ضرب باطن در باطن	۲۷۹
۵۱	بسط ضرب باطن در ظاہر	۲۸۴
۵۲	بسط ضرب ظاہر در ظاہر	۲۸۱
۵۳	بسط عددی ترکیبی	۲۳۳
۵۴	بسط عددی حرفی	۲۳۰
۵۵	بسط غریزی	۲۴۱
۵۶	بسط مداخل اربعہ	۲۸۸
۵۷	بیّنات	۷۰
	تا ــــ عربی	
۵۸	تاریخ	۱۴۳
۵۹	تاریخ مرکب	۱۵۸
۶۰	تاریخ مستقل	۱۵۹
۶۱	تاریخ مفرد	۱۵۷
۶۲	تخرجہ	۱۵۹
۶۳	تدخلہ	۱۶۰
۶۴	ترقیم	۲۹۴
۶۵	تعبیہ	۱۵۹
۶۶	تعمیہ	〃

٦٧	تعمیۂ خارجی	١٦٠
٦٨	تعمیۂ داخلی	"
	ثائے مثلثہ	
٦٩	ثخنہ	٤٠
	جیم عربی	
٧٠	جامع صغیر و وسیط	٧٤
٧١	جمل	١٦
٧٢	جمل اصغر	٦٢
٧٣	جمل اکبر	٧٧
٧٤	جمل اکبر مع الترفع	٧٩
٧٥	جمل اوسط	٧٠
٧٦	جمل رومیان	٣٤
٧٧	جمل سنسکرت	٣٢
٧٨	جمل صغیر	٦٦
٧٩	جمل فارسیان و ہندیان	٣١
٨٠	جمل کبیر	٧٣
٨١	جمل وسیط	٧٠
	حائے مہملہ	
٨٢	حروف آبی	٥١

٨٣	حروف آتشی	٥١
٨٤	حروف بارده	٥٣
٨٥	حروف تہجی	٢٥
٨٦	حروف جمل	٢٩
٨٧	حروف حارّہ	٥٣
٨٨	حروف خاکی	٥١
٨٩	حروف رطبہ	٥٣
٩٠	حروف زحل	٤٧
٩١	حروف زہرہ	"
٩٢	حروف سراپائے انسانی	٥٥
٩٣	حروف شمسی	٤٧
٩٤	حروف عطارد	"
٩٥	حروف قمر	"
٩٦	حروف مبانی	٢٥
٩٧	حروف مریخ	٤٧
٩٨	حروف مسروری	١٩٩
٩٩	حروف مشتری	٤٧
١٠٠	حروف معجم	٢٥
١٠١	حروف مکتوبی	١٩٩

۱۰۲	حروف ملفوظی	۱۹۹
۱۰۳	حروف منفردہ	۲۵
۱۰۴	حروف منفصلہ	۲۵
۱۰۵	حروف ہجا	۲۵
۱۰۶	حروف ہوائی	۵۱
۱۰۷	حروف یابسہ	۵۳
۱۰۸	حطی	۴۰
	خائے معجمہ	
۱۰۹	خاصۃ الوجود	۱۸۶
۱۱۰	خاکی لفظ	۵۳
	دال مہملہ	
۱۱۱	دائرۂ تاریخی	۲۱۰
۱۱۲	دائرۂ مثمنہ	۲۱۵
	ذال معجمہ	
۱۱۳	ذو تاریخین	۲۰۸
	زائے معجمہ	
۱۱۴	زُبُر	۶۶
۱۱۵	زبر و بیّنات	۷۳
	سین مہملہ	
۱۱۶	سریانی	۲۶
۱۱۷	سعفص	۴۰
۱۱۸	سنکیت ودیّا	۲۱
۱۱۹	سنہ آدمی	۳۰۰
۱۲۰	سنہ الٰہی	۳۱۳
۱۲۱	سنہ براہیمی	۳۰۱
۱۲۲	سنہ بکرمی	۳۱۶
۱۲۳	سنہ بنگلہ	۳۱۳
۱۲۴	سنہ ترکی	۳۰۹
۱۲۵	سنہ جلالی	۳۱۳
۱۲۶	سنہ داؤدی	۳۰۱
۱۲۷	سنہ رومی	۳۱۶
۱۲۸	سنہ ساکا	۳۱۵
۱۲۹	سنہ سنبت	—
۱۳۰	سنہ شاکہی	۳۱۶
۱۳۱	سنہ عیسوی	۳۰۲
۱۳۲	سنہ فارسی	۳۱۵
۱۳۳	سنہ فصلی	۳۱۰
۱۳۴	سنہ محمدی	۳۰۳

۱۳۵	سنہ مہذوی	۳۰۷
۱۳۶	سنہ موسوی	۳۰۲
۱۳۷	سنہ نوروز	۳۱۶
۱۳۸	سنہ ہجری	۳۰۵
۱۳۹	سنہ یزدجردی	۳۱۵
۱۴۰	سہل الممتنع	۱۸۳

شین معجمہ

۱۴۱	شعبدۂ تاریخ	۱۸۳

صاد مہملہ

۱۴۲	صنعت ازدواج	۲۰۳
۱۴۳	صنعت اعجام	۱۹۶
۱۴۴	صنعت اہمال	۱۹۷
۱۴۵	صنعت بسط	۲۲۹
۱۴۶	صنعت تجمّع	۱۹۲
۱۴۷	صنعت تحریک	۱۹۹
۱۴۸	صنعت ترصیع	۲۰۷
۱۴۹	صنعت تسکین	۲۰۰
۱۵۰	صنعت تقارب	۱۹۵
۱۵۱	صنعت تضاعف	۱۹۳

۱۵۲	صنعت تعریب	۲۰۲
۱۵۳	صنعت تکثیر	۲۲۰
۱۵۴	صنعت تناصف	۱۹۴
۱۵۵	صنعت تنقیط	۲۲۱
۱۵۶	صنعت خاصۃ الوجود	۱۸۶
۱۵۷	صنعت دائرہ	۲۱۰
۱۵۸	صنعت ذو تاریخین	۲۰۸
۱۵۹	صنعت سلب نقط	۲۲۳
۱۶۰	صنعت طلسمی	۲۲۴
۱۶۱	صنعت عامۃ الورود	۱۸۳
۱۶۲	صنعت مجمع الاقسام	۲۳۹
۱۶۳	صنعت مراتب	۲۱۰
۱۶۴	صنعت مرکّبہ	۲۰۱
۱۶۵	صنعت مسجّع	۲۰۶
۱۶۶	صنعت مسروری	۱۹۹
۱۶۷	صنعت معکوس	۲۰۶
۱۶۸	صنعت معمیٰ	۲۱۹
۱۶۹	صنعت مفردہ	۲۰۱
۱۷۰	صنعت مقطّعہ ترتیبی	۱۹۱

۱۷۱	صنعت مکتوبی	۱۹۹
۱۷۲	صنعت ملفوظی	؍؍
۱۷۳	صوری	۱۵۱
۱۷۴	صوری و معنوی	۱۵۲

ضاد معجمہ

۱۷۵	ضنطغ	۴۰

طاے مہملہ

۱۷۶	طالب	۲۸۷

ظاے معجمہ

۱۷۷	ظاہر	۲۷۹

عین مہملہ

۱۷۸	عامۃ الورود	۱۸۳
۱۷۹	عدد بنیادی	۱۸۴
۱۸۰	عشرات	۲۸

غین معجمہ

۱۸۱	غیر مستقل تاریخ	۱۵۹

قاف

۱۸۲	قرشت	۴۰

کاف عربی

۱۸۳	کلمن	۴۰

لام

۱۸۴	لوح طلسمی	۲۲۵

میم

۱۸۵	مآتت	۲۸
۱۸۶	مجمع الصنائع	۲۲۸
۱۸۷	مدابتی	۱۸۳
۱۸۸	مراتب	؍؍
۱۸۹	مستقل تاریخ	۱۵۹
۱۹۰	مسہلی	۶۹
۱۹۱	مطلوب	۲۸۷
۱۹۲	معنوی تاریخ	۱۵۲
۱۹۳	مفردات	۲۵
۱۹۴	مقطّعات	۲۵
۱۹۵	ملفوظ	۷۰
۱۹۶	مقطّعہ ترتیبی	۱۹۱

نون

۱۹۷	نظیرہ	۳۰

ہاے ہوز

۱۹۸	ہوائی حروف	۵۱	۲۰۰	ہوّز	۴۰
۱۹۹	ہوائی لفظ	۵۳			

تواریخ کتاب ہذا

(۱) تاریخ تالیف کتاب طبعزاد جناب مولوی سعید الدّین سعید تخلص

الّف المکتوب فی فنّ الجمل   ماله بدل ولیس له البدیل
ابتغی الاحباب تاریخاً له   قلت عاما ذاک تالیف جمیل
۱۳۲۵ھ

ایضاً از مؤلف کتاب

ما نرے ذا اسد فی فن الجمل   مثل ذا وہو دلیل قاطع
قلت تاریخاً لتالیف الکتاب   انّہ ہذا کتاب ساطع
۱۳۲۵ھ

ولہ

حقا کہ غرائب الجمل رنگین ست   ہر صفحۂ او درخور صد تحسین ست
گفتم سنۂ عیسوی تالیفش   در علم جمل نسخۂ نادر اینست
۱۹۰۸

ولہ

مثل ہذا غرائب الجمل   ما نرے فی الغرائب العرب
قال فکری لعام تالیفہ   انّ ہذا الکتاب بوالعجب
۱۳۲۵ھ

ایضاً طبعزاد جناب مولوی جلیل حسن مینائی جلیل تخلص

مرحبا نواب والا شان نے لکھی وہ کتاب   وصف میں جس کے زبان اہل زبان کی لال ہے
سال ہجری تالیف کا پوچھے کہو اوس سے جلیل   بے بہا آئینۂ تاریخ گوئی سال ہے
۱۳۲۵ھ

(نوٹ) لائق مورخ نے لفظ بہا کے (۸) عدد کا تخرجہ نہایت لطافت سے فرمایا ہے

ایضًا طبعزاد جناب ابوطیب محمد یحییٰ قاصد تخلص۔ منشی۔ فاضل۔ مولوی۔ عالم

قد اوضح ہذا التالیف   للناس سبیل التاریخ
ارّخت لعام التاریخ الفضلیؔ   ولیل التاریخ
۱۳۱۶ الفضلی

(۲) تاریخ طبع کتاب طبعزاد فاضل اجل جناب ابوبکر بن شہاب پروفیسر عربی مدرسہ عالیہ

للعلم عرش مستقل   فوق السماک الاعزل
العلم خیر مقتنیً   زین لکلّ محفل
یسمو بہ المرء الی   کلّ مقام الحمل
بنور انواع العلو   م کلّ غیم ینجلی
فانہل الغوا دس   فرائدہا وعلّل
واستخرج المخبا   ت من غریب الجمّل
وان اردت النجح فی   تحقیق اسےّ مشکل
فداوم الامعان فی   کتاب ذی الفضل الجلی
مولای شمس العلما   ء البارع المتکمل
عزیز جنگ السیّد السامی الذری المبجّل
فقد اتے فیہ بما   اعجز کلّ الاوّل
مفتّر لما مضیٰ   والحال والمستقبل
الذّ عند اہلہ   من الرحیق السلسل
ارختہ اذ تمّ سفے   بیت من الشعر الجلی
زیّن مولانا استہیٰ   ۱۳۲۶   جمع کتاب الجملؔ

ایضاً طبعزاد مؤلف کتاب

لقد شاعت النسخۃ فی الزمان
فأرّخت تاریخ طبع الکتاب
بفن الجمل ذاک فن نبیل
الا انّ ہذا الکتاب جمیل

ایضاً وله

قد الّف ذلک الکتاب
اَرّخت بدایتہ لعامہ
مطبوع الخلق مستطاب
ما احسن ذا ہو الکتاب

ایضاً وله

صد شکر خدائے خالق عز و جل
از فکر ولا است سال طبعش پیدا
شائع شدہ این کتاب در علم و عمل
مطبوع شد این نسخۂ احوال جمل
۱۳۲۶

ایضاً وله

فضل الٰہی سے یہ نسخہ چھپ چکا
تاریخ طبع اسکی کہو تم اے ولا
اہل جمل کہتے ہیں جسکو لاجواب
علم جمل کی مستقل ہے یہ کتاب

ایضاً طبعزاد جناب ابو طیب محمد یحییٰ قاصد تخلص منشی۔ فاضل۔ مولوی عالم

ولا کی میں نے یہ تالیف دیکھی
مؤلف سے کہی میں نے یہ تاریخ
گلستان جمل کی خوب کی سیر
جزاک اللہ فی الدارین بالخیر
۱۳۲۶ھ

ایضاً وله

در علم جمل دیدم این طرفہ کتابے را
بسیار صعوبت ہا بر داشت بتالیفش
از بسط بیان کردہ است اقسام و قواعد را
جمع است درین دفتر صد ہا سنۂ تاریخ
آوردہ مؤلف از ہر جا سنۂ تاریخ
اینہم کہ شدہ است آنکہ پیدا است سنۂ تاریخ

نایاب صنائع ہم آوردہ درین نسخہ   بنوشتہ مثالش را ہم با سنۂ تاریخ
باید کہ عمل پیرا باشد بہ قوانینش   خواہد چو کسے کردن انشا سنۂ تاریخ
تا پیش کنم نذر نایاب مؤلف را   از فکر برآوردم یکتا سنۂ تاریخ
گفتا سن ہاتف قاصد چہ دلاویز است   گفتم سنۂ تاریخ گفتا سنۂ تاریخ
۱۳۲۶

ایضاً طبعزاد جناب مولوی سید غلام علی جوشش تخلص

چون علما شمس ما جنگ عزیز والا   نسخۂ غرائب نما کرد رقم بے بدل
عون ولی اللہ احد جوشش رقم سال زد   تا در عالم بود نسخۂ فن جمل
۱۳۲۶

ایضاً طبعزاد جناب نواب عبد الباری خان بہادر موجد تخلص

در فن جمل نسخہ را از فکر والا ۔ باطرز نکو   دیدیم و بے نظیر گویدل ما ۔ زین بعد بجو
کم یاب ضرور ہست و سال طبعش ۔ از قابلیت طبع   تالیف عزیز جنگ شمس العلما ۔ نایاب بگو
۱۳۲۶

(نوٹ) قلب طبع سے بائے موحدہ کا تعمیہ ہوا ہے

ولہ

عزیز جنگ بہادر والا بملک دکن   نوشت نسخۂ جامع چو در فن تاریخ
کشود قفل دہان من از کلید ولائش   برای سال مسیحی بہ مخزن تاریخ
۱۹۰۸ع

ولہ

در بلدہ غرائب الجمل طبع چو شد   از سعی والا شاعر پاکیزہ سخن
گفتم سن فصلیش بگراے موجد   مجموعۂ دلپسند بیرو مطبوع دکن
۱۳۱۷ فصلی

ایضاً طبعزاد جناب مولوی عبد الواسع ۔ صفا ۔ تخلص

فن تاریخ مین شمس العلما کی یہ کتاب   جس کے مشتاق تہے بید شعرا طبع ہوی

طبع موزون نے صفا مصرع تاریخ کہا
واہ کیا خوب یہ تالیف ولا طبع ہوئی
۱۳۲۶

(نوٹ) فن تاریخ سے فن جمل یا فن تاریخ گوئی مراد ہے ۔

(ہوئی) کے عدد حسب مذہب دوم ۲۱ محسوب ہوئے ہین۔

لائق مؤرّخ حضرت امیر مینائی کے پیرو ہین ۔

ترجمہ ریویو انگریزی ریختہ کلک جناب مولوی میرزا مہدی خان کوکب تخلص
اِ۔ آر۔ اِس۔ اِم۔ و اِم۔ آر۔ اِ۔ اِس ۔

شمس العلماء مولوی احمد عبد العزیز نائطی خان بہادر نواب عزیز جنگ نے اردو لٹریچر پر بہت بڑا احسان کیا کہ عربی کے فن جمل کے متعلق ایک ایسی مبسوط کتاب تالیف کی جو (غرائب الجمل) کے نام سے موسوم ہے ۔

لاطن مین جس طرح آئی وی ایکس ایل سی ڈی ایم کے لئے اعداد مقرر ہین اسی طرح عربی کے اٹھائیسون حروف کے لئے عدد ہین ۹ حروف اِکائی کے لئے مخصوص ہین اور ۹ حروف دہائی کے لئے اور ۹ حروف سیکڑے کے لئے اور ایک حرف ہزار کے لئے ۔ یہی کیفیت سنسکرت کے حروف کی ہے ۔

بدین وجہ کہ سنسکرت کے حروف ۳۶ ہین اونہون نے الوف کے لئے بھی ۹ حروف کو خاص کیا ہے ۔

عربون نے اس فن سے دو طرح پر کام لیا ہے ۔

(۱) اعداد کا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام اعداد سے ۔

نمبر (۱) سے بہت بڑا کام لیا گیا ہے یعنی مبسوط عبارتین اور اشعار ایسے

+ از گورنمنٹ آف انڈیا ۴ از سرکار نظام

لکھے گئے ہین جن کے مضمون سے خاص خاص واقعات کی ہسٹری معلوم ہوتی ہے اور اونہین عبارتون کے فقرات یا اشعار کے مصرعون کے حروف کے اعداد سے اوس واقعہ کا سنہ نکلتا ہے یہ کچھہ آسان کام نہین ہے بلکہ نہایت دقیق کام ہے ۔ اور نمبر (۲) سے صیغہ راز کی کتابت کا تعلق ہے یعنی خاص قواعد کے ساتھ صرف ہندسون مین مراسلت اور مکاتبت ہوتی ہے ۔ لیکن غایت نمبر ۲ کے مقابلہ مین نمبر (۱) بہت مشکل کام ہے جس مین عربون سے زیادہ اہل عجم نے کام کیا ہے اور عجمیون سے ہندیون نے اس فن کو لیا ہے اور اس وقت یہ فن ہندوستان مین ہر طرف جاری ہے ۔ مشرقی بادشاہون کے دربارون مین تہنیت یا تعزیت کا کوئی واقعہ ہوتا تہا تو شعراے وقت اس فن مین اشعار کہتے تہے اور اون اشعار کے اعداد حروف سے اس واقعہ کا سنہ نکالتے تہے اور وہ اشعار اس واقعہ کی عمدہ ہسٹری اور یادگار سمجھے جاتے تہے وہی عمل اب تک ہندوستان مین جاری ہے ۔ جب کوئی قوم کا لیڈر یا رئیس مرتا ہے یا کوئی عالیشان دربار ہوتا ہے یا کوئی والی ریاست کی تخت نشینی کی تقریب یا شادی ہوتی ہے یا اور کوئی واقعہ تو اسی فن مین اشعار لکھے جاتے ہین اور اون اشعار کے حروف کا مجموعہ از روے اعداد اس کا یادگاری سنہ قرار پاتا ہے ۔ غرض یہ ایک مرغوب اور لطیف فن ہے جس کو اہل ہند نے ابتک اپنی روزمرّہ ضرورتون مین زیر استعمال رکھا ہے ۔

بڑی حیرت اور تاسّف اس پر ہے کہ فن کا نفاذ تو موجود ہے لیکن اس کے متعلق نہ عربی زبان کی کوئی مستقل کتاب ہے اور نہ فارسی زبان کی

صرف ہندوستان مین بعض استادون نے اسی صدی مین مختصر مختصر دو تین رسائل سو پچاس صفحات کے لکہے ہین جن مین سے ایک دو چہپے بہی ہین لیکن وہ ایسے ناکامل ہین کہ اون سے جیسے چاہئے شائقین فن کو مدد نہین ملتی عربی بہت سی کتابون مین اس فن کا ذکر ہے اور چیدہ چیدہ مضامین ضمناً بیان ہوے ہین اور بعض قدیم کتابون کے نام بہی ہین جو اس فن کی مخصوص کتابین ہین معلوم ہوتے ہین لیکن افسوس اس کا ہے کہ آج اون کتابون کا پتہ کسی لائبریری مین نہین ملتا اور نہ اون کے چہاپے کی نوبت آئی ۔ اور مختلف کتابون کے متفرق تذکرے سے پبلک کو یکجائی کے ساتہ کوئی کامل فائدہ حاصل نہین ہوسکتا ہے ۔

ایسے وقت مین ہمارے دوست شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر کا اس اہم اور دقیق سبجکٹ مین ایک مستقل کتاب کا لکہنا جو ہمارے زیر ریویو ہے بہت بڑی شکر گزاری کے قابل ہے ۔ اگرچہ آپ کی تالیفات سے دو درجن سے زیادہ کتابین فنون قانون ۔ تاریخ ۔ سیاق ۔ لغت ۔ حیوانات اگریکلچر وغیرہ مین ہین ۔ لیکن یہ نایاب کتاب ہماری راے مین اون تمام کتابون پر فائق ہے ۔

اس مین کچہہ شک نہین کہ اگر اسی صدی مین یہ ضروری کام ہمارے دوست کی توجہ سے پورا نہ ہوتا تو آخر صدی تک بتدریج فن جمل مٹ جاتا اور اُردو لٹریچر مین بہی مثل عربی اور فارسی لٹریچر کے اس فن کے خانہ مین صفر آجاتا اور اس کا نام برائے نام صرف کتب لغت مین رہ جاتا ۔ اگر یہ زمانہ مشرقی بادشاہون کا ہوتا تو وہ لائق مؤلف کو موتیون مین تولتے ۔ تاریخ سے اس کا پتا

ملتا ہے کہ سنہ ۴۳ ہجری مین مرزا طہماسپ قلی ترک نے ۱۹ شعرون مین ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے ہر ایک مصرعے کے اعداد حروف سے جلوس کا سنہ نکلتا تھا تو اوس کے صلہ مین شاہ جہان نے اوس کو ایک لاکھ روپیہ کا انعام دیا اور سواری کے لیے ایک ہاتھی اور گھوڑا ساز و سامان طلائی کے ساتھ عطا کیا اور جواہر کا خاص خلعت عطا فرمایا۔

ہمارے دوست نے خود اس فن کے مُسلّم الثبوت شاعر ہونے کے علاوہ جب ایسی عمدہ کتاب ایسی ضرورت کے وقت مین لکھی تو اون کی بے شک بہت بڑی قدر ہوتی اگر اون کا یہ کام اوس زمانہ مین واقع ہوتا۔

سچ یہ ہے کہ جس زمانہ مین مشرقی بادشاہون کے بے بہا صلون کا ذکر صرف بطور یادگار تاریخی رہ گیا ہے۔ ہمارے دوست کا ایسا مہتم بالشان کام کرنا اور یہ جان کر کہ اون کو کسی اولوالعزم صلہ کی امید نہین ہے محض پبلک کو فائدہ رسانی اور ایک قدیم علم کی حفاظت کے لیے ایسی ضخیم اور جامع کتاب کا تالیف کرنا بہت بڑی تعریف کے قابل بات ہے۔

جس زمانہ مین ہر طرف سطحی فنون کی دھوم ہے ناولون کی جانب عام طبائع مائل ہین ایسے دقیق سبجکٹون مین قلم اوٹھانا اور کامیاب ہونا صرف ہماری دوست کا حق ہے۔ جن کی نسبت ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اون کی صحّت و دلچسپی کو دیرگاہ باقی رکھے۔

اس کتاب مین صرف اصول فن ہی کا بیان نہین ہے بلکہ فروعات کی بھی مکمّل بحث ہے اور اختلاف مذاہب جمل کا کافی بیان ہے قواعد کے ساتھ متأخرین

اور متقدمین کے کلام سے قابل اطمینان مثالین بھی پیش ہوئی ہین۔ صنائع وبدائع جمل کا مفصل ذکر ہے جن مین سے بعض کے موجد عرب ہین اور بعض کے عجم اور اکثر کے لئے اہل ہند۔ ہماری راے مین صرف ایک نقص البتہ رہ گیا ہے جس کا اعتراف خود مصنف نے کیا ہے کہ صنعتون کے موجد اصلی کے نام کا پتہ کسی تاریخ سے اونکو نہ مل سکا اور کیونکر ملتا جب کہ گزشتہ اہل تصانیف نے اس کی جانب توجہ ہی نہین کی اور ضمناً بھی کسی موقع پر اس کا ذکر نہین کیا۔

غرض جو کچھہ اس کتاب مین ہے وہ بہت کچھہ ہے اور یہی ایک کتاب ہے جس کے ذریعہ سے اُردو لٹریچر مین اس فن کے متعلق جان آگئی ہے۔ اور بلا مبالغہ ہم کہہ سکتے ہین کہ اس فن کی مردہ لاش مین اس کتاب نے جان ڈال کر از سر نو زندہ کیا ہے۔

ہمارے اس بیان واقعی کی سچائی کا اندازہ وہ لوگ کرین گے جن کو فی الجملہ اس فن کا مذاق ہے اور جو اس فن کے طالب ہین اس کتاب کا ترجمہ جس زبان مین ہوگا اوس زبان مین یہ فن رائج ہو جائے گا۔

آخر پر ہم لائق مؤلف کو اون کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین خاص کر اس لئے کہ اونھون نے اس کتاب کو ہز ہائینس نظام کے ملک سے شائع کیا ہے ہز ہائنس مین مشرقی بادشاہون کے صفات موجود ہین خود بھی اس فن سے دلچسپی رکھتے ہین۔ ہمکو کامل امید ہے کہ وہ اس کو مقبولیت کی نگاہ سے ملاحظہ فرماوینگے اور اگر گورنمنٹ آف انڈیا کے روبرو اس کی حقیقت اچھی طرح ظاہر ہو جائے تو وہ بھی ضرور اس پر توجہ کرے گی اس لئے کہ ہم خوب جانتے

ہین کہ تدوین علوم وفنون کی جانب اسکی توجہ بخوبی مائل ہے لیکن افسوس اس کا ہے کہ غیر انگریزی زبانون کی تالیفات کا فوٹو گورنمنٹ کے روبرو پیش ہونے کے ذرائع کافی طور پر مہیّا نہین ہین۔

مرزا مہدیخان
کوکب

ریختۂ کلک فصاحت رقم جناب مولوی ابوالمظفر محمد سعید الدین الفضاری رئیس مہواری

لله الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

نسخۂ غرائب الجمل مؤلفۂ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر را من اوّلہ الی آخرہ بامعان نظر دیدم۔ ماشاء اللہ کتابیست اجمل و اکمل و جامع و مانع در فن جمل۔ مؤلف محترم خوب کارے کردہ است کہ این فن لطیف را بحیطۂ تدوین درآوردہ۔ شک نیست کہ اہل ہند را ضرورت ہمچو کتابے بود چرا نباشد کہ طریقۂ تاریخگوئی بتقاریب تہنیت و تعزیت الی الآن در ہندوستان جنّت نشان مروّج و موجود است۔

لغزگویان لطافت پسند و سخن سنجان ہوشمند نیک در یابند کہ در کتب موجودہ چہ در زبان عربی و چہ فارسی دارد و نسخۂ مستقل درین فن لطیف بدین جامعیت و تحقیق و تدقیق کہ مؤلف محترمش بکار بردہ است الی الآن ہمدست نشدہ است۔ پس وجہے نباشد کہ این نعمت عظمیٰ و ہدیۂ کبریٰ را من حیث المجموع مغتنم نشماریم و فرزانہ مؤلفش را درخور ہزار تحسین و صد ہزار آفرین نپنداریم چہ بحسن اتفاقش اینچنین تالیفے بے بہا و ہمچنین گوہرے یکتا بدست ما رسیدہ است کہ چشم ما تا حال عدیلش ندیدہ و گوش ما الی الآن بدیلش نشنیدہ ؎

سوادش سرمۂ چشم حسینان   بیاضش نور بخش مہجبینان

ہمانا فکرت مؤلفش خیلے بلندست۔ و طرز بیانش بسیار دلپسند کہ حقائق این فن لطیف را بآئینے ہدیۂ ناظرین کردہ کہ ہم مبتدیان کم سواد را

بسلاست بیانی بے بہرہ نمیگزارد ۔ و ہم منتہیان کامل استعداد را بلطافت معانی بہرۂ کافی و حظے وافی می بخشد فجزاہ اللہ عنا خیر الجزاء ۔

شک نیست کہ این ذخیرۂ نایاب از رسائل موجودہ فائق تر ست کہ قواعد اقسام جمل را با صنائع و بدائع آن سیّما باستناد اقوال محقّقین و نظائر و آرائے متقدّمین کسوت تدوین بطرز بہین در برکشیدہ است و بعض نوادر این فن را کہ درین نسخۂ بے بہا یافتہ میشود ہنوز گوش ہوش ما نشنیدہ ۔ الحق کہ این کتاب لاجواب خیلی خوب ہست و بندۂ بے بضاعت را بسیار مرغوب ۔

بخیالم میرسد کہ اگر مؤلف محترم ہمدرین نسخۂ نایاب بطور ضمیمۂ کتاب حصۂ از الفاظ متساویۃ الاعداد ہم درج میفرمود تاریخگویان را خیلی مفید میبود. حالا ہم کار از دست نرفتہ است و تیر از شست برنجستہ ۔ مؤلف محترم را اگر فرصت دست دہد تلافی مافات بحیّز امکان اوست کہ طرح تالیف جلد ثانی این کتاب بنہد ۔

بالجملہ از شائقین فن و قدردانان شعر و سخن توقع کلی ست کہ محنت مؤلفش را بچشم انصاف بنگرند و بمیزان عدل بسنجند و از جادۂ اعتدال پا بیرون ننہند کہ اِعدِلوا ہو اقرب للتّقویٰ وارد است ۔

خاکسار

ابو المظفّر محمد سعید الدّین انصاری

ریویو منظوم حامل تاریخ تالیف کتاب ہذا طبعزاد جناب مولوی سید سجاد علی متخلص سو تعلقدار

نواب عزیز جنگ ذی شان
شمس العلماش ہم خطابیست
احمد عبد العزیز نامش
روشن مانند آفتابیست
والا منش و ولا تخلص
لطف آئین۔ تکرمت مآبیست
با بندہ مثیل و خواجہ تاشے
ہم بندۂ مالک الرقابیست
با شاہ غلام سرفروشے
در اہل وفا و فا جنابیست
او بندۂ بندگان عالی
در درگہِ شاہ بار یابیست
ہر نکتہ ز جز و کل نصیبش
او صاحبِ فن بہر نصابیست
گوئی کہ دقیقہ سنجی او
آتش برکن ز سطح آبیست
تاریخ و فلاحت از وجودش
مانند سیاق بہرہ یابیست
تالیفے دارد او بحر علم
در ہر فن مال او کتابیست
اکنون بجمل گرایشِ او
تعبیر ز یاد رفتہ خوابیست
این نسخہ ز بیست و شش کتابش
شک نیست کہ فرد انتخابیست
گویند غرائب الجمل را
کین مظہر اعجب العجابیست

گویم اسمی است با مسمّیٰ
نام ایزد که لاجوابیست
آرے ز فضولیِ مطالب
در حسن بیانش اجتنابیست
موضوع جمل درو ست فضلے
از علم و عمل خجسته بابیست
شد کهنه صحائف از نوّلش
نقشے که وجود او برآبیست
یکجاست اصول و هم فروعش
مبحوث فنّ مستطابیست
از بهر ائمّهٔ جمل را
این نسخهٔ منتخب گلابیست
هر صفحه بنقشهائے اعداد
دیباچهٔ دفتر حسابیست
در حق مشارقه بیاضش
بر عارض مهر آب و تابیست
قانون معاربه برویش
رخشنده ستاره در سحابیست
پیچیده مطالبش بمعنے
از بهرِ حسود پیچ و تابیست
الحق که زبانِ معترض را
پیرایهٔ رسم سدّ بابیست
بخ بخ که روانی عبارت
در وادی علم جوئے آبیست
گردید قبول درگه شاه
گوئی که دعائے مستجابیست
شد نسخه بنام او معنون
تالیف بشکل کامیابیست

سال تالیف او اثر گفت
در علم جمل چه به کتابیست
۲۵ ھ ۱۳

he was unable to discover the names of those originators from whose works the examples of the ingenuities are quoted. And no wonder, as the former compilers never paid any attention to these nor ever made a passing allusion to them. However, what is collected together in this book is more than sufficient for all our needs. We may safely say, without exaggeration that this book will infuse a new life into this art and revive this branch of Urdu literature.

Those who have even a slight taste for this art and those students who are in search of information on this subject, will be able to gauge the truth of our statement; we are sure that if this book be translated into any language, the people speaking that language will readily adopt this system for commemorating historic events

In conclusion we congratulate the able author on his success more especially as he has published his book in His Highness the Nizam's dominions. His Highness is endowed with the characteristics of eastern sovereigns, and takes no mean interest in this art, and we are sure that he will view this production with an eye of approbation.

If the merits of the book be properly represented to the Government of India, it will certainly receive due recognition, as we are aware of the value the Government attaches to works of art and literature. But it is a matter of regret that there are no proper and accessible means of bringing non-English works to the notice of that Government.

(Sd.) MIRZA MEHDI KHAN.

Had this important work not been compiled in the present century, the art of *Jumal* would have been lost to the Urdu, and we may add Arabic and Persian literature, and the word *Jumal* would have been left only to adorn the pages of our dictionaries. Had the author (who is a distinguished poet also) flourished during the Mogal supremacy and produced this work then, he would doubtless have become the recipient of high honour and valuable gifts. In 1043 Hijri, Mirza Tahmasp Kuli a Persian Turk, composed an ode consisting of nineteen couplets according to the *Jumal* system, the numerical values of which gave the coronation year of Shah Jahan, for which the emperor gave him a lakh of rupees in cash, and bestowed on him a special robe of honour bedecked with jewels, an elephant and a horse with gold trappings.

It is very creditable indeed to our friend to have devoted his time and energy in writing such a comprehensive work, without an eye to any pecuniary gain, and thereby preserving an old art from oblivion. With him it has been a labour of love and his main object has been to benefit the public, since the princely rewards of which we read in old books are not current coin in this age.

Nowadays that novel-reading is the rage, and light literature is in great demand, it is very courageous of the author to have turned his attention to such a difficult subject. May he be long spared to devote himself to such works of interest and utility.

It is not only the broad principles of the art of *Jumal* that have been dealt with here, but the details also have been fully discussed, showing how the professors of this art, belonging to different schools have employed it. Copious examples of certain niceties and ingenuities in the treatment of *Jumal* have been quoted from a few Arab and Persain, but mostly from Indian authors; but it is a pity that the names of the originators and inventors of those ingenuities have not been given. This defect the author himself acknowledges, when he states that

In the courts of eastern monarchs, on occasions of congratulation or condolence, the poets of the period composed poems, in which the numerical values of the letters of certain lines gave the year of the occurrence, while the context was considered the best means of commemorating those historic events. This practice still prevails throughout India. When a leader of a community or a ruler dies, or a grand *Darbar* is held or a chief is installed or a marriage takes place, the event is depicted in verse, and the date is obtained from the numerical values of the letters of certain lines in the poem, forming the *chronogram* of that event. In short, the *Jumal* system is an ingenious and interesting art, which the Indians, along with the Persians, still use for representing memorable events.

It is at once a matter of great wonder and regret, that although the *Jumal* system is current everywhere, we do not find any special books exclusively devoted to the subject either in the Arabic or the Persian language. Only a few Indian authors have written two or three short treatises on the subject during the last century; but these are so meagre and unsatisfactory that no lover of the art can derive any help from them.

Solitary passages on the subject are found scattered in many Arabic books, and we even come across the names of special works relating to this subject, but we regret to state that none of these is to be found in any of the libraries today, nor have any of them been printed. The public can therefore, possibly derive no benefit from such material scattered through a large number of volumes, unless it be collected together, and be made accessible to the student in a complete form.

This is exactly what Nawab Aziz Jung has accomplished, by compiling a special book on this important and interesting subject. Although the author has written and published more than twenty five books on various subjects, such as arts, law, history, accounts, lexicography, agriculture &c., but in our opinion this unique book is far ahead of the others.

Review by Molvi Mirza Mehdi Khan Sahib A. R. S. M., M. R. A. S. E., author of the Hyderabad Gazetteer and Census Commissioner His Highness the Nizam's Dominions (retired).

Urdu literature owes a great debt to Shams-ul-ulama Molvi Ahmad Abdul Aziz Sahib, Nayati (on whom His Highness the Nizam also has conferred the title of Khan Bahadur, Nawab Aziz Jung), who has recently compiled an elaborate treatise entitled "*Gharaib al-Jumal*" on the Arabian art of *Jumal*.

All the 28 letters of the Arabic alphabet, according to the *Abjad* system, represent figures, just as the letters I.V.X.L. C. D. and M in Latin represent numerals. According to the *Abjad* system, the first nine letters represent units, the next nine the tens, the third set of nine the hundreds and the remaining single letter stands for thousand. Similarly in the Sanskrit alphabet, which contains 36 letters, but with this difference that the fourth set of nine figures stands for thousands.

The Arabs have made use of this art in two ways, *viz* first by taking the letters to represent figures, and secondly by using figures in place of letters. They have used the first method more extensively in making chronograms. Lengthy compositions were written, both in prose and verse, describing the history of special events, while the years of the occurrence of those events were obtained from the numbers represented by letters composing the sentences in the prose or from the numerical values of those occurring in a line in case of a poem.

The Second method was employed in confidential correspondence, in which figures were used, according to certain special rules, in place of letters.

The first method is decidedly the more difficult of the two. The Persians have utilized the first method more extensively than the Arabs, and have further elaborated on the system; and the Indians borrowed this art from the Persians, which is widely practised at present in India

فہرست کتب مؤلفہ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر موجودہ مطبع

نمبر شمار	فن	نام کتاب	قیمت	محصول ڈاک	جمع	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	قانون	صد مجموعہ قوانین مالگزاری مطبوعہ سنہ ۱۳۱۱ فصلی لغایۃ آخر سنہ ۱۳۱۶ فصلی	عہ	۱۲؍	عہ ۱۲؍	
۲	″	خزینۂ فینانس و حساب جلد اول لغایۃ آخر سنہ ۱۳۱۴ فصلی	بعہ	۱۰؍	بعہ ۱۰؍	دونوں جلدوں کے خریدار کو عہ اور خرچ ٹپہ ۱۲؍
۳	″	ایضاً جلد دوم بابتہ سنہ ۱۵ و ۱۳۱۶ فصلی	ے	۴؍	ے ۴؍	
۴	″	شیرازہ دفاتر	عا	۴؍	عا ۴؍	
۵	تاریخ و سیر	تاریخ النوائط یعنی قوم نوایط کی تاریخ	عہ	۸؍	عہ ۸؍	افراد قوم کے لئے نصف قیمت
۶	″	محبوب السیر یا نگارستان آصفی	ے	۶؍	ے ۶؍	
۷	″	عطیات سلطانی یعنی تاریخ معاش ہائے معطیہ	ے	۶؍	ے ۶؍	
۸	فلاحت	فلاحۃ النخل۔ یعنی طریقہ کاشت کھجور	عا ۸؍	۵؍	عا ۱۳؍	
۹	″	کاشت انگور	ے	۶؍	ے ۶؍	
۱۰	″	کاشت ترکاری	عا	۴؍	عا ۴؍	
۱۱	سیاق	سیاق دکن	ے	۴؍	ے ۴؍	
۱۲	طیور	حیوۃ الحمام یعنی رسالہ کبوتر بازی	عا	۴؍	عا ۴؍	
۱۳	لغت	آصف اللغات۔ جلد اول متعلق بہ الف ممدودہ تقریباً ۹۰۰ صفحے	صہ	۸؍	صہ ۸؍	زیر طبع ہے
۱۴	جمل	غرائب الجمل۔ یعنی تاریخ گوئی	ے	۶؍	ے ۶؍	

المشتہر محمد حبیب اللہ منیجر عزیز المطابع۔ عزیز باغ۔ سلطان پورہ حیدرآباد دکن

[illegible]

DUE DATE